ان کی خدمت میں چوتھی کتاب پہونچ جائے۔ ہم اس کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

پیش خدمت کتاب قرآن مجید کی تیسری کتاب ہے۔ اسے مرتب کرتے وقت مصنف کے ذہن میں یہ تصور ہے کہ قارئین کرام اس سے پہلے دس سبق، تمرین الدروس اول، قرآن مجید کی پہلی کتاب۔ تمرین الدروس دوم، قرآن مجید کی دوسری کتاب، تمرین الدروس سوم اور القصص الشہیرہ پڑھ چکے ہیں اس لئے اس میں ابتدائی اصطلاحات کی تشریح نہیں کی گئی ہے نہ پہلے گزرے ہوئے الفاظ کے معانی بیان کئے گئے ہیں۔ ابواب اور مادہ کے بیان کی بھی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن اس خیال سے کہ شاید پچھلے اسباق پورے طور پر ذہن میں محفوظ نہ ہوں۔ الفاظ، مادہ اور نامانوس الفاظ کے معانی بیان کر دئے گئے ہیں اور مزید وضاحت کے لئے پچھلی کتابوں کے حوالے دے دیے گئے ہیں تاکہ جہاں ضرورت محسوس ہو آسانی کے ساتھ پچھلے اصول و قواعد پر نظر ڈالی جا سکے۔

قرآن مجید کے ساتھ حسب سابق عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کی مشق کے لئے عبارتیں بھی دی گئیں ہیں تاکہ قرآنی زبان کے ساتھ دوسری عربی کتابوں کے مطالعہ کی قوت پیدا ہو اور حسب ضرورت

عربی میں اظہار خیال پر قدرت حاصل ہو۔ اس مرتبہ ترجمہ کے علاوہ از خود مضامین لکھنے کے لئے بعض عنوان بھی دیے گئے ہیں۔ امداد کے لئے ضروری الفاظ کی فہرست ساتھ دیدی گئی ہے تاکہ مقالہ نویسی میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سعی قبول فرمائے اور مسلمانوں کو عربی زبان اور اسلامی تعلیمات سے واقفیت کا شوق اور اس پر عمل کا جذبہ عطا فرمائے۔ فقط

عبدالسلام قدوائی ندوی
خادم ادارہ تعلیمات اسلام

۲۶۔ محرم ۱۳۶۶ھ
(۲۲۔ دسمبر ۱۹۴۶ء)

پہلا سبق

قرآن مجید :

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ
كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا
عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ
الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ
مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ
وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ
لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ
یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ
لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ
وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا
یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝
لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ
الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ
بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ
وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی
النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ
الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ
اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

تیسرے پارے کے شروع سے دوسرے رکوع کے آخر تک ترجمہ کیجئے۔ نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔

لفظ	مصدر	مادہ	باب	معنی	ماضی مضارع امر نہی
كَلَّمَ	تَكْلِيْم	(ک، ل، م)	تفعیل	بات کرنا	جیسے تنزیل کی طرح آئیں گے۔

(پہلی کتاب صفحہ ۳۶)

اِقْتَتَلَ اِقْتِتَال (ق ت ل) افتعال لڑنا جھگڑنا صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو (انتخاب پہلی کتاب صفحہ ۱۶)

خُلَّةٌ (خ ل ل) دوستی

سِنَةٌ (و س ن) اونگھ

اَلْحَیُّ۔ اردو میں اس لفظ کا ترجمہ زندہ کیا جاتا ہے لیکن اس سے لفظ کی پوری وسعت ذہن میں نہیں آتی ہے۔ حقیقۃً اَلْحَیُّ اُسے کہتے ہیں جو اپنے حالات وصفات میں ایسا کامل ہو کہ اس پر کسی حیثیت سے موت و فنا کا اطلاق نہ ہو سکتا ہو۔

اَلْقَيُّوْمُ۔ (ق و م) بذات خود قائم اور دوسروں کے قیام کا سہارا۔ یعنی اللہ تعالیٰ زندہ و قائم ہے وہ اپنے وجود و قیام میں کسی کا محتاج

نہیں، البتہ ساری کائنات اپنے قیام و بقا اور حفاظت و تدبیر میں اس کی محتاج ہے۔

یَئُوْدُ۔ اَوَد (ا و د) (ن^[۱۵]) صیغے عَوْدٌ کی طرح آتے ہیں۔ (دوسری کتاب صفحہ ۲۷)

اِکْرَاہٌ (ک ر ہ) اِفعال۔ جبر کرنا۔ صیغے انعام کی طرح آئیں گے۔ (پہلی کتاب ص۱)

رُشْد (ر ش د) ن۔ ہدایت

غَیّ گمراہی

طَاغُوْت شیطان سرکش۔ ہر وہ چیز جو خدا کے مقابل ہو

اِسْتَمْسَكَ اِسْتِمْسَاكٌ (م س ك) استفعال۔ پکڑنا (اس طرح کی دل سے برابر گرفت میں مضبوطی اور زیادتی کی خواہش ہو) صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو (پہلی کتاب ص۶۹)

عُرْوَۃ۔ (ع ر و) کڑا۔ دستہ (Handle) بعض اہل علم نے "مضبوط شاخ" بھی ترجمہ کیا ہے۔ لغت کی کتابوں میں بھی مضبوط اور گھنے درخت کا ذکر کیا گیا ہے (قاموس۔ مفردات۔ راغب)

وُثْقیٰ (و ث ق) زیادہ مضبوط۔ اَوْثَق کا مؤنث ہے۔

اِنْفِصَام (ف ص م) اِنفعال ٹوٹنا (اس طرح کہ جدا نہ ہو) صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اَنْفِجَار (پہلی کتاب ص۶۹)

---

[۱۵] یہ اصطلاح اور اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو پہلی کتاب سبق ۱۸

تشریح :-

تِلْكَ الرُّسُلُ .... ان آیات میں انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرق مراتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ تِلْکَ سے جماعت رُسُل کی طرف اشارہ ہے جس کے لئے اس سے اوپر دوسرے پارہ کے آخر میں مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کا لفظ رہنمائی کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کو شرف کلام بخشا۔ بعض کو عُلُوِّ مراتب سے سرفراز فرمایا۔ بعض کو دلائل و براہین کی قوت اور روح القدس کی تائید سے نوازا۔ اس موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام تصریح سے لیا گیا کیونکہ یہود آپ کی نبوت کے قائل نہیں تھے اور آپ کے خلاف قسم قسم کی غلط باتیں منسوب کرتے رہتے تھے اس لئے آپ کا ذکر اور مناقب اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے بیان کئے تاکہ ان کے اوہام کی تردید ہو جائے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ......

اس آیت میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ جب لوگوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے صحیح و غلط میں تمیز باقی نہ رہی اور ضلالت و گمراہی عام ہو گئی تو اصلاح

حال اور تصحیح خیال کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی۔
چاہیئے تھا کہ اس کے بعد پھر اختلافات رونما نہ ہوتے لیکن ایسا
نہیں ہوا بلکہ گمراہیوں اور تفرقوں کا سلسلہ رہ رہ کر ابھرتا رہا۔
جس کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ نبوت تک
جاری رہا۔ کوئی ایمان کا راستہ اختیار کرتا تھا، کوئی کفر کی طرف
بڑھتا تھا۔ اس موقع پر اس سوال کا جواب بھی دے دیا گیا جو عام
طور سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ آخر خدا کی بے پایاں قدرتوں کے
بعد کفر و ضلالت کا ظہور ہوتا ہی کیوں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
اگر ہم چاہیں تو لوگوں کو اس طرح مجبور کر دیں کہ وہ بالکل حق سے
انحراف نہ کر سکیں لیکن ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم نے انسان کو
ایک مرکب قطرہ سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے آزمائیں۔ ہم نے اسے
دیکھنے اور سننے کی صلاحیت بخشی۔ صحیح راہ دکھائی۔ اس کے
بعد یا تو وہ اس نعمت کی قدر کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے، یا
ناشکری اور انکار کی راہ اختیار کرتا ہے (اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ٥
اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ٥)
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ .... وَهُوَ

اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ——— یہ آیتہ الکرسی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ
کی توحید، اس کی عظمت وجلالت، قدرت وطاقت، تقدس و
پاکیزگی اور رفعت و برتری کے مضامین بڑی خوبی سے بیان
کئے گئے ہیں ——— کائنات میں قوت وطاقت کا سرچشمہ
خدا ہی کی ذات ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ ہر قسم
کے کمالات اور صفات حسنہ کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ
رہے گا، ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ اپنے وجود وقیام میں
کسی کا محتاج نہیں بلکہ ساری مخلوق اس کی محتاج ہے اور ہر چیز
اس کے سہارے قائم ہے۔ اس کا علم بے پایاں، اس کی قدرت
بے انتہا ہے۔ غفلت کا کہیں گزر نہیں۔ ساری کائنات اس کے
زیر فرمان ہے۔ بے اس کی اجازت کسی کو مجال دم زدن نہیں۔
ساری مخلوق اس کی نظر میں ہے۔ اس کا علم سب پر چھایا ہے لیکن
کوئی اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ کسی گرانی کے بغیر سارے
عالم کی حفاظت ونگہبانی فرما رہا ہے۔ ہر قسم کی عظمت اور برتری
اسی کو سزاوار ہے۔

الفاظ کی تشریح اوپر گزر چکی ہے۔ اسے ذہن میں رکھئے۔ پھر اس
تشریح کی روشنی میں پوری آیت کو پڑھئے اور غور کیجئے، آپ کا دل

عظمت الٰہی سے لبریز ہو جائے گا اور اطاعت و فرمانبرداری کا
پیوستہ ہوا گہرا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ اس بنا پر صحیح حدیث میں
اس آیت کو قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت فرمایا گیا ہے۔
(صحیح مسلم) اور اسے شیاطین انس و جن کی شرارتوں اور وسوسوں کا
تریاق قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے واقعات بیان
کئے گئے ہیں جن سے اس آیت کی غیر معمولی تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔
اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کے معانی اوپر بیان ہو چکے ہیں یہ الفاظ اپنی
وسعتوں میں تمام صفات الٰہی سمیٹے ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر انہیں
اسم اعظم کہا جاتا ہے۔ امام ترمذی نے بسند صحیح بیان کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ان دو آیتوں
(اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور الٓمّٓ ۝ اَللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) میں اللہ کا اسم اعظم
(سب سے بڑا نام) ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ سے مراد یہ ہے کہ ہدایت و
گمراہی کی وضاحت کے بعد کسی کو اسلام کے قبول کرنے پر مجبور
کرنے کی ضرورت نہیں، ایمان و عقیدہ کا تعلق دل سے ہے اور
دل میں یقین کسی بیرونی دباؤ یا جبر سے پیدا نہیں کیا جا سکتا۔

اس مفہوم کی تائید میں محدثین نے بعض بعض آثار بھی نقل کئے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اسلام سے پہلے انصار کے یہاں جب کسی عورت کا بچہ زندہ نہیں رہتا تھا تو وہ عہد کرتی تھی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہ گیا تو میں اُسے یہودی بنا دوں گی۔ اس طرح بہت سے بچے یہودی ہو گئے تھے جب سنہ ۴ھ میں یہودیوں کا قبیلہ بنی نضیر اپنی شرارتوں کی وجہ سے جلاوطن کیا گیا تو ان کے ساتھ یہ بچے بھی تھے۔ انصار نے کہا کہ ہم اپنے لڑکوں کو نہ چھوڑیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ نازل فرمائی (ابن کثیر بحوالہ ابوداؤد و نسائی)

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بھی خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ اسبق نامی ان کا ایک غلام تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اس کے سامنے اسلام پیش کرتے تھے اور سمجھاتے تھے لیکن جب وہ قبول نہیں کرتا تھا تو حضرت عمرؓ یہ آیت (لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ) پڑھ کر خاموش ہو جاتے تھے۔ (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم)

(۲) ا۔ اردو میں ترجمہ کیجئے۔

اِسْتَمْسَكْتُمْ ۔ يَنْفَصِمُ ۔ اُذِنَتْ ۔ لَا تَقْتُلُوا ۔ اُدْعُوْا

اِسْتَمْسِكُوْا ۔ جِئْتُمْ ۔ اَجِئُ ۔ اَرَدْتُ ۔ تَؤُدُ

(ب) اردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے۔

عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبیّ (کاندھا) فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وکان ابن عمر یقول اذا امسیت (شام کرنا) فلا (اجنبی) تنتظر الصّباح واذا اصبحت فلا تنتظر المساءَ وخذ من صحتک لمرضک ومن حیاتک لموتک و قال علیؓ ارتحلت (کوچ کرنا) الدنیا مدبرة (پیٹھ پھیر کر) وارتحلت الآخرة مقبلة ولکل واحدة منهما بنون فکونوا من ابناء الآخرة (آنے) ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان الیومَ عمل ولا حساب وغد احساب ولا عمل وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عیش اِلا عیش الآخرة۔ ما الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسو ها (نفسا نفسی کرنا) کما تنافسو ها وتلھیکم (غافل کرنا) کما الھتکم ـــــ تعس (ہلاک ہونا) عبد الدینار والدرھم والقطیفہ (مخمل کی چادر) والخمیصة (ریشمی بوٹے دار کپڑا) ان اعطی رضی وان لم یعط لم یرض ـــــ لو کان لی مثل احد ذھبا السـ

ان لا يمر على ثلاث ليال وعندي منه شئ الا شئ
ارصده لدين ـــ ليس الغنى عن كثرة العرض
ولكن الغنى غنى القلب ـــ قالت عائشة رضي الله
عنها كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم من أدم
وحشوه من ليف ـ ما شبع آل محمد منذ قدم المدينة
من طعام بر ثلث ليال تباعا حتى قبض وما اكل آل
محمد اكلتين الا احدهما تمر كان يأتي علينا الشهر ما
نوقد فيه نارا انما هو (طعامنا) التمر والماء ـــ
قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه دخلت على رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاذا هو مضطجع على رمال حصير ليس
بينه وبينه فراش قد اثر الرمال بجنبه وتحت راسه وسادة
من أدم حشوها ليف وان عند رجليه قرظا مصبورا وعند
راسه أهب معلقة فرأيت اثر الحصير في جنبه فبكيت
فقال ما يبكيك يا ابن الخطاب فقلت يا رسول الله ان كسرى
وقيصر فيما هما فيه (من زينة الدنيا) وانت رسول الله فقال
اما ترضى ان تكون لهم الدنيا ولنا الآخرة وقال سهل بن
سعد رضي الله عنه ما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم

النقي من حين ابتعثه الله حتى قبضه الله تعالىٰ فقيل له هل كان لكم في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم مناخل قال ما رأى رسول الله صلى الله منخلا من حين ابتعثه الله تعالىٰ حتى قبضه الله تعالىٰ فقيل له كيف كنتم تاكلون الشعير غير منخول قال كنا نطحنه وننفخه فيطير ما طار وما بقي ثريناه

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے :-

حضرت ابوہریرہؓ بھوکے تھے۔ انھوں نے کوئی چیز نہیں پائی راستہ میں آکر بیٹھ گئے اور لوگوں سے دین کے بارہ میں دریافت کرنے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا اور جو کچھ ان کے چہرہ اور دل میں تھا۔ اسے جان گئے۔ پھر آپ نے کہا اے ابوہریرہ میرے ساتھ آؤ۔ جب گھر پہنچے تو ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا پایا۔ آپ نے گھر والوں سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا۔ ان لوگوں نے کہا فلاں شخص نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ابوہریرہ سے کہا اہل صفہ کی طرف جاؤ اور ان کو بلا لاؤ۔ حضرت ابوہریرہ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ تھوڑا ہے اور

اہل صفہ بہت ہیں۔ ان کے درمیان یہ کس طرح تقسیم ہوگا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے اس لئے وہ اہل صفہ کے پاس گئے اور انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جب وہ لوگ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو حکم دیا کہ یہ دودھ لو اور انھیں دو حضرت ابوہریرہؓ نے پیالہ لے لیا اور انھیں یکے بادیگرے دینے لگے۔ جب ایک شخص سیر ہوجاتا تھا تو دوسرے کو پیالہ دیتے تھے جب وہ سیر ہوجاتا تھا تو تیسرے کو پلاتے تھے۔ جب سب لوگ پی چکے اور سیر ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیالہ بڑھایا۔ آپ نے پیالہ اپنے ہاتھ پر رکھا، پھر ابوہریرہؓ کی طرف دیکھا اور مسکرائے۔ اس کے بعد ان سے کہا بیٹھو اور پیو، وہ بیٹھ گئے اور پیا۔ جب فارغ ہوگئے تو آپ نے پھر کہا پیو۔ پھر انھوں نے پیا یہاں تک کہ جب وہ سیر ہوگئے تو عرض کیا اب کوئی گنجائش نہیں پاتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے پیالہ لیا اللہ کی تعریف کی۔ بسم اللہ کہی اور دودھ پی لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے تو اصحاب صفہ میں سے بہت سے لوگ بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے۔

الفاظ کے معانی

بھوکا ۔ جائع

ہدیہ بھیجنا ۔ اَھدٰی یُھدِی

مسکرانا ۔ تَبَسُّم (باب تفعّل)

بسم اللہ کہنا ۔ سَمّٰی ۔ یُسَمِّیْ

بھوک ۔ خَصَاصَۃٌ ۔ جُوْع ۔

اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ۔ آخَذُوا مَجَالِسَھُمْ

سیر ہونا ۔ رَوِیَ یَرْوٰی (مثل رضی)

گنجائش ۔ مَسْلَكٌ

گر پڑنا ۔ خَرَّ یَخِرُّ

قواعد :۔

قرآن مجید کی دوسری کتاب میں حروف علت (ی آ و) کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ ان کے آنے سے فعل کی عام شکل میں کسی قدر تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں اَجوَف (جس کا درمیانی حرف علت ہوتا ہے) اور ناقص (جس کا آخری حرف علت ہوتا ہے) کا ذکر ہو چکا ہے اور ان کی تمام گردانیں تفصیل سے لکھی جا چکی ہیں۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مثال (جس کا پہلا حرف علت ہوتا ہے) کی گردانیں بھی لکھ دی جائیں۔

مثال کی بھی دو قسمیں ہیں۔ پہلا حرف واؤ ہوتا ہے تو مثال واوی کہلاتا ہے اور پہلا حرف ی ہوتا ہے تو مثال یائی کہلاتا ہے۔ مثال واوی ضرب۔ فتح۔ سمع۔ کرم۔ حسب۔

پانچ بابوں سے آتا ہے۔ ماضی میں تو کوئی فرق نہیں ہوتا البتہ مضارع امر اور نہی میں کسی قدر تبدیلی ہوتی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

باب	ماضی	مضارع معروف	مضارع مجہول	امر	نہی
(ف)	وَهَبَ۔ بخشنا	يَهَبُ	يُوْهَبُ	هَبْ	لَا تَهَبْ
(ض)	وَعَدَ۔ وعدہ کرنا	يَعِدُ	يُوْعَدُ	عِدْ	لَا تَعِدْ
(س)	وَجِلَ۔ ڈرنا	يَوْجَلُ	يُوْجَلُ	اِيْجَلْ	لَا تَوْجَلْ
(ك)	وَسُمَ۔ خوبصورت ہونا	يَوْسُمُ	اس کا مجہول نہیں آتا	اُوْسُمْ	لَا تَوْسُمْ
(ح)	وَرِمَ۔ سوجنا	يَرِمُ	" " "	رِمْ	لَا تَرِمْ

اس سلسلہ میں ایک بات اور یاد رکھنے کی ہے کہ باب (س) سے بعض اوقات ایسے فعل بھی آتے ہیں جن کے درمیان یا آخر میں حلق سے نکلنے والے حروف (ء۔ ح۔ ه۔ خ۔ ع۔ غ) میں سے کوئی حرف ہوتا ہے۔ اس صورت میں باب (س) کے مضارع معروف سے واؤ غائب ہوجاتا ہے۔ مثلاً وَسِعَ کا مضارع معروف يَوْسَعُ نہیں ہوتا بلکہ واؤ غائب کرکے يَسَعُ پڑھا جاتا ہے۔

دوسرا سبق

(۱) قرآن مجید:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ

تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ط قَالَ فَخُذْ
اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى
كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ط
وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥

معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے :-

لفظ مصدر مادّہ باب معنی ماضی مضارع امر نہی

بُهِتَ بَهْتٌ (ب ہ ت) س چکرانا

خَاوِيَةٌ خَوَاءٌ (خ و ی) گرنا۔ صیغے ھدی کی طرح
آئیں گے (دیکھئے قرآن مجید کی پہلی کتاب پہلا سبق)

لَبِثْتَ لَبْثٌ (ل ب ث) (س) ٹھہرنا۔

يَتَسَنَّهْ۔ تَسَنُّهٌ (س ن ہ) (تفعّل) خراب ہوجانا۔ سڑنا۔
صیغوں کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لفظ تفجّر (قرآن مجید کی پہلی
کتاب ص۶۹)

عِظَامٌ۔ ہڈیاں۔ عظم کی جمع ہے

نُنْشِزُ۔ اِنْشَازٌ۔ (ن ش ز) (افعال) اٹھانا۔ صیغے انعام کی
طرح آئیں گے (پہلی کتاب ص۱)

نَكْسُوْا۔ كَسْيٌ۔ (ک س و) (ن) پہنانا۔ صیغے دعا یدعو

کی طرح آئیں گے (ملاحظہ ہو قرآن مجید کی دوسری کتاب ص۱۱۰)
صُرٌ ۔ صَوْرٌ (ص و ر) (ن) ہلانا ۔ صیغے عوذ کی طرح آئینگے
(دوسری کتاب ص۴۷)
سَعْیٌ ۔ سَعْیٌ (س ع ی) (ف) دوڑنا ۔ صیغے رَعٰی یَرْعٰی کی طرح آئیں گے (دوسری کتاب ص۱۳۶)

تشریح :

پہلے رکوع کے آخر میں تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انھیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے، اور کافروں کے دوست شیطان ہیں جو انھیں ایمان کی روشنی سے کفر کی تاریکی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اب اس بات کی وضاحت کے لئے دو تین مثالیں بیان کی جارہی ہیں :۔

پہلا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جو اس رکوع میں مذکور ہے۔ اپنے زمانہ کے بادشاہ کو انھوں نے خدا اور اُس کی قدرتوں کا قائل بنانا چاہا۔ روزمرہ کے واقعات سے انھوں نے بادشاہ کو اس طرح راہ ہدایت دکھانا چاہا کہ اگر وہ ذرا بھی غور کرتا تو حقیقت حال سمجھ جاتا لیکن وہ قوت واقتدار کے نشہ میں مست تھا اس لئے سمجھنے کے بجائے اپنی ضد اور سرکشی پر قائم

رہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تھا کہ میرا رب وہ ہے جو زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے۔ یہ روزمرّہ کا مشاہدہ تھا ہر شخص سمجھتا ہے کہ زندگی اور موت کا معاملہ کسی انسان کے قبضہ و اختیار میں نہیں ہے لیکن وہ (بادشاہ) چونکہ انکار ہی پر تُلا ہوا تھا۔ اس لئے ہٹ دھرمی پر اُتر آیا اور ایسی صاف حقیقت کا بھی انکار کر دیا۔ اس نے دو قیدیوں کو بلایا بے گناہ کو قتل کر دیا اور مجرم کو چھوڑ دیا اور کہا دیکھو میں بھی مار اور جِلا سکتا ہوں حضرت ابراہیمؑ نے اس کی یہ معاندانہ کیفیت دیکھ کر فرمایا اچھا اگر ساری کائنات آپ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہے تو پھر سورج کو مشرق کے بجائے مغرب کی طرف سے طلوع کر دیجئے۔ یہ ایک ایسا مطالبہ تھا جس کو وہ کسی طرح پورا نہ کر سکتا تھا، اس لئے کچھ حجتی کی ہمت نہ ہوئی اور ہکا بکا ہو کر رہ گیا لیکن بایں ہمہ ایمان نہ لایا۔

اس واقعہ میں اس حقیقت کا اعلان ہے کہ منکرینِ حق کو شیاطین نورِ حقیقت سے ظلمات کفر و ارتیاب کی طرف کھینچ کھینچ کر لاتے ہیں اور انھیں دولت ایمان نصیب نہیں ہونے دیتے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عزیرؑ کے دو واقعے بیان کئے گئے ہیں جن میں دکھایا گیا ہے کہ اہل ایمان کو کیسا اطمینان

اور شرحِ صدر حاصل ہوتا ہے اور اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی کس کس طرح تربیت کی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو چڑیوں کی مثال سے موت کے بعد دوبارہ زندگی کا عملاً مشاہدہ کرایا گیا تاکہ علم الیقین عین الیقین بن جائے ۔ یہی معاملہ حضرت عُزیرؑ کے ساتھ بھی ہوا ، بخت نصر نے بنی اسرائیل کی قوت کا خاتمہ کر دیا تھا ، فلسطین دشمنوں کے ہاتھوں پامال ہو چکا تھا بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تھی ، شہر ویران ہو گئے تھے ۔عبادت کدے مسمار ہو چکے تھے ۔ مذہبی کتابیں پارہ پارہ کر دی گئی تھیں ، تورات مقدس جلا کر خاک کر دی گئی تھی ، غرض کہ بنی اسرائیل کی عظمت و شوکت کا اس طرح خاتمہ ہو گیا تھا کہ بظاہر اب عزت و سربلندی کی کوئی امید باقی نہیں تھی ۔ اس زمانہ میں حضرت عُزیر علیہ السلام ایک مرتبہ بیت المقدس کی طرف سے گزرے ، اس عام ویرانی و تباہی نے ان کے دل کو سخت متاثر کیا ۔ اس عالم میں ان کی زبان سے نکلا اَنّٰی یُحْیِ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اللہ تعالیٰ نے ان پر موت کی کیفیت طاری کر دی ۔ سو برس کے بعد آنکھ کھلی تو سمجھے کہ چند گھنٹوں کی نیند کے بعد بیدار ہو رہے ہیں لیکن

وحی الٰہی نے اطلاع دی کہ سو برس کی طویل مدت گزر چکی ہے۔ اس حیرت افزا اطلاع کے ساتھ قدرت الٰہی کے دو اور جلوے نظر آئے۔ کھانے پینے کی چیزیں جلد خراب ہو جاتی ہیں لیکن یہاں یہ حالت تھی کہ اتنی طویل مدت گزرنے کے بعد بھی یہ تمام چیزیں بالکل اچھی حالت میں تھیں لیکن سواری کا جانور بوسیدہ ہڈیوں کا ڈھیر بن چکا تھا مگر چشم زدن میں ہڈیوں کا ڈھانچہ مرتب ہوا اور ان کی نگاہوں کے سامنے گوشت پوست سے آراستہ ہو کر زندہ جانور بن گیا۔

ان معجزانہ واقعات نے قدرت الٰہی کی بے کنار وسعتیں نگاہوں کے سامنے کر دیں۔ دل نے کہا کہ جو ذات مردوں کو زندگی بخش سکتی ہے، اس کے لئے کیا دشوار ہے کہ ویرانوں کو آباد کر دے اور تباہ و برباد قوموں کو پھر عروج و اقبال اور عزت و شوکت نصیب کرے، ان خیالات نے دل میں ایک نیا جوش و ولولہ پیدا کر دیا اور زبان سے بے ساختہ نکلا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ایک اور واقعہ بھی ذکر کیا گیا ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتٰی کی حقیقت سمجھائی گئی ہے اور بتایا

گیا ہے کہ کس طرح قدرت الٰہی مردوں کو زندگی بخشتی ہے۔

پہلے پارہ میں بھی بہت سے اسی طرح کے معجزانہ واقعات بیان ہو چکے ہیں۔ اس قسم کے واقعات مدتوں، خلاف عقل اور ناقابل یقین سمجھے گئے اور اب بھی بہت سے لوگ اپنی کم نظری کی بنا پر ان باتوں کو ناممکن سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقۃً ایسا نہیں ہے۔ معجزوں کے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ خلاف عقل ہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ روزمرہ کے تجربہ کے خلاف ہیں اور جس زمانہ میں یہ واقعات ظاہر ہوئے اس وقت یہ لوگوں کو ایسے حیرت انگیز نظر آئے کہ انھیں قانون فطرت کے خلاف سمجھے لیکن کیا کسی واقعہ کا عام علم اور تجربہ کے خلاف ہونا اس کی عدم واقعیت کی دلیل ہے۔ اگر یہی صحیح ہے کہ جن چیزوں کو ہم آج تک نہیں جانتے ہیں ان کا آئندہ بھی جاننا محال ہے تو معجزانہ واقعات بھی محال سمجھے جا سکتے ہیں لیکن اگر ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اس کے خلاف ہے اور ہم برابر دیکھتے رہتے ہیں کہ کل تک جو چیز ناممکن سمجھی جاتی تھی وہ اب ممکن ہی نہیں بلکہ روزمرہ کا واقعہ ہے تو معجزہ کا وقوع بھی ممکن ہے۔ اگر اس کے متعلق مستند تاریخی ثبوت فراہم ہو جائے تو ہمیں اس کے تسلیم کرنے میں کوئی تامل

نہ ہونا چاہیئے خصوصًا ایسے زمانہ میں جب کہ سائنس کی حیرت انگیز ترقی اور علم النفس کے محیر العقول کرشمے روز بروز ناممکنات کو ممکنات اور محالات کو مشاہدات بناتے جارہے ہیں[1]

(۲) (ا) اُردو میں ترجمہ کیجئے:۔

كَسَرَتْ ۔ سَعَيْنَا ۔ حُسِرْتَ ۔ بُهِتْنَا ۔ مُتَسَنَّهٌ ۔ اَتَّبِعْ

اِحْتَرَقُوْا ۔ ضَاعَفُوْا ۔ اُكْسُ ۔ يَصُرُّنَ

(ب) اُردو میں ترجمہ کیجئے، اور اعراب لگائیے۔

عن حبيب ابن ابى اوس الثقفى قال حدثنى عمرو بن العاص من فيه قال لما انصرفنا مع الاحزاب عن الخندق جمعت رجالاً من قريش كانوا يرون رأى ويسمعون منى فقلت لهم تعلمون والله انى ارى امر محمد يعلو الامور علوا منكرا وانى لقد رأيت امرا فما ترون فيه قالوا وماذا رأيت قال رأيت ان نلحق بالنجاشى فنكون عنده فان ظهر محمد على قومنا كنا عند النجاشى فانا ان نكون تحت يديه احب الينا من ان نكون تحت يدى محمد وان ظهر قومنا

(منہ: بلند ہونا) (نلحق: جاملنا) (ظہر: غالب ہونا)

[1] اس بارہ میں مفصل واقفیت کے لئے سیرۃ النبی جلد سوم ملاحظہ ہو

فنحن من قد عرفوا فلن یاتینا منهم الاخیرا قالوا ان
هذا الرای قلت فاجمعوا لنا ما نهدیه له وکان احب
ما یُهدی الیه من ارضنا الادم فجمعنا له ادما
کثیرا ثم خرجنا حتی قدمنا علیه فوالله انا لعنده
اذ جاءه عمرو بن امیة الضمری وکان رسول الله صلی
الله علیه وسلم قد بعثه فی شان جعفر واصحابه قال
فدخل علیه ثم خرج من عنده قال فقلت لاصحابی
هذا عمرو بن امیة الضمری لو قد دخلت علی النجاشی
سالته ایاه فاعطانیه فضربت عنقه فاذا فعلت ذالك
رأت قریش انی قد اجزأت عنها حین قتلت رسول محمد.
قال فدخلت علیه فسجدت له کما کنت اصنع فقال مرحبا
بصدیقی أهدیت الیّ من بلادك شیئًا قال قلت نعم ایّها
الملك قد اهدیت الیك ادما کثیرا قال ثم قربته الیه
فاعجبه واشتهاه ثم قلت له ایها الملك انی قد رأیت
رجلا خرج من عندك وهو رسول رجل عدو لنا
فاعطنیه لاقتله فانه قد اصاب من اشرافنا وخیارنا
قال فغضب ثم مدّ یده فضرب بها انفه ضربة

ظننت انه قد كسره فلو انشقت لى الارض لدخلت فيها
پھٹنا
فرقا منه ثم قلت له ايها الملك و الله لو ظننت انك تكره
خوف
هذا ما سالتكه قال اتسألنى ان تعطيك رسول رجل ــ
ياتيه الناموس الاكبر الذى كان ياتى موسى ــ لتقتله
حضرت جبرئیل
قال قلت ايها الملك أكذاك هو قال ويحك يا عمرو اطعنى
افسوس ہو کہنا ان
واتبعه فانه والله لعلى الحق وليظهرن على من خالفه كما
ظهر موسى على فرعون وجنوده قال قلت افتبايعنى له
بیعت لینا
على الاسلام قال نعم فبسط يده فبايعته على الاسلام
ثم خرجت الى اصحابى وقد حال رأى عما كان عليه و
بدل جانا
كتمت اصحابى اسلامى ثم خرجت عامدا الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم لاسلم فلقيت خالد بن الوليد و
اسلام لانا
ذالك قبيل الفتح وهو مقبل من مكة فقلت اين يا ابا
آنے والا
کچھ پہلے
سليمان قال والله لقد استقام الميسم وان الرجل
لوہے کا آلہ
لنبى اذهب والله فاسلم فحتى متى قال قلت والله
کہاں تک کب تک
ماجئت الا لاسلم قال فقدمنا المدينة على رسول الله
صلى الله عليه وسلم فتقدم خالد بن الوليد فاسلم وبايع
آگے بڑھنا
ثم دنوت فقلت يا رسول الله انى ابايعك على ان يغفر لى
قریب ہونا

ماتقدم من ذنبی قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمرو بایع فان الاسلام یجب ما کان قبلہ وان الھجرۃ تجب ما کان قبلھا قال فبایعت ثم انصرفت۔ (سیرۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لابن ہشام)

(۳) مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مضمون لکھئے۔ لکھنے سے پہلے ذہن میں خاکہ قائم کر لیجئے اور ذیلی عنوان نوٹ کر لیجئے۔ طرز بیان اور الفاظ کے استعمال پر قدرت حاصل کرنے کے لئے تمرین الدروس حصہ دوم کے پہلے اور آخری مضمون پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ الفاظ اچھے خاصے آپ جانتے ہیں، چند مزید ضروری الفاظ عنوان کے نیچے درج ہیں۔

السر فی انتشار الاسلام

امدادی الفاظ

پابندی عہد۔ ایفاء العہد (صیغے اَوْفٰی۔ یُوْفِی۔ صلہ ب)

پاک دامنی۔ اَلْعَفَاف	خدا ترسی۔ الخشیۃ للّٰہ
ترجیح دینا۔ اٰثَرَ۔ یُؤثِرُ (ایثار)	کیرکٹر۔ سیرۃ
حُسن سلوک۔ حسن المعاملۃ	نیک عادات۔ الاخلاق الحسنۃ

متاثر کرنا۔ تاثیر | مسخر کرنا۔ تسخیر
متاثر ہونا۔ تاثر (صلہ ب) | فرشتہ سیرتی۔ السیرۃ الملکیۃ

قواعد :۔

مثال واوی کا ذکر اور گردانوں کی تفصیل پہلے سبق میں بیان ہو چکی ہے۔ مثال یائی (جس کا پہلا حرف ی ہو) باب (ض) (ف) (س) (ح) سے آتا ہے۔ گردانوں کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔

مصدر	باب	ماضی	مضارع	امر	نہی
اَلْيُسْرُ (آسان ہونا)	ض	يَسَرَ	يَيْسِرُ	اِيْسِرْ	لَا تَيْسِرْ
اَلْيَنْعُ (پکنا)	ف	يَنَعَ	يَيْنَعُ	اِيْنَعْ	لَا تَيْنَعْ
اَلْيُتْمُ (یتیم ہونا)	س	يَتِمَ	يَيْتَمُ	اِيْتَمْ	لَا تَيْتَمْ
اَلْيَقْظُ (جاگنا)	ك	يَقُظَ	يَيْقُظُ	اُوْقُظْ	لَا تَيْقُظْ

نوٹ :۔ مثال یائی سے فعل مجہول نہیں آتا ہے۔ باقی صیغے عام صحیح افعال (جن میں حروف علت و ا ی میں سے کوئی نہ ہو) کی طرح ہوتے ہیں جیسا کہ آپ اوپر کے نقشے میں ملاحظہ کر رہے ہیں۔

تیسرا سبق

(۱) قرآن مجید :-

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ
حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝
اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ
مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ
وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ
حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ
بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ
وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ
عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ
عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ
وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ

فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ
جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ
فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ
ضُعَفَآءُ ۚۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۭ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

آیات مندرجہ بالا کا ترجمہ کیجئے۔ نئے الفاظ کے معانی
اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے:۔

لفظ	مصدر	مادّہ	باب	معنی	ماضی مضارع امر نہی
حَبَّةٌ		(ح ب ب)		دانہ	

اَنْبَتَتْ اِنْبَات (ن ب ت) اِفعال اُگانا۔ صیغوں کے لئے
ملاحظہ ہو اِنْعَام (پہلی کتاب ص۱۰)

سَنَابِلَ سُنْبُلَةٍ کی جمع ہے۔ بالیاں

يُضٰعِفُ مُضَاعَفَة (ض ع ف) مُفَاعَلَة بڑھانا۔ صیغوں کے لئے
ملاحظہ ہو مُخَادَعَة (پہلی کتاب ص۲۳) چوتھا سبق۔

يُتْبِعُوْنَ اِتْبَاع (ت ب ع) اِفْعَال پیچھے لانا۔ صیغوں کیلئے
ملاحظہ ہو اِنعام (پہلی کتاب ص۱۰)

أَذًى ۔ دل آزار بات ۔ اذیت ـــــــ مَنٌّ ۔ احسان
صَفْوَانٌ (ص ف و) پتھر ـــــــ وَابِلٌ (و ب ل) زور کی بارش
صَلْد سخت وصاف ـــــــ تَثْبِيت (ث ب ت) جمانا۔
رَبْوَة (ر ب و) بلند جگہ ـــــــ اُكُل ۔ میوہ ۔ پھل
طَلٌّ ۔ شبنم ۔ پھوار ـــــــ اِعْصَار (ع ص ر) بگولا
اِحْتَرَقَتْ اِحْتِرَاق (ح ر ق) اِفتعال ۔ جلنا ۔ صیغوں کے لئے
ملاحظہ ہو اِنتخاب (پہلی کتاب ص ۶۱)

تشریح :ـــــــ

اللہ کے بندوں اور طاغوت کے پرستاروں کا ذکر ہو چکا پھر ان کے عقائد و ذہنیت کی تفصیل کی گئی ہے۔ اب اس کے بعد ان کے اعمال کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کے نیک بندے اس کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرتے ہیں ان کی خیرات کا مقصد رضائے الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن کفار جو کچھ کرتے ہیں محض شہرت و ناموری اور نمائش و ریاکاری کے جذبہ سے کرتے ہیں، وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ جزا اور سزا اور ثواب و عذاب کے قائل ہوتے ہیں، نہ اس دنیا کے سوا کسی اور زندگی کو مانتے ہیں اس لئے وہ

جو کرتے ہیں حسن نیت اور خلوص قلب کے ساتھ نہیں کرتے بلکہ محض نمود ونمائش کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی قربانیوں کو قبول نہیں کرتا۔ جس طرح چکنے پتھر پر بارش رائگاں جاتی ہے اسی طرح خیرات و صدقات سے انھیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہاں اگر ایمان کا نور دل کو منور کردے تو ساری زندگی کامیاب ہے۔ نیکی کا ایک بیج سیکڑوں دانوں کی پیدائش کا باعث ہوسکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہر حال میں نیت خالص رہے حسن سلوک کو یاد دلاکر صاحب حاجت کو نہ شرمندہ کرے نہ اس کی دل آزاری اور ایذا رسانی کا باعث بنے، ورنہ ساری نیکی برباد ہوجائیگی اس موقع پر ایک باغ کی مثال دے کر عبرت کی تصویر نگاہوں کے سامنے کھینچ دی ہے۔

۳) ا۔ اردو میں ترجمہ کیجئے:۔

اَنۡبَتَتۡ ۔ ضَاعَفُوۡا ۔ ضَاعِفُوۡا ۔ اَتۡبَعَ ۔ احۡتَرَقَ ۔
اَصَبۡتُمۡ ۔ اَنۡبِتۡ ۔ اَبۡطِلۡ ۔ اِحۡتَرِقۡ ۔ اتَّقُوۡا

ب) اردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے:۔

جاء ابراهيم بهاجر وابنها اسمعيل وهي ترضعه
ہاجرہ — دودھ پلانا

حتی وضعهما عند البیت ولیس بمکة یومئذ احد

ولیس بها ماء فوضعهما هنالك ووضع عندهما

ڈال

جرابا فیه تمر وسقاء فیه ماء ثم قفّی ابراهیم

چمڑے کا تھیلا — مشکیزہ

منطلقا فتبعه ام اسمٰعیل فقالت یا ابراهیم این

چلتے ہوئے

تذهب وتترکنا فی هذا الوادی الذی لیس فیه انیس

ہمدرد

ولا شئ فقالت ذالك مرارا وجعل لا یلتفت الیها فقالت

بار بار

له آ الله امرك بهذا قال نعم قالت اذن لا یضیعنا ثم

تب

گیا

رجعت فانطلق ابراهیم حتی اذا کان عند الثنیة

گھاٹی

حیث لا یرونه استقبل بوجهه البیت ورفع یدیه

رخ کرنا

فَقَالَ رَبِّ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ

آباد کرنا

زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ - ربنا لیقیموا الصلوٰة

فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم وارزقهم من

دل

الثمرات لعلهم یَشْکُرُوْنَ ٥ وجعلت ام اسمٰعیل

ترضع اسمٰعیل وتشرب ذالك الماء حتی اذا نفد

ختم ہو جانا

ما فی السقاء عطشت وعطش ابنها وجعلت تنظر الیه

یتلوّی فانطلقت فوجدت الصفا فقامت علیه ثم

لوٹنا — مشہور پہاڑ

استقبلت الوادی تنظر هل تری احدا فهبطت من

رخ کرنا

الصّفا حتی اذا بلغت رفعت طرف درعها ثم سعت

الانسان المجهود حتی جاوزت الوادی ثم اتت المروة

تھکا ہوا — پار کرنا

فقامت علیها فنظرت هل تری احدًا فلم تر احدًا ففعلت

ذالك سبع مرات فلما اشرفت علی المروة سمعت صوتا

چڑھنا

فاذا هی بالمَلَك عند موضع زمزم فبحث بجناحیه حتی

فرشتہ — بازو

ظهر الماء فجعلت تحوّضه وتغرف من الماء فی السقاء

حوض بنانا — چلو بھرنا

وهو یفور بعد ما تغرف فشربت وارضعت ولدها

جوش مارنا

فقال لها الملك لا تخافی الضیعة فان ههنا بیت الله

یبنی هذا الغلام وابوه وان الله لا یضیع اهله۔

لڑکا

فکانت کذالك حتی مرّت رُفقة من جرهم

جماعت — یعنی قبیلہ

فقالوا اتاذنین لنا ان ننزل عندك قالت نعم ولکن

اجازت دینا

لاحق لکم فی الماء قالوا نعم فنزلوا وارسلوا الی اهلیهم

بلا بھیجنا

فنزلوا معهم حتی اذا کان اهل ابیات منهم وشبّ الغلام

جوان ہونا

وتعلم العربیة منهم فلما ادرك زوّجوه امرأة منهم

بالغ ہونا

وماتت ام اسمٰعیل فجاء ابراهیم بعد ما تزوج اسمٰعیل

یطالع ترکته فلم یجد اسمٰعیل فسأل امرأته عنه فقالت

ملاحظہ کرنے — چھوڑی ہوئی چیز (مراد اہل وعیال)

خرج یبتغی لنا ثم سألها عن عیشهم وهیئتهم فقالت

طلب رزق — سامان زندگی — حالت

نحن بشر نحن بضيق وشدة فشكت اليه قال اذا
زوجك اقرئي عليه السلام وقولي له يغير عتبة با
فلما جاء اسمٰعيل كانه انس شيئا فقال هل جاءكم من
احد قالت نعم جاء ناشيخ كذا وكذا فسألنا عنك
فاخبرته وسالني كيف عيشنا فاخبرته انا في جهد
شدة قال فهل اوصاك بشئ قالت نعم امرني ان اقر
عليك السلام ويقول غير عتبة بابك قال ذالك ابي و
امرني ان افارقك الحقي باهلك وتزوج منهم اخر
فلبث عنهم ابراهيم ما شاء الله ثم اتاهم بعد فلم يجد
ودخل على امرءته فسالها عنه فقالت خرج يبتغي لنا قال
كيف انتم وسألها عن عيشهم وهيئتهم فقالت نحن
بخير وسعة واثنت على الله قال فاذا جاء زوجك
فاقرءي عليه السلام ومريه يثبت عتبة بابه فلما
اسمٰعيل قال هل آتكم احد قالت نعم اتانا شيخ
حسن الهيئة فسألني عنك فاخبرته فسألني كيف
عيشنا فاخبرته انا بخير قال فاوصاك بشئ قالت نعم
هو يقرأ عليك السلام ويامرك ان تثبت عتبة با

قال ذالك ابی وانت العتبة امرنی ان امسکك ثم لبث
عنهم ما شاء الله ثم جاء بعد ذالك واسمٰعیل یبری
نبلا له تحت دوحة قریبا من زمزم فقال یا اسمٰعیل
ان الله امرنی ان ابنی ھھنا بیتًا واشار الی اکمة
مرتفعة علی ماحولها فعند ذالك رفعا القواعد من
البیت فجعل اسمٰعیل یاتی بالحجارة وابراھیم یبنی
وھما یقولان ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم
(بخاری)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے:-

ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی زرہ کہیں گر پڑی، ایک یہودی نے اسے اٹھالیا۔ حضرت علیؓ نے قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ شریحؒ نے یہودی سے پوچھا۔ "کیا یہ زرہ تمہاری ہے؟" اس نے کہا "ہاں"۔ شریح نے کہا "تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟" اس نے کہا "میں دلیل کا محتاج نہیں ہوں میں کہتا ہوں کہ یہ زرہ میری ہے اور اس پر میرا قبضہ میرا ثبوت ہے"۔ قاضی شریح نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ "آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ آپ ہی کی زرہ ہے؟" حضرت علیؓ نے جواب دیا "میرے پاس دو گواہ ہیں جو اسے پہچانتے ہیں"۔ قاضی نے

حکم دیا کہ وہ دونوں حاضر کئے جائیں۔ حضرت علیؓ نے اپنے لڑکے حضرت حسنؓ اور اپنے غلام قنبر کو پیش کیا لیکن قاضی نے حضرت حسنؓ کی گواہی رد کردی اور کہا "حسنؓ آپ کے بیٹے ہیں اور میں بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں معتبر نہیں سمجھتا ہوں"۔ حضرت علیؓ قاضی صاحب کے فیصلہ سے بہت خوش ہوئے اور اسے بے چون و چرا تسلیم کرلیا اور زرہ یہودی سے نہیں لی۔ اس طرز عمل سے یہودی بہت متاثر ہوا۔ اس نے اقرار کرلیا کہ زرہ آپ ہی کی ہے اور آپ کا دین سچا ہے۔ مسلمانوں کا قاضی اپنے خلیفہ کے خلاف فیصلہ کرتا ہے اور وہ اسے بے چون و چرا تسلیم کرلیتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے سچے نبی ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

زرہ ۔ دِرع
عدالت ۔ مَحکَمَہ
ثبوت ۔ بَیِّنَۃ ۔ حُجّۃ
مسترد کرنا ۔ ردّ
بے چون و چرا ۔ من غیر عذر
من غیر قیل و قال

مقدمہ دائر کرنا ۔ ادّعی علی
اقرار کرنا ۔ اِعتَرَفَ بہ ۔ اَقَرَّ
معتبر سمجھنا ۔ اِعتَمَدَ ۔ یَعتَمِدُ
حق میں ۔ لِ
فیصلہ کرنا ۔ حکم (ن) قَضٰی

قواعد :-

قرآن مجید کی پہلی کتاب کے تیسرے سبق میں لَمْ کا ذکر ہو چکا ہے اور آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ لَمْ کی وجہ سے مضارع کے آخری حرف کو جزم ہو جاتا ہے جیسے لَمْ یَذْهَبْ اور اگر مضارع کے آخر یا درمیان میں حروف علت (و۔ا۔ی) میں سے کوئی حرف ہوتا ہے تو گر جاتا ہے جیسے لَمْ یَهْدِ۔ لَمْ یَقُلْ۔ لَمْ یَدْعُ تکلیف کر کے ایک مرتبہ اس سبق پر ایک نظر پھر ڈال لیجئے اس سلسلہ میں اب چند باتیں اور بیان کی جا رہی ہیں۔

لَمَّا سے تو آپ واقف ہیں "جب" کے معنی میں آپ اس کا استعمال بہت جگہ دیکھ چکے ہیں "جب" کے علاوہ یہ "نہیں" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جب انکار میں زور پیدا کرنا ہو اور یہ کہنا ہو کہ یہ کام زمانہ ماضی (گزشتہ) میں کبھی نہیں ہوا تو لَمْ کے بجائے لَمَّا استعمال ہوتا ہے اور بالکل لَمْ کی طرح مضارع پر اثر ڈالتا ہے جیسے لَمَّا یَذْهَبْ وہ کبھی نہیں گیا۔ لَمَّا کے علاوہ کبھی مضارع کے شروع میں لا بڑھا کر ممانعت کا مفہوم پیدا کیا جاتا ہے اور کبھی مضارع کے شروع میں "ل" لا کر حکم کے معنی پیدا کئے جاتے ہیں ان صورتوں میں بھی مضارع

کے آخر میں اس قسم کی تبدیلیاں ہوتی ہیں جیسی کہ آپ لَمْ کے
بیان میں پڑھ چکے ہیں (پہلی کتاب تیسرا سبق صفحہ ۱۵) مثلاً
لَا یَذْهَبْ وہ نہ جائے۔ لَا یَقُلْ وہ نہ کہے۔ لَا یَهْدِ
وہ ہدایت نہ کرے۔ لِیَفْتَحْ وہ کھولے لِیَرْضَ وہ راضی ہو
لِیَصُمْ وہ روزہ رکھے۔ اس سلسلہ میں یہ یاد رکھئے کہ "ل" سے
پہلے اگر وَ یا فَ آجائے گا تو "ل" ساکن ہو جائے گا۔ جیسے
فَلْیَقُلْ۔ وَلْیَذْهَبْ وغیرہ۔

اوپر کی باتیں تو قریب قریب آپ کی جانی ہوئی تھیں اب
ایک نئی بات سنئے۔ پہلے کی دونوں کتابوں میں اِنْ (اگر) اور
دوسرے حروف شرط بار بار پڑھ چکے ہیں اور ترجمہ کرنے میں ان کا
استعمال بھی کچھ نہ کچھ کرتے رہے ہیں لیکن قاعدہ سے پوری واقفیت
شاید نہ ہوئی ہو۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شرطیہ
جملوں سے آپ کا باقاعدہ تعارف کرا دیا جائے۔

شرطیہ جملہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات دوسری پر موقوف ہو
مثلاً اگر سورج نکلے گا تو دن ہوگا۔ اگر تم آؤ گے تو میں آؤں گا۔
جہاں تم رہو گے وہاں میں رہوں گا۔ جیسے تم سلام کرو گے اُسے
میں سلام کروں گا وغیرہ وغیرہ۔ پہلا ٹکڑا شرط اور دوسرا جزا

کہلاتا ہے۔ فعل ماضی بھی استعمال ہوتا ہے اور مضارع بھی لیکن مفہوم ہمیشہ مستقبل (زمانہ آئندہ) کا ہوتا ہے۔ البتہ اگر مضارع کا صیغہ ہوتا ہے تو اس کا حال لَمْ کی طرح ہو جاتا ہے۔ مثلاً
اِنْ تَذْهَبْ اَذْهَبْ (اگر تم جاؤ گے تو میں جاؤں گا) اِنْ تَقُلْ اَقُلْ (اگر تم کہو گے تو میں کہوں گا) اِنْ تَمْشِ اَمْشِ (اگر تم چلو گے تو میں چلوں گا)

اِنْ کی طرح شرط کے لئے چند الفاظ اور آتے ہیں اور مضارع پر یہی اثر کرتے ہیں، یہ اسماءِ شرط حسب ذیل ہیں:۔
مَنْ (جو شخص) مَا (جو چیز۔ جو کچھ) مَتٰی (جب کبھی) اَیٌّ (مذکر) اَیَّةٌ (مؤنث) جو کوئی۔ جیسے بھی اَنّٰی (جہاں۔ جس طرح) اَیْنَمَا (جہاں کہیں) حَیْثُمَا (جہاں) اَیَّانَ (جب کبھی) مَهْمَا (جو کچھ بھی) کَیْفَمَا (جس طرح بھی) اِذْ مَا (جب بھی)

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مَنْ، مَا۔ اَنّٰی مَتٰی۔ اَیٌّ۔ اَیْنَ استفہام (سوال) کے لئے بھی آتے ہیں اس وقت یہ مضارع پر کوئی اثر نہیں کرتے ہیں۔
مضارع سے پہلے اگر امر کا صیغہ ہو اور مضارع اسی کے

جواب میں استعمال ہو رہا ہو تو اس صورت میں بھی مضارع پر
لَمْ کی طرح اثر ہوتا ہے مثلاً اَسْلِمْ تَسْلَمْ (اسلام لاؤ محفوظ
رہو گے) اِرْحَمْ تُرْحَمْ (رحم کر تجھ پر رحم کیا جائے گا) اِتَّقُوا
اللّٰہَ یَغْفِرْ لَکُمْ (اللہ سے ڈرو تمہیں بخش دے گا)

لیکن شرط یہ ہے کہ "اگر" کا مفہوم پیدا ہو جیسا کہ آپ اوپر کی شالوں میں دیکھ رہے ہیں کہ ہر جملہ میں اگر لگایا جاسکتا ہے۔ اگر اسلام لاؤ گے تو محفوظ رہو گے۔ اگر رحم کرو گے تو تم پر رحم کیا جائے گا۔ اگر خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہیں بخش دے گا۔

اب ایک ضروری بات اور سن لیجئے۔ شرط یعنی جملہ شرطیہ کا پہلا ٹکڑا اگر ماضی ہو اور دوسرا ٹکڑا یعنی جزا مضارع ہو تو اس صورت میں اختیار ہے۔ چاہے مضارع میں مذکورہ بالا تبدیلی کیجئے چاہے اسے اپنی حالت پر رہنے دیجئے مثلاً اِنْ سَلَّمْتَ عَلَیَّ اُسَلِّمْ عَلَیْکَ اور اُسَلِّمُ عَلَیْکَ دونوں طریقوں سے کہہ سکتے ہیں جزا پر کبھی حرف فَ آتا ہے کبھی نہیں۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جب جزا ماضی ہو اور اس سے پہلے قَدْ نہ ہو تو اس کے شروع میں فَ لانا منع ہے جیسے اِنْ سَلَّمْتَ سَلَّمْتُ۔ لیکن جب جزا مضارع مثبت (AFFIRMATIVE) ہو یا لَا کے ساتھ

منفی (NEGATIVE) ہو تو ف کا لانا اختیاری ہے جی چاہے لائے جی چاہے نہ لائے مثلاً اِنْ یَّکُن مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ (اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر غالب ہوں گے

ان دونوں کے علاوہ اور تمام حالتوں میں جزا سے پہلے ف ضرور لایا جائے گا جیسے مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا (جو ہمارے ساتھ فریب کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے) وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ـــ فَاِنْ قَاتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ۔

نوٹ :۔ شرط و جزا کے قاعدے بڑے لمبے ہیں، اوپر جو باتیں بیان کی گئی ہیں انھیں توجہ سے پڑھئے اور آئندہ عبارتوں کے پڑھنے اور لکھنے میں ان کا خیال رکھئے۔

چوتھا سبق

قرآن مجید :۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا
فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ
الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ
وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ۖ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ
يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ
وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ
نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ
وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ
عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَيْسَ
عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا
تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ
وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ
لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ
اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ
النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے :-

لفظ مصدر مادّہ باب معنی ماضی مضارع امر نہی

تَیَمَّمُوْا تَیَمُّمٌ (ی م م) تَفَعُّلٌ قصد کرنا۔ تمام صیغے تَفَعُّلٌ کی طرح آتے ہیں (پہلی کتاب ص۷۹)

تُغْمِضُوْا اِغْمَاض (غ م ض) افعال چشم پوشی کرنا۔ صیغے اِنْعَام کی طرح آتے ہیں (پہلی کتاب ص۱۰)

یَذَّکَّرُ اِذَّکُّرٌ (ذ ک ر) اِفَّعُّلٌ نصیحت قبول کرنا۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اِشَّقُّقٌ پہلی کتاب ص۸۰)

تُبْدُوا اِبْدَاء (ب د و) افعال۔ ظاہر کرنا۔ (پہلی کتاب ص۴۷)

یُکَفِّرُ عن تکفیر (ک ف ر) تفعیل دور کرنا (مثل تَنْزِیْل پہلی کتاب ص۳۴)

یُوَفَّ تَوْفِیَةٌ (و ف ی) تفعیل پورا دینا۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو سَوّٰی (پہلی کتاب ص۱۴)

جملہ شرطیہ کا بیان اوپر کے سبق میں پڑھ چکے ہو اس جگہ وہی قاعدہ پایا جارہا ہے یُوَفّٰی مضارع مجہول تھا مَا کی وجہ سے جملہ شرطیہ ہوگیا اور تُنْفِقُوْا کا نون اور یُوَفّٰی کی ی گر گئی"

ضَرْب فی الْاَرْض ۔ زمین میں چلنا ـــــ تَعَفُّف ۔ سوال سے بچنا۔

سِیْمَا ۔ علامت ـــــ اِلْحَاف ۔ لپٹ کر مانگنا

تشریح :

اس سے پہلے رکوع میں صدقات وخیرات کی جانب ترغیب دلائی گئی تھی اور موثر مثالوں کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے خیال سے اس کے بندوں کی اعانت کریں۔ ریا ونمود کی آمیزش سے اپنے خلوص کو خراب نہ کریں۔ اور ایذارسانی اور اظہار احسان سے اپنے نیک عمل کا ثواب ضائع نہ کریں۔ اب اس رکوع میں آداب خیرات سکھائے جارہے ہیں۔ سب سے پہلے اس جانب توجہ دلائی جارہی ہے کہ اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کیا جائے اسے اچھا اور پاکیزہ ہونا چاہیئے اور دوسروں کو وہی چیز دینا چاہیئے جسے ہم خود لینا پسند کرتے ہوں۔

راہ الٰہی میں خرچ کرتے وقت عموماً انسان کی دوراندیشی بہت بڑھ جاتی ہے اور شیطان مستقبل کی ضرورتوں کا ایسا نقشہ نگاہوں کے سامنے پیش کرتا ہے کہ کفایت شعاری کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ فقر وتنگ دستی کے خوف سے دل لرزنے لگتا ہے، عقل مصلحت اندیشی کا مشورہ دیتی ہے اور طبیعت بخل کی راہ اختیار کرتی ہے۔ اس انسانی فطرت کا لحاظ کرکے اللہ تعالیٰ

نے مسلمانوں کو خاص طور سے توجہ دلائی ہے کہ وہ اس شیطانی وسوسہ میں مبتلا نہ ہوں بلکہ خدا پر بھروسہ رکھیں وہ بڑی کشائش والا ہے حکمت سے مراد دین کی فہم اور صحیح بصیرت ہے جس کو یہ نعمت نصیب ہے سمجھئے اسے سب کچھ حاصل ہے۔

صدقات کے سلسلہ میں یہ بات بھی خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ وہ مستحقین کو اس طرح پہنچائے جائیں کہ ان کی خودداری اور عزت نفس کو صدمہ نہ پہنچنے پائے ورنہ دنائت اور پست حوصلگی پیدا ہو جائے گی اور قوم کا ایک طبقہ ہمیشہ کے لئے عزم ہمت اور عزت وشرف کے بلند جذبات سے محروم ہو جائیگا۔ اس لئے لوگوں کی امداد کا سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ ایسی تمام رقوم بیت المال کے حوالہ کر دی جائیں اور وہاں سے حسب ضرورت حاجت مند اصحاب کی مدد کی جائے لیکن اگر اس کا انتظام نہ ہو یا براہ راست امداد کی ضرورت محسوس ہو تو پھر بہت ہی پوشیدگی کے ساتھ اعانت کر دی جائے تاکہ لینے والے کی عزت نفس کو صدمہ نہ پہونچے اور خیرات کرنے والا بھی ریار ونمائش اور شہرت ونا موری کے خیال سے محفوظ رہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے

بہتر ہے (خیر لکم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسی پر زور دیا ہے اور اسے صدقہ کرنے کا افضل طریقہ قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے افضل صدقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صدقہ جو پوشیدگی کے ساتھ حاجت مند کو دیا جائے۔[۱]

صحیحین (بخاری مسلم) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے آدمیوں کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا (۱) منصف فرمانروا (۲) وہ نوجوان جس کی نشو ونما اللہ کی بندگی میں ہوئی ہو (۳) ایسے دو شخص جو اللہ ہی کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں۔ (۴) ایسا شخص جس کا دل مسجد سے آنے کے بعد جب تک پھر وہاں واپس پہونچ نہ جائے مسجد ہی میں لگا رہے (۵) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں (۶) ایسا شخص جسے صاحب عزت وجمال عورت اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو وہ جواب دے کہ میں اللہ رب العالمین سے

---

[۱] تفسیر ابن کثیر بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

ڈرتا ہوں (۷) وہ شخص جو اس پوشیدگی کے ساتھ صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت منقول ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب بلیغ انداز سے اس جانب توجہ دلائی ہے۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ اے رب پہاڑوں سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز تیری مخلوق میں ہے، فرمایا ہاں لوہا، انھوں نے پھر پوچھا کیا لوہے سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے، فرمایا ہاں آگ۔ انھوں نے دریافت کیا، کیا آگ سے بھی سخت کوئی چیز ہے، فرمایا ہاں پانی۔ انھوں نے پھر دریافت کیا پانی سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے، فرمایا ہاں ہوا۔ فرشتوں نے پوچھا کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے۔ فرمایا ہاں وہ آدمی جو اپنے داہنے ہاتھ سے خیرات کرے اور اسے اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپائے[۱]

اس حدیث میں نہایت ہی بلیغ انداز میں ایک بہت ہی اہم

[۱] تفسیر ابن کثیر بحوالہ مسند امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

حقیقت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، واقعی انسانی نفس کیلئے سلوک کر کے اس کو چھپانا بہت ہی شاق ہوتا ہے۔ شہرت وناموری کی خواہش بار بار اظہار واعلان پر ابھارتی ہے اور دوسرے کو ممنون احسان بنانے کا جذبہ رہ رہ کر بتانے اور جتلانے پر آمادہ کرتا ہے، بلاشبہ وہ شخص بہت ہی سخت ہے جو نفس کے ان تقاضوں کو دبالیتا ہے اور احسان کر کے اسے پوشیدہ رکھتا ہے پوشیدگی کا طریقہ بہت ہی بہتر ہے لیکن کبھی کبھی دوسروں کو ترغیب دلانے کے لئے عملی مثال کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے مواقع پر شریعت نے اظہار کی اجازت دی ہے بلکہ اسے مستحسن قرار دیا ہے۔ زکوٰۃ وعُشر وغیرہ ضروری صدقات کے لئے بھی یہی بہتر ہے کہ بالاعلان ادا کئے جائیں۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ .... بعض مخیر صحابہؓ کو خیال پیدا ہوا کہ کفار کو مالی مدد نہ دی جائے۔ شائد وہ اس طرح مجبور ہو کر اسلام قبول کر لیں لیکن یہ طریقہ انسانیت کے خلاف تھا۔ تبلیغی نقطہ نظر سے بھی اس کے نتائج آئندہ اچھے نہ ہوتے کیونکہ اس طرح اسلام سے عالمگیر ہمدردی کے بجائے ایک طرح کی ناگواری اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے، اس لئے اللہ تعالیٰ

نے مسلمانوں کو اس سے روک دیا اور فرمایا کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تم اپنا انسانی فرض ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا راہ یاب کرے گا۔ تم بندگی کی شان قائم رکھو خدائی کی فکر نہ کرو۔

صدقات کے سلسلہ میں اس جانب بھی توجہ دلائی گئی کہ امداد و اعانت کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے اور ایک شان استغنار کے ساتھ ہر طرف سے بے فکر ہو کر اسی کے کام میں لگے ہوئے ہیں، ایسے لوگوں کی طرف خاص توجہ رکھی جائے اور ان کے حالات و ضروریات کا پتہ لگا کر ان کی مدد کی جاتی رہے۔

(۴) ا۔ اُردو میں ترجمہ کیجئے:۔

تَيَتَمَّمُدُ ۔ اَغْمِضْ ۔ اِذَّكِرْ ۔ اَبْدَيْتَ ۔ نُخْفِيْ ۔
وَفَّيْنَا ۔ اَخْفِ ۔ وَفُّوْا ۔ اَبْدَوْ ۔ اَخْفُوْا ۔ وَفَّوْ ۔ تَيَمَّمُوْا ۔

(ب) اُردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے:۔

روى اسلم مولى عمر رضى الله عنه قال خرجت مع عمر بن الخطاب الى حرة واقم حتى اذا كنا بصرار اذا نار تؤرث فقال يا اسلم ارى هؤلاء ركبا

حرة: سیاہ پتھریلی زمین — واقم: جگہ کا نام — صرار: اونچی جگہ — تؤرث: جلانا — ركبا: قافلہ

قَصر بهم الليل والبرد انطلق بنا فخرجنا نهرول حتى
رُک رکنا — لپک کر چلنا

دنونا منهم فاذا امرءة معها صبيان لها وقدر منصوبة
قریب ہونا — ہانڈی

على النار وصبيانها يتضاغون فقال عمر السلام عليكم
شور مچانا

يا اهل الضوء (وكره ان يقول النار) قالت المرءة

وعليكم السلام فقال آادنو؟ فقالت أُدن بخير اودع
قریب ہونا

فقال ما بالكم؟ قالت قصر بنا الليل والبرد قال
حال

فما بال هٰؤلاء الصبية يتضاغون قالت الجوع قال

واى شئ فى القدر قالت ماء اسكتهم به حتى ينامو
چپ کرنا

الله بيننا وبين عمر فقال رحمك الله ما يدرى عمر
جاننا

ما بكم قالت يتولى امورنا ويغفل عنا فاقبل على فقال

انطلق بنا فخرجنا نهرول حتّى اتينا دار الدقيق فاخرج

عدلا وزاد فيه كبّة شحم ثم قال احمله علىّ قلت انا
تھیلا — گٹھا

احمله عنك قال احمله على مرتين او ثلاثا كل ذالك

اقول انا احمله عنك فقال آخرذ الك انت تحمل عنى

وزرى يوم القيامة؟ فحملته عليه فانطلق وانطلقت
بوجھ

معه نهرول حتى اتينا اليها فالقى ذالك عندها واخرج من

الدقيق شيئا وجعل يقول ذرى علىّ وانا احرك لك
چھڑکنا

وجعل ينفخ تحت القدر (وكان ذا لحية عظيمة) فجعلت
انظر الى الدخان من خلال لحيته حتى انضج ادم القدر
وقال ابغيني شيئا فاتته بصحفة فافرغها فيها وجعل
يقول اطعميهم وانا اسطح لك فلم يزل حتى شبعوا
ثم خلّى عندها فضل ذالك وقام وقمت معه فجعلت
تقول جزاك الله خيرا انت اولى بالامر من امير
المؤمنين فيقول قولي خيرا انك اذا جئت امير
المؤمنين وجدتني هناك ان شاء الله ثم تنحّى ناحيته
وربض مربض السبع فجعلت اقول ان لك لشأنا غير
هذا وهو لا يكلمني حتى رأيت الصبية يصطرعون
ويضحكون ثم ناموا وهدؤا فقام وهو يحمد الله
ثم اقبل عليّ فقال يا اسلم ان الجوع اسهرهم و
ابكاهم فاحببت ألا انصرف حتى ارى ما رأيت
فيهم (مختارات من الكامل لابن الاثير وتاريخ
عمر بن الخطاب لابن الجوزي) .

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے :۔

خلفاء راشدین اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سوا سلطان

نورالدین سے بہتر مسلمانوں میں اور کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اگر کسی قوم میں اس کے اور اس کے باپ کے جیسے دو فرماں روا گزرے ہوتے تو اس قوم کے فخر کے لئے کافی تھا۔ اس نے تمام ناجائز ٹیکس موقوف کر دیے۔ اس کا عدل و انصاف بے لاگ تھا۔ اس کے نزدیک قوی وضعیف، بڑا اور چھوٹا سب برابر تھے۔ مظلوموں کی شکایتیں خود سنتا اور خود تفتیش کرتا اور اگر کوئی اس پر دعویٰ کرتا تو عام آدمی کی طرح بیچون وچرا قاضی کے سامنے حاضر ہو جاتا۔ بیت المال کی حفاظت میں حضرت عمرؓ کی طرح تھا۔ سلطنت کے خزانہ سے اتنا ہی لیتا تھا جتنا شریعت کے حکم کے مطابق اسے مل سکتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی نے کہلا بھیجا کہ گھر کے مصارف کے لئے جو رقم ملتی ہے وہ کافی نہیں ہوتی۔ اس میں کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ یہ سُن کر سلطان کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا۔ اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میرے پاس جو مال ہے وہ میرا ذاتی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کا ہے۔ میں صرف اُن کا خزانچی ہوں اس میں خیانت کر کے جہنم کا ایندھن نہ بنوں گا۔

اس کے زمانہ میں پابندی مذہب کا ایسا جذبہ پیدا ہو گیا تھا کہ لوگ اپنے گزشتہ اعمال کے ذکر سے شرماتے تھے سلطان کا

قول تھا کہ اگر چوروں اور لٹیروں سے راستوں کی حفاظت ہمارا فرض ہے تو کیا دین کی حفاظت جو اصل بنیاد ہے ہم پر فرض نہیں ہے۔ دن جہاد کی تیاری اور سلطنت کے انتظام میں گزارتا اور آدھی رات سے صبح تک تہجد اور دعا و وظائف میں مصروف رہتا۔ علماء، فقہاء اور مشائخ کی بڑی عزت کرتا تھا۔ کوئی عالم اس کے پاس جاتا تو تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا، معانقہ کرتا اور اپنے ساتھ مسند پر بٹھاتا۔

(تاریخ اسلام حصہ چہارم شاہ معین الدین ندوی)

الفاظ کے معانی

ٹیکس ۔ مَکْس
موقوف کرنا۔ اِبْطَال (شل انعام پہلی کتاب ۲۱)
شکایت کرنا۔ شَکَا یَشْکُوْ ا۔ شکَایَۃً
کہلا بھیجنا۔ اَرْسَلَ اِلَیْہِ
انتظام سلطنت۔ سِیَاسَۃُ الْمُلْکِ
بے لاگ ۔ بِغَیْرِ مَیْلٍ اِلٰی اَحَدٍ۔

ناجائز ۔ باطِل
مصارف ۔ نفقات واحد نفقہ
سرخ ہو جانا۔ اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ
خزانچی ۔ خازن
وظیفہ۔ ذِکْر۔ جمع اَذْکَار
لٹیرے۔ قُطَّاعُ الطَّرِیْق
مُعَانَقَۃٌ۔ عَانَقَ یُعَانِقُ

مسند۔ مَسْنَدٌ ۔ دَسْتٌ۔ اَرِیْکَۃٌ عَرْش۔ زَرْبِیَّۃٌ ــــــ پابندی۔ اِتِّبَاعٌ

قواعد :۔

معتل (حرف علت والے) افعال کا ذکر ہو چکا ہے۔
ثلاثی مجرد[1] (صرف سہ حرفی) کی گردانیں بھی لکھی جا چکی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب ثلاثی مزید (تین اصلی + کچھ زائد حروف والے) افعال کی گردانیں بھی بیان کر دی جائیں۔

مزید کی صورت میں مثال (جس کا پہلا حرف علت ہو) کے صیغوں میں بہت ہی کم تبدیلی ہوتی ہے۔ باب افتعال میں البتہ و۔ ی۔ ت سے بدل جاتے ہیں۔ پھر ت کو ت سے ملا (ادغام) دیا جاتا ہے مثلاً وَصَلَ سے اِتَّصَلَ یَتَّصِلُ یَسَرَ سے اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ۔ باب افعال واوی میں تو کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی ہے بلکہ اَکْرَمَ یُکْرِمُ کی طرح اَوْصَلَ یُوْصِلُ اَوْصِلْ لَا تُوْصِلْ صیغے آتے ہیں لیکن مثال یائی سے کچھ فرق ہو جاتا ہے اور مضارع میں ی واو سے بدل جاتی ہے اور یُیْسِرُ کے بجائے یُوْسِرُ کہتے ہیں۔ پورے صیغے اس طرح آتے ہیں:۔

[1] بہتر ہوگا کہ اس موقع پر قرآن مجید کی پہلی کتاب کے اٹھارویں انیسویں سبق کے قواعد پر پھر ایک نظر ڈال لیجئے۔

اَيْسَرَ يُوْسِرُ اَيْسِرْ لَا تُوْسِرْ ۔

اَجْوَف (جس کا درمیانی حرف علت ہو) کی گردانوں میں اس سے زیادہ تغیر ہوتا ہے۔ اِفْعَال ۔ اِسْتِفْعَال ۔ اِفْتِعَال ۔ اِنْفِعَال کے صیغوں میں خاص تبدیلی ہو جاتی ہے۔ تَفْعِيل تفعُّل، مُفَاعَلَة تَفَاعُل کے صیغے بدستور اصلی حالت میں رہتے ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوتا ہے۔

تغیر پذیر ابواب کے صیغے قرآن مجید کی پہلی کتاب میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ اس لئے یہاں صرف حوالہ دینا کافی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اِفْعَال (اِقَامَة دوسرا سبق ۱۵) اِسْتِفْعَال (اِسْتِعَانَة پہلا سبق ۹) اِفْتِعَال اِنْتِخَاب (بارھواں سبق ۴۲) انفعال کی گردان شاید ابھی تک بیان نہیں ہوئی ہے۔ اس کے صیغے اِنْقِيَاد (فرماں بردار ہونا) کی طرح آتے ہیں۔ پورے صیغے حسب ذیل ہیں :-

ماضی	مضارع	امر	نہی	اسم فاعل
اِنْقَادَ	يَنْقَادُ	اِنْقَدْ	لَا تَنْقَدْ	مُنْقَادٌ

پانچواں سبق

قرآن مجید :- پورا چھٹا رکوع -

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا
وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا
لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ
مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ
وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ
مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ
اَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ
وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ
وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى
مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى
كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔

الفاظ مصدر مادّہ باب معانی ماضی مضارع امر نہی

رِبٰوا (ر ب و) سود

يَتَخَبَّطُ تَخَبُّطٌ (خ ب ط) تَفَعُّل خبطی بنا دینا ــ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو تَفَجُّرٌ (پہلی کتاب صــ۶۹)

يَمْحَقُ مَحْقٌ (م ح ق) ف مٹانا

يُرْبِيْ إِرْبَاء (ر ب و) افعال ـ بڑھانا ــ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اِبْدَاء (پہلی کتاب صــ۴۷)

كَفَّار ـ ناشکرا ــــ أَثِيْم ـ گنہگار

ذَرُوْا وَذْر (و ذ ر) ف ـ چھوڑنا ـ ترک کرنا ـ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو وَهب (تیسری کتاب صــ۱۹) ذکر مثال

فَأْذَنُوْا اِذْن (اذن) س۔ اعلان کرنا۔ آذِنَ یاذَنُ اِیْذَنْ[1]

لَا تَاذَنْ۔

رُءُوْس جمع راس۔ اصل مال ـــــ نَظِرَۃٌ۔ مہلت

مَیْسَرَۃ (ی س ر) آسانی۔ فراغت کا زمانہ

تشریح :ـــــ

اسلام عام انسانی ہمدردی کی بنیاد قائم کرنا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں ایسی سوسائٹی بنے جس کے افراد نوع انسانی کی محبت و خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں جو غریبوں کے مددگار ہوں، محتاجوں کے معین ہوں۔ مصیبت زدوں کے ہمدرد ہوں، دردمندوں کے غمگسار ہوں، پریشاں حالوں کے دستگیر ہوں۔ آفت رسیدوں کے حامی ہوں، مظلوموں کے پشت پناہ ہوں، فاقہ مستوں کا

---

[1] اِیْذَنُوْا اصل میں اِءْذَنُوْا تھا۔ ہمزہ ساکن تھا اس سے پہلے ہمزہ* پر زیر تھا اس لئے اس کے موافق دوسرے ہمزہ کو مشہور قاعدہ کے مطابق یٰ سے بدل دیا اب یہاں فَ شروع میں آجانے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی ضرورت نہیں رہی اس طرح یٰ کی بھی ضرورت نہیں رہی اور اصل ہمزہ باقی رہا اس طرح فَاْذَنُوْا ہوگیا۔

* عربی میں الف ساکن ہوتا ہے۔ جس پر کوئی حرکت (زبر، زیر، پیش) ہوتی ہو اسے ہمزہ کہتے ہیں۔

سہارا ہوں، تنگ دستوں کے معاون ہوں، اس کے لئے اس نے اپنے پیروؤں کو ہر قسم کے ایثار و قربانی کا حکم دیا اور اپنا سب کچھ کھو کر دوسروں کی خدمت پر آمادہ کیا۔

اوپر آپ خیرات وصدقات کا ذکر پڑھ چکے ہیں آپ نے دیکھا کہ کس کس طرح مسلمانوں کو دوسروں کی امداد واعانت کی تلقین کی گئی ہے۔ صدقات کی اسپرٹ یہ ہے کہ ہر قسم کی شہرت ونمائش اور صلہ وستائش کی خواہش کے بغیر لوگوں کی حاجت روائی کی جائے لیکن اس کے مقابلہ میں سود کی اسپرٹ یہ ہے کہ مصیبت زدوں کی مصیبت سے فائدہ اٹھایا جائے اور حاجت مند کی احتیاج کو نفع اندوزی کا ذریعہ بنایا جائے۔ کسی ضرورت مند کی ضرورت رفع کرنے سے پہلے زیادہ سے زیادہ معاوضہ ادا کرنے کا اقرار کرالیا جائے۔ صدقہ دہندہ کا طریقہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی اصل رقم سے بھی دست بردار ہو جاتا ہے لیکن سود خوار اصل رقم کی واپسی کے ساتھ ایک مزید رقم کا مطالبہ کرتا ہے اس طرح وہ اپنی رقم کے استعمال کا معاوضہ طلب کرتا ہے۔

غور کیجئے دونوں کی ذہنیت میں کس قدر فرق ہے۔ اسی بنا پر

صدقات وخیرات کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے سود کا ذکر کیا ہے تاکہ دونوں کا فرق خوب واضح ہو جائے اور یہ حقیقت پورے طور پر نمایاں ہو جائے کہ انسانی ہمدردی، ملی مفاد، قومی ترقی ہر نقطۂ نظر سے صدقہ فلاح وبہبود کا باعث ہے، اور سود تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے۔ مال ودولت کی حرص سود خوار کو اندھا کر دیتی ہے۔ اسے اپنی زر پرستی کے سامنے قومی وملی مفاد بالکل نظر نہیں آتا۔ ہر وقت روپئے کا دھیان اسے بالآخر مخبوط الحواس بنا دیتا ہے اور دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ذلت کے سوا اسے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ان آیات کو پڑھتے وقت اسلام کا بلند تصور، انسانی ہمدردی کا اعلیٰ تخیل، انسانیت کی خدمت کا عالمگیر عقیدہ، اخوت ومحبت کا بے پایاں جذبہ، اور شفقت ومہربانی کا لازوال ولولہ ذہن میں رہے تو صدقہ دہندہ اور سود خوار کی صحیح تصویر بڑی وضاحت کے ساتھ نگاہوں کے سامنے آجائے گی۔

(۲) اردو میں ترجمہ کیجئے:۔

وَذَرُوْا ، تَذَرُ ، آرِبِ ، يَتَخَبَّطُنَ ، اِيذَنَّ ، ذَرُ

آرَبَيْتَ ، تُرْبِيْنَ ، يَمْحَقُ ، تُوبُوا۔

(ب) اُردو میں ترجمہ کیجیے اور اعراب لگائیے۔

دعا عمر بن الخطابؓ رجلاً من بنی جمح یقال له سعید بن عامر بن حذیم فقال له انی مستعملك (حاکم بنانا) علی ارض کذا وکذا فقال لا تفتنّی (آزمائش میں ڈالنا) یا امیر المومنین فقال واللہ لا ادعك قلدتموها (گلے ڈالنا) فی عنقی وترکتمونی فقال عمر الا نفرض (مقرر کرنا) لك رزقا قال قد جعل اللہ تعالیٰ فی عطائی مایکفینی دونه وکان اذا خرج عطاؤه ابتاع (خریدنا) لاهله قوتهم (سامان رزق) وتصدق ببقیّته فتقول له امرأته این فضل (باقی) عطائك فیقول لها قد اقرضته فاتاه ناس فقالوا ان لاهلك علیك حقا وان لاصهارك (سسرالی اعزاء) علیك حقا فقال ما انا بملتمس رضا احد من الناس لطلب الجنة وما انا بمتخلف (پیچھے رہنے والا) عن العنق (جماعت) الاول بعد ان سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول یجمع اللہ عز وجل الناس لیوم الحساب فیجیء فقراء المومنین فیزفّون (پلنا) کما یزفّ الحمام (کبوتر) فیقال لهم قفوا عند الحساب فیقولون ماعندنا حساب ولا آتیتمونا شیئا فیقول ربهم عز وجل صدق عبادی

فیفتح لهم باب الجنة فیدخلونها قبل الناس بسبعین
عاما فبلغ عمر انه لا یدخن (دھواں ہونا) فی بیته فارسل الیه عمر
بمال فاخذه فصرره (تھیلی میں رکھنا) صررا فتصدق به یمینا وشمالا
لما اتی عمر رضی الله عنه الشام طاف بکورها (گاؤں واحد کورۃ) قال
فنزل بحضرة حمص (نام شہر) فامر ان یکتبوا له فقراءهم قال
فرفع الیه الکتاب فاذا فیه سعید بن عامر امیرها
فقال مَنْ سعید بن عامر قالوا امیرنا قال کیف یکون
امیرکم فقیرا این عطاءه این رزقه قالوا یا اَمیر
المومنین لا یُمسِك شیئا قال فبکی عمر ثم عمد الی الف
دینار فصرها ثم بعث بها الیه وقال اقرءوه منی
السلام وقولوا بعث بهذه الیك امیر المومنین تستعین
بها حاجتك قال فجاء بها الیه الرسل فنظر فاذا هی
دنانیر قال فجعل یسترجع (انا للہ کہنا) فقالت له امرءته ما
شانك آمات امیر المومنین؟ قال بل اعظم من
ذالك قالت فظهرت آیة قال بل اعظم من ذالك
قالت فامر من امر الساعة قال بل اعظم من ذالك
قالت فما شانك قال الدنیا اتتنی، الفتنة دخلت

علیّ قالت فاصنع فیها ما شئت قال عندك عون
قالت نعم فاخذ درعا بحتو (قمیص کا پھٹا ہوا ٹکڑا) فصر الدنانیر فیها
صرارا ثم جعلها فی مخلاة (توڑا) ثم اعترض جیشا من
جیوش المسلمین فامضاها (سپرد کیا) کلها۔

مرة شکاه اهل حمص الی عمر رضی الله عنه
فجمع بینهم و بینه وقال اللّهمّ لا تفیّل (غلط کرنا) رأیی فیه
الیوم ما تشتکون منه؟ قالوا لا یخرج الینا حتّی
یتعالی (بلند ہونا) النهار قال والله ان کنت لاکرهُ ذکرهٗ انه
لیس لاهلی خادم فاعجن عجینی ثم اجلس حتی
یختمر (خمیر اٹھنا) ثم اخبز خبزی ثم اتوضاء ثم اخرج الیهم
فقال ما تشکون منه قالوا لا یجیب احدا بلیل قال
ما یقولون؟ قال ان کنت لاکره ذکره انّی جعلت
النهار لهم وجعلت اللیل لله عز وجل قال وما
تشکون منه؟ قالوا ان له یوما فی الشهر لا یخرج
الینا فیه قال ما یقولون؟ قال لیس لی خادم یغسل
ثیابی ولا لی ثیاب ابدلها فاجلس حتّی تجفّ (سوکھنا) ثم
ادلکها ثم اخرج الیهم من آخر النهار فقال عمرؓ

الحمد لله الذی لم یغفل فراستی فبعث الیہ بالف دینار وقال استعن بها علیٰ حاجتك فقالت امرأته الحمد لله الذی اغنانا عن خدمتك فقال لها فهل لكِ فی خیر من ذالك نندفعها (دینا) الیٰ من هو احوج منا الیها قالت نعم فدعا رجلاً من اهله یثق به فصررها صررًا ثم قال انطلق بهذه الیٰ ارملة (بیوہ) آل فلان والی یتیم آل فلان والی مسکین آل فلان والی مبتلیٰ آل فلان فبقیت منها ذُهیبة (سونے کا ٹکڑا) فقال انفقی هذه ثم عاد الی عمله فقالت الا تشتری لنا خادما ما فعل (کیا ہوا) ذٰلك المال قال سیاتیك احوج ما تكونین۔ (صفة الصفوة لابن الجوزیؒ)

(۳) مندرجہ ذیل عنوان پر عربی میں ایک مضمون لکھئے مضمون سے متعلق ضروری الفاظ کی فہرست عنوان کے نیچے درج ہے۔

کیف تقضی (گزارنا) یومك

بُكْرَة ۔ تڑکا	تَوَضَّأَ یَتَوَضَّأُ ۔ وضو کرنا
نل ۔ اُنْبُوب ۔ جمع آنَابِیْب	آدْلیٰ یُدْلِیْ ۔ ڈول ڈالنا۔

میں خوب واقف ہو چکے ہیں اس لئے ان کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ مذکورہ بالا فہرست میں بھی آپ کافی الفاظ پہلے سے جانتے ہیں لیکن احتیاطاً پھر لکھ دئے گئے ہیں۔

قواعد:-

ناقص (جس کے آخر میں حرف علت ہو) کا ذکر دوسری کتاب (ص۱۷) میں ہو چکا ہے۔ ثلاثی مجرد (صرف تین حرفی) کے صیغے اور ابواب بھی بیان کئے جا چکے ہیں (دوسری کتاب ص ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۸، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۶) آپ ایک مرتبہ ان پر نظر ڈال لیجئے پھر ذیل کی سطور پڑھئے۔

ثلاثی مزید (۳- اصلی + کچھ زائد حروف) کے صیغوں میں کافی تبدیلی ہوتی ہے لیکن قرآن مجید کے نئے الفاظ کی تشریح کے سلسلے میں آپ پہلی اور دوسری کتاب میں ان کی گردانوں سے واقف ہو چکے ہیں۔ یہاں تمام گردانیں اکٹھا لکھی جا رہی ہیں۔ ذیل کے نقشہ کو غور سے ملاحظہ کیجئے اور ابواب اور صیغوں کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیجئے۔ پچھلی کتابوں میں جو گردانیں آپ پڑھ چکے ہیں حاشیہ میں ان کے صفحہ وار حوالے دیدئے گئے ہیں تاکہ ان مقامات کو بھی آسانی سے دیکھ سکیں

باب	مصدر	معنی	ماضی معروف	ماضی مجہول	مضارع معروف	مضارع مجہول	امر	نہی	اسم فاعل	اسم مفعول
اِفْعَال	اِعْلَاءٌ[۱]	بلند کرنا	اَعْلٰی	اُعْلِیَ	یُعْلِیْ	یُعْلٰی	اَعْلِ	لَاتُعْلِ	مُعْلٍ (اَلْمُعْلِی)	مُعْلًی (اَلْمُعْلٰی)
تَفْعِیْل	تَسْمِیَةٌ[۲]	نام رکھنا	سَمّٰی	سُمِّیَ	یُسَمِّیْ	یُسَمّٰی	سَمِّ	لَاتُسَمِّ	مُسَمٍّ (اَلْمُسَمِّیْ)	مُسَمًّی (اَلْمُسَمّٰی)
مُفَاعَلَة	مُلَاقَاةٌ[۳]	ایک دوسرے سے ملنا	لَاقٰی	لُوْقِیَ	یُلَاقِیْ	یُلَاقٰی	لَاقِ	لَاتُلَاقِ	مُلَاقٍ (اَلْمُلَاقِیْ)	مُلَاقًی (اَلْمُلَاقٰی)
تَفَعُّل	تَمَنِّیْ[۴]	تمنا کرنا	تَمَنّٰی	تُمُنِّیَ	یَتَمَنّٰی	یُتَمَنّٰی	تَمَنَّ	لَاتَتَمَنَّ	مُتَمَنٍّ (اَلْمُتَمَنِّیْ)	مُتَمَنًّی (اَلْمُتَمَنّٰی)
تَفَاعُل	تَلَاقِیْ[۵]	ملاقی کرنا	تَلَاقٰی	تُلُوْقِیَ	یَتَلَاقٰی	یُتَلَاقٰی	تَلَاقَ	لَاتَتَلَاقَ	مُتَلَاقٍ (اَلْمُتَلَاقِیْ)	مُتَلَاقًی (اَلْمُتَلَاقٰی)
اِفْتِعَال	اِجْتِبَاءٌ[۶]	چن لینا	اِجْتَبٰی	اُجْتُبِیَ	یَجْتَبِیْ	یُجْتَبٰی	اِجْتَبِ	لَاتَجْتَبِ	مُجْتَبٍ (اَلْمُجْتَبِیْ)	مُجْتَبًی (اَلْمُجْتَبٰی)
اِنْفِعَال	اِنْجِلَاءٌ[۷]	روشن ہونا، کھل جانا	اِنْجَلٰی	×	یَنْجَلِیْ	×	اِنْجَلِ	لَاتَنْجَلِ	مُنْجَلٍ (اَلْمُنْجَلِیْ)	×
اِسْتِفْعَال	اِسْتِغْنَاءٌ[۸]	بے پروا ہونا	اِسْتَغْنٰی	×	یَسْتَغْنِیْ	×	اِسْتَغْنِ	لَاتَسْتَغْنِ	مُسْتَغْنٍ (اَلْمُسْتَغْنِیْ)	×

(نوٹ: حاشیے ۱ تا ۸، صفحہ ۷۲ پر ملاحظہ ہوں)

(۶)
چھٹا سبق

(۱) قرآن مجید :- پورا ساتواں رکوع

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ
أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِا
لْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۷) ۱ؔ مثل اِبْدَاء قرآن مجید کی پہلی کتاب صفحہ ۱۲، ۲ؔ مثل تَسْوِيَة پہلی کتاب صفحہ ۱۱، ۳ؔ مثل مُفَادَاة پہلی کتاب صفحہ ۸۴، ۴ؔ مثل تَوَقِّي دوسری کتاب صفحہ ۱۲۶، ۵ؔ مثل تَرَاضِي دوسری کتاب صفحہ ۱۴۶، ۶ؔ مثل اِشْتِرَاء پہلی کتاب صفحہ ۲۷، ۷ؔ یہ گردان پہلی مرتبہ آئی ہے یہ لازم ٭ ہے اس سے فعل مجہول اور اسم مفعول نہیں آتا ہے ۸ؔ مثل اِسْتِهْزَاء پہلی کتاب صفحہ ۲۷

٭ جو فعل مفعول کا طالب نہ ہو بلکہ صرف فاعل پر تمام ہو جائے اسے فعل لازم (INTRANSATIVE) کہتے ہیں مثلاً محمود آیا ، اس جملہ میں آیا لازم ہے کیونکہ اس کے لئے فاعل کے سوا مفعول کی ضرورت نہیں ہے جو فعل فاعل کے علاوہ مفعول کا بھی محتاج ہو اسے متعدی (TRANZATIVE) کہتے ہیں۔ محمود نے روٹی کھائی ۔ اس میں جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ کیا چیز کھائی گئی بات پوری نہیں ہوتی اور سننے والے کو انتظار رہتا ہے کہ کیا چیز کھائی ۔

فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ
وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ
سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ
وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ
فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ
تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ
اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۚ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۚ
وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى
اَجَلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً
حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۚ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۖ وَلَا يُضَآرَّ
كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۚ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ
بِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ
عَلِيْمٌ ۝ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا
فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۚ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ
الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۚ وَلَا تَكْتُمُوا

الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔

لفظ	مصدر	مادّہ	باب	معنی	ماضی	مضارع	امر	نہی
تَدَايَنْتُمْ	تَدَايُنٌ[1]	(د ی ن)	تَفَاعُل	قرض کا معاملہ کرنا	تَدَايَنَ	يَتَدَايَنُ	تَدَايَنْ	لَا تَتَدَايَنْ
دَيْنٌ		(د ی ن)		قرض				

لَا يَاْبَ ـــ اَبٰى يَاْبٰى (انکار کرنا) کا نہی غائب ہے اس کے صیغے پہلی کتاب میں گزر چکے ہیں ملاحظہ ہو (ص ۵)

يُمْلِلْ اِمْلَالٌ (م ل ل) افعال لکھا دینا۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اِضْلَال (پہلی کتاب ص ۱۱)

يَبْخَسْ بَخْسٌ (ب خ س) ف کمی کرنا

اِسْتَشْهِدُوْا اِسْتِشْهَاد (ش ہ د) اِسْتِفْعَال۔ گواہ بنانا۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اِسْتِبْدَال (پہلی کتاب ص ۶۹)

دُعُوْا ۔ بلانا دَعَوْا کا مجہول ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو دوسری کتاب (ص ۱۵۴)

[1] گردان اور باب کی تفصیل پہلی کتاب ص ۷۲ پر لفظ تَظَاهَرُ کے سلسلہ میں گزر چکی ہے پھر اس کی مزید تفصیل تیسری کتاب میں ثلاثی مزید کے ابواب کے سلسلہ میں کی گئی ہے (ملاحظہ ہو تیسری کتاب سبق ۵ ص ...)

لَا تَسْئَمُوْا سَامَ سَأْمَةً (س ء م) س ۔ سستی کرنا۔ اُکتانا۔ سَئِمَ یَسْأَمُ اِسْئَمْ[۱] لَا تَسْئَمْ ۔

اَقْسَطُ ـــــ زیادہ منصفانہ ـــــ اَقْوَمُ ۔ زیادہ درست

لَا تَرْتَابُوْا ۔ اِرْتِیَاب (ر ی ب) شک میں پڑنا ۔ صیغے اِخْتِیَار کی طرح ہوں گے (پہلی کتاب صـ ۶۲)

تُدِیْرُوْنَ ۔ اِدَارَۃ (د و ر) پھیر بدل کرنا۔ گھمانا۔ صیغے اِقَامَۃ کی طرح آئیں گے (پہلی کتاب صـ ۱۵)

لَا یُضَآرَّ ۔ مُضَآرَّۃٌ (ض ر ر) مُفَاعَلَۃ ۔ نقصان پہونچانا ۔ ضَآرَّ[۲] یُضَآرُّ ضَآرِّ لَا تُضَآرِّ

آمِنَ آمْنٌ (ا م ن) س ۔ مطمئن ہونا ، اعتبار کرنا ۔ صیغے اَذِنَ کی طرح ہوں گے (تیسری کتاب صـ)

اِئْتُمِنَ ۔ اِیْتِمَانٌ (ا م ن) اِفْتِعَال ۔ بھروسہ کرنا ، اطمینان کرنا ۔ اِیْتَمَنَ یَأْتَمِنُ[۳] ۔ اِیْتَمِنْ لَا تَأْتَمِنْ ۔

---

[۱] اگر ہمزہ پر حرکت (زبر زیر پیش) ہو اور اس سے پہلے والا حرف ساکن ہو تو ہمزہ کی حرکت پہلے والے ساکن پر بھی لگا سکتے ہیں اور ہمزہ کو غائب کر سکتے ہیں جیسے یَسْئَلُ سے یَسَلُ اور اِسْئَلْ سے سَلْ اسی اصول پر یَسْئَمُ کو یَسَمُ اور اِسْئَمْ کو سَمْ بھی کہہ سکتے ہیں

[۲] مضارع تو معروف و مجہول ایک ہی طرح آتا ہے البتہ ماضی مجہول ضُوْرَّ ہوتا ہے

[۳] ماضی مجہول تو قرآنی لفظ ہے ہی مضارع مجہول یُؤْتَمَنُ اسم فاعل مُؤْتَمِنٌ اور اسم مفعول مُؤْتَمَنٌ ہوگا

تشریح:

اس سے پہلے رکوع میں سود کے احکام بیان کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ ضرورت مند کی مدد کریں۔ اور تلاش کر کر کے ان کی اعانت کریں۔ جہاں تک ممکن ہو بلا امید واپسی یوں ہی امداد کریں ورنہ بلا سود قرض دیں۔ قرض کی وصول یابی میں سختی نہ کریں بلکہ زیادہ سے زیادہ مہلت دیں اور اگر مقروض کی مالی حالت خراب ہو اور وہ ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو معاف کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص تنگ دست مقروض کو مہلت دے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ اس سلسلہ میں ایک شخص کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ فرمایا کہ ایک آدمی لوگوں کو قرض دیتا تھا۔ تنگ دستوں کے ساتھ خاص رعایت کرتا تھا، اپنے آدمیوں کو تاکید کر دی تھی کہ پریشان حال اور تنگ دست لوگوں سے وصول یابی کی فکر نہ کریں ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس معافی سے خوش ہو کر قیامت میں میرے ساتھ بھی عفو و گزر کا معاملہ کرے (بخاری)

دوسری روایت میں اس واقعہ کی مزید تفصیل یوں بیان کی

گئی ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا الٰہی میں نے تو دنیا میں ذرہ برابر بھی کوئی کام ایسا نہیں کیا جس پر تجھ سے کوئی اُمید کرسکوں۔ ہاں اتنی بات تھی کہ میں لوگوں کے ہاتھ خرید فروخت کا معاملہ کرتا تھا۔ فراخ دست کے ساتھ آسانی کرتا تھا اور تنگ دست و پریشاں حال کو مہلت دیتا تھا۔ یہ سُن کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ آسانی کروں تو جنت میں داخل ہو جا (ابن کثیر بحوالہ حافظ ابو یعلیٰ۔ ابن ماجہ۔ مسلم)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس تعلیم پر پورے عامل تھے، ان کا مال صدقہ و خیرات کے لئے وقف رہتا تھا۔ جو لوگ قرض چاہتے انھیں بشوق قرض دیتے اور وصول یابی میں نرمی کرتے اور اگر کسی شخص کو دشواری ہوتی تو مہلت دیتے اور اگر اس کے بعد بھی وہ ادا نہ کر پاتا تو اُسے معاف کر دیتے۔ حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ

(جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اسے معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا) —— اس ارشاد مبارک پر ساری زندگی عمل رہا۔ جب مقروض کو پریشان حال دیکھتے تو معاف کر دیتے۔ ایک شخص پر ان کا قرض تھا۔ بہت دن گزر گئے لیکن اس نے ادا نہیں کیا، یہ جب اس سے ملنے کی کوشش کرتے وہ سامنے نہ آتا، ایک دن تلاش میں اس کے گھر گئے اس کے چھوٹے بچے سے ملاقات ہوگئی اس نے بتادیا کہ گھر میں چھپے بیٹھے ہیں، انھوں نے آواز دے کر بلایا، پوچھا آخر تم ملتے کیوں نہیں ہو، اس نے کہا میں سخت تنگی میں ہوں۔ اس خیال سے آپ سے نہیں ملتا کہ جو وعدہ کروں گا اسے پورا نہ کر سکوں گا۔ آپ نے کہا کیا واقعی تم اتنے پریشان حال ہو؟ اس نے کہا ہاں خدا کی قسم، یہ سُن کر آپ نے دستاویز لاکر اپنے ہاتھ سے مٹا دی اور کہا اگر ہو سکے تو ادا کر دینا ورنہ میں تمھیں اس بار سے سبکدوش کرتا ہوں (مسند احمد ابن حنبلؒ)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کیا کہ جب ان کا مقروض انھیں مدت کے بعد ملا تو اس نے

تنگدستی کا عذر کیا، آپ نے بلا تامل معاف کر دیا اور اسکی کیفیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ رونے لگے ـــــ یہ تنہا ان دو صحابیوں ہی کی حالت نہ تھی بلکہ صحابۂ کرام کی عام طور سے یہی حالت تھی۔

اس رکوع میں قرض کے سلسلہ میں بعض اور ضروری احکام بیان کئے جا رہے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو تاکید کی جا رہی ہے کہ اس قسم کے معاملات تنہا زبانی نہ ہونے چاہئیں بلکہ قرض کی رقم اور اس سے متعلق باتیں تحریری شکل میں لے آئی جائیں، دستاویز پر کم از کم دو آدمیوں کی گواہی لکھ لی جائے۔ دستاویز مقروض کی طرف سے لکھی جائے اگر مقروض لکھانے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی لکھائے۔ لکھنے والا ایمان داری سے لکھے۔ گواہ ایمان دار ہوں اور ضرورت کے وقت گواہی دینے میں غفلت نہ کریں۔ جب طلب کئے جائیں تو ضرور جائیں اور اگر بے طلب بھی حق کا اظہار کریں تو بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے گواہ کو بہترین گواہ قرار دیا ہے (صحیح مسلم)

لَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَهِیْدٌ ـــــ اس آیت میں دونوں مفہوم ہیں، نہ کاتب اور گواہ اپنے بیان اور تحریر میں کمی

وزراءه فيكلمونه فيما يريدون من يومهم الى العشى ثم يوتى بالغداء الاصغر ثم يتحدث طويلا ثم يدخل منزله ثم يخرج الى المسجد ويتقدم اليه الضعيف والاعرابى والصبى والمرءة ومن لا احد له فيقول اعزوه ويقول عُدى على فيقول ابعثوا معه ويقول صنع بى فيقول انظروا فى امره حتى اذا لم يبق احد دخل فجلس على السرير ثم يقول ايذنوا للناس على قدر منازلهم فاذا استووا جلوسا قال يا هؤلاء انما سميتم اشرافا لانكم شرفتم من دونكم بهذا المجلس ارفعوا الينا حوائج من لا يصل الينا فيقوم الرجل فيقول استشهد فلان فيقول افرضوا لولده ويقول اخر غاب فلان عن اهله فيقول تعاهدوهم اعطوهم اقضوا حوائجهم اخدموهم ثم يوتى بالغداء ويحضر الكاتب فيقوم عند راسه ويقدم الرجل فيقول له اجلس على المائدة فيجلس فيمد يده فياكل لقمتين اوثلاثا والكاتب يقرء كتابه فيامر فيه بامر فيقول ياعبدالله اعقب فيقوم

ناشتہ زیادتی کی گئی علاوہ کم مقرر کرنا دیکھ بھال کرنا پیچھے جانا

ويتقدم آخر حتى ياتي على اصحاب الحوائج كلهم وربما
قدم عليه من اصحاب الحوائج اربعون اونحوهم ثم
يرفع الغداء ويقال للناس اجيزوا فينصرفون
فيدخل منزله فلا يطعم فيه طامع حتى ينادى
بالظهر فيخرج فيصلى ثم يدخل فيصلى اربع ركعات
ثم يجلس الى العصر ياذن لخاصته الخاصة ويدخل اليه
وزراءه فيوامرونه فيما احتاجوا اليه بقية يومهم
واتاهم من الاخبصة والفواكه ثم يصلى العصر
فيدخل منزله حتى اذا كان فى اخر اوقات العصر
خرج فجلس على سريره ويوذن للناس على
منازلهم فيوتى بالعشاء فيفرغ مقدار ماينادى
بالمغرب فيخرج فيصليها ثم يصلى بعدها اربع ركعات
ويقرأ فى كل ركعة خمسين آية يجهر تارة ويخافت
أخرى ثم يدخل منزله حتى ينادى بالعشاء الاخرة
فيخرج فيصلى ثم يوذن للخاصة والوزراء والحاشية
فيوامره الوزراء فيما اراد واصدرا من ليلتهم و
يستمر الى ثلث الليل فى اخبار العرب وايامها والعجم

وملوکها وسیاستها لرعیتها وحروبها ثم یدخل
فینام ثلث اللیل ثم یقوم فیقعد فیحضر الدفاتر
فیها سیر الملوک واخبارها ثم یخرج فیصلی الصبح

(مروج الذهب)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے:۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، بڑی سچی نیک اور پرہیزگار تھیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی اور ان پر قرآن مجید نازل کیا اور انھیں حکم دیا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں تو مکہ معظمہ کے لوگوں میں سے بہت سے نیک اور عقلمند آدمی آپ پر ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی انھیں پہلے سبقت کرنے والوں میں سے تھیں۔

اس زمانہ میں قریش مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے اور انھیں قسم قسم کے عذاب دیتے تھے۔ کئی برس تک مسلمان یہ مصائب برداشت کرتے رہے لیکن جب تکلیفیں حد سے بڑھ گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حبش کی

طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ ان لوگوں کے ہمراہ حضرت ام حبیبہؓ بھی اپنے شوہر عبید اللہ ابن جحش کے ساتھ حبش چلی گئیں وہاں کچھ دن کے بعد عبید اللہ عیسائیت کی طرف مائل ہو گیا۔ ایک مرتبہ حضرت ام حبیبہؓ نے خواب میں دیکھا جیسے کہ ان کا شوہر ابن جحش بہت بُری صورت اور بدترین شکل کا ہو گیا۔ وہ گھبرا گئیں اور دل میں کہا شاید اس کی حالت بدل گئی ہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ اسلام سے پھر گیا اور عیسائی ہو گیا، کچھ دن کے بعد وہ شراب کے نشہ میں مرگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حالات معلوم ہوئے تو آپ نے شاہ حبش نجاشی کے پاس عمرو ابن امیۃ الضمری کو بھیجا تاکہ وہ حضرت ام حبیبہؓ کو آپ کا پیغام دیں وہ راضی ہو گئیں۔ نجاشی نے ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور آپ کی طرف سے چار سو دینار مہر دیا۔ پھر انھیں آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ حضرتؐ ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آتے تھے۔ ۴۴ھ میں اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔

الفاظ کے معانی

وحی بھیجنا۔ اِیحَاء (اَوحیٰ یُوحِیْ)	ستانا۔ اِیذَاء (اٰذیٰ یُوذِیْ)
پہلے سبقت کرنے والے:۔	برداشت کرنا۔ اِحتِمَال۔ تَحَمُّل
اَلسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْنَ	تکلیفیں۔ شَدَائِد
قسم قسم۔ اَنْوَاع	بہت بُری۔ اَسْوَءْ
گھبرانا۔ فَزَع (ف)	بدترین۔ اَشْوَہ
اسلام سے پھر جانا۔ اِرْتِدَاد عَنِ الاِسلام	عیسائی ہو جانا۔ تَنَصُّر
نشر۔ نَشْر	مہر دینا۔ اِصدَاق
	لطف سے پیش آنا۔ مُلَاطَفَۃ

کسی کو کسی کا پیغام دینا:۔ خَطَبَ عَلَیہ

قواعد:۔

صرفی قاعدے کئی بیان ہو چکے ہیں اب ایک نحو کا ضروری قاعدہ سنئے۔ مُستَثنیٰ کا لفظ آپ نے سنا ہے۔ اس کے معنی ہیں نکالا ہوا۔ علم نحو کی اصطلاح میں یہ اس اسم کو کہتے ہیں جسے اِلَّا یا اس کے ہم معنی کسی لفظ کے ذریعہ اپنے سے پہلے کے حکم سے نکالا گیا ہو مثلاً ھَرَبَ النَّاسُ اِلَّا زَیدًا، اس جملہ میں بھاگنے کے حکم سے اِلَّا کہہ کر زید کو

علیحدہ کر لیا گیا ہے یعنی زید مستثنیٰ ہوا۔ اَلنَّاسُ سے زید علیحدہ کیا گیا ہے۔ اس لئے النّاسُ مستثنیٰ مِنہ کہلائے گا۔

ان دونوں لفظوں (مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ) کا مفہوم اچھی طرح سے ذہن میں رکھئے اور آگے سُنئے۔ مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں ایک جنس کے ہوتے ہیں تو یہ مستثنیٰ متصل کہلاتا ہے جیسے کہ اوپر کی مثال میں زَید اور اَلنَّاس دونوں ایک ہی جنس یعنی انسان کی قسم ہیں اس لئے اس جگہ زید مستثنیٰ متصل ہوا لیکن اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ ایک جنس سے نہ ہوں تو اس صورت میں مستثنیٰ مُنقَطَع کہلاتا ہے جیسے ذَھَبَ الرِّجَالُ اِلَی السُّوقِ اِلَّا فَرَسًا میں فَرَس (گھوڑا) مستثنیٰ مُنقَطَع ہے کیونکہ مرد اور گھوڑا دونوں ایک جنس کے نہیں ہیں مرد انسان ہے اور گھوڑا حیوان۔

اس تفصیل کے بعد اب اعراب (زبر، زیر، پیش) کا قاعدہ سُنئے۔ مستثنیٰ منقطع کو ہمیشہ نصب (زبر) ہوتا ہے لیکن مستثنیٰ متصل کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ اگر وہ اِلَّا کے بعد ہو اور جملہ مثبت (POSATIVE) ہو یعنی اس میں نہی، نفی اور

استفہام (سوال) انکاری نہ ہو تو اُسے نَصَب (زبر) ہوگا۔
جیسا کہ آپ شروع میں پڑھ چکے ہیں ضَرَبَ النَّاسُ
اِلَّا زَیدًا لیکن اگر جملہ غیر مثبت (NEGATIVE) ہو
یعنی اس میں نہی نفی اور استفہام پایا جاتا ہو تو اس
صورت میں دو حالتیں ہوتی ہیں (۱) اگر مستثنیٰ منہ اِلَّا
کے پاس ہی ہوتا ہے تو اسے منصوب یعنی زبر لگا کر بھی
پڑھ سکتے ہیں اور مستثنیٰ منہ کے موافق اعراب دے کر بھی
پڑھ سکتے ہیں مثلاً مَا ضَرَبَ النَّاسُ اِلَّا زَیْدًا میں زید کو زَیْدًا
اور زَیدٌ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ (۲) اگر مستثنیٰ منہ
لفظاً ذکر نہ کیا گیا ہو بلکہ محذوف (UNDERSTOOD) ہو تو
مستثنیٰ کا اعراب مستثنیٰ منہ کی طرح ہوگا مثلاً لَا تَقُوْلُوْا اِلَّا
الْحَقَّ یہاں شَیْئًا محذوف ہے جو مفعول تھا اس لئے حق کو
بھی اسی طرح مفعولیت کی وجہ سے نصب یعنی زبر ہوگا۔
نوٹ:۔ مستثنیٰ کی بحث، عربی گرامر میں بہت مشکل سمجھی
جاتی ہے اسے خوب غور سے بار بار پڑھئے اور ذہن میں
محفوظ رکھئے۔

(۷) ساتواں سبق

(۱) **قرآن مجید**: — پورا آٹھواں رکوع سورہ بقرہ کے ختم تک۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ
تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ
اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ
اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ

مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؏

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔

نہی	امر	مضارع	ماضی	معنی	باب	مادہ	مصدر	لفظ

يُحَاسِبُ مُحَاسَبَة (ح س ب) مُفَاعَلَة محاسبہ کرنا۔ صیغے مُخَادَعَة کی طرح ہوں گے (پہلی کتاب ص۲۳)

يُكَلِّفُ تَكْلِيْف (ک ل ف) تفعیل۔ ذمہ داری ڈالنا۔ صیغے تَنْزِيْل کی طرح ہوں گے (پہلی کتاب ص۳۶)

اِكْتَسَبَتْ۔ اِكْتِسَاب (ک س ب) اِفْتِعَال۔ کمانا[1]۔ صیغے اِنْتِخَاب کی طرح ہوں گے (پہلی کتاب ص۶۱)

اَخْطَاْنَا۔ اِخْطَاء (خ ط ء) افعال۔ چوکنا۔ خطا کرنا۔ اَخْطَاَ۔ يُخْطِئُ۔ اَخْطِئْ۔ لَا تُخْطِئْ ــــــــ اِصْر۔ بوجھ۔

تشریح :ـــــــ

یہ سورۂ بقرہ کا آخری رکوع ہے۔ اس سورہ میں بنیادی عقائد اور اہم احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے سورہ ختم کرتے وقت اجمالی طور پر ایک مرتبہ ایمان و عمل کی جانب ذہن متوجہ کیا جا رہا ہے۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ...... قَدِيْر۔

[1] کسب و اکتساب ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں اس جگہ بعض مفسرین نے کَسَبَ کو خیر اور اکتساب کو شر کے لئے قرار دیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی لا انتہا قدرت اور غیر محدود علم کی طرف اشارہ کر کے انسان کو عمل صالح کی دعوت دیتا ہے تاکہ اس کی مغفرت کا سزاوار ہو اور اس کے عذاب سے محفوظ رہے۔

اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ـــــ ان الفاظ سے شبہ ہوتا ہے کہ دلوں کے خطرات اور قلبی وساوس پر بھی باز پرس ہوگی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ بہت گھبرائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی پریشانی ظاہر کی اس کے بعد لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ نازل ہوئی اس آیت سے یہ شبہ دور ہوگیا اور یہ بات واضح ہوگئی کہ دل میں جو خیالات اور وسوسے آتے رہتے ہیں اور جن کا دور کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، باز پرس صرف نیت اور عمل پر ہوگی (تفسیر ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اس نکتہ کو واضح کیا ہے نیکی اور بدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے بدی کا خیال کیا پھر اسے نہیں کیا تو (اس نہ کرنے پر) ایک نیکی

لکھ لی جاتی ہے لیکن اگر اس نے بدی کا ارادہ کیا پھر بدی کی بھی تو ایک بدی لکھ لی جاتی ہے (مسلم) ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے کہا بعض اوقات ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ انھیں زبان پر لانا بُرا سمجھتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا محسوس کرتے ہو۔ اُنھوں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو صریح ایمان ہے (مسلم) مطلب یہ ہے کہ جب دلوں کے احساس کی یہ حالت ہے کہ غیر اختیاری وسوسے اور اضطراری خطرے بھی اس قدر ناگوار ہیں تو اس سے بڑھ کر ایمان کی قوت اور کیا ہو گی۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ .... الْکَافِرِیْنَ۔ رکوع کی ابتدائی آیت میں ایمان و عمل کی جس کیفیت کی جانب توجہ دلائی گئی تھی ان آیتوں میں اس کی تفصیل کی ہے۔ سورۃ کے ابتدائی رکوع میں اہل ایمان کے عقائد و اعمال کا جو نقشہ کھینچا گیا تھا سورت کے آخر میں خاتمہ کی مناسبت سے ایک اور انداز میں اسی کی جانب توجہ دلائی گئی ہے، وہاں مضارع کا صیغہ استعمال ہوا تھا تاکہ ظاہر ہو کہ اس کتاب سے انھیں خدا ترس بندوں کی ہدایت ہو گی جو غیبی حقائق پر ایمان

لائیں گے تاکہ اس کائنات کے آغاز و انجام کا سررشتہ ہاتھ آئے اور ایک حیّ و قیوم اور زندہ و پائندہ ہستی کا دست قدرت اسباب و علل کی تہہ میں کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسکی قدرت کے سامنے انسان کو اپنی بیچارگی و درماندگی محسوس ہو، یہ حال مستقبل کا خیال دلائے اور زندگی کی پُرپیچ وادیوں، اور تاریک میدانوں سے صحیح سلامت گزرنے کے لئے ایک علیم و قدیر اور سمیع و بصیر ذات کی رہنمائی کی طلب ہو۔ وحی آلہی کی مشعل جلے، نبوت کی شمع روشن ہو اور اس کے اُجالے میں عمل کے مرحلے طے ہوں تاکہ فلاح و کامیابی کی منزل تک پہونچ سکے۔

ختم سورۃ پر مومن یہ منزلیں طے کرکے پہنچا ہے۔ اس لئے یہاں ماضی کے صیغوں میں ایمان و عمل اور سمع و طاعت کا اقرار کیا گیا ہے۔ اس موقع پر ایک طرف انسان کو اپنی بیچارگی و ناتوانی کا احساس ہے۔ دوسری طرف دعوت حق کی ذمہ داریوں کا خیال ہے اس لئے عفو و درگزر اور بخشش و مغفرت کی درخواست کے ساتھ منکرین حق اور معاندین صداقت کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ سے نصرت و اعانت طلب کیجارہی ہے

ان آیات کو اگر غور و توجہ سے پڑھا جائے تو انکی غیر معمولی تاثیر مومن کی زندگی میں نمایاں ہو گی، شیطانی وسوسے دور ہو جائیں گے۔ طاغوت کی شرانگیزیاں ختم ہو جائیں گی، مفسدوں کی شرارتیں ختم ہو جائیں گی، کفر و انکار کا زور ٹوٹ جائے گا اور عناد و سرکشی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں ان آیتوں کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں، یہاں تک کہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی رات میں سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں پڑھ لے تو یہ اُس کے لئے کافی ہوں گی۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ جب سورہ بقر ختم کرتے تھے تو اٰمین کہتے تھے۔ اس وقت کے مومنین کی قوت ایمانی کا یہ حال تھا کہ دعا کی قبولیت کے لئے درِ حق باز ہو جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہاں۔ میں نے قبول کر لیا۔ آج بھی نصرت الٰہی تائید و کارسازی کے لئے موجود ہے کوئی مانگنے والا تو ہو۔

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا ـــــ میں غُفْرَان کے نون کو مفعولیت کی وجہ سے زبر ہے اس سے پہلے نَسْئَلُكَ محذوف (UNDERSTOOD) ہے یا اِغْفِرْ۔ علم نحو کے مشہور ماہر امام فرّاء کا خیال ہے کہ مصدر کبھی امر کی جگہ استعمال ہوتا ہے اس لئے ان کی رائے میں یہاں کسی محذوف کے ماننے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ غُفْرَان ۔ اِغْفِرْ کے معنی میں ہے ـــــ اس مختصر سے فقرہ میں بہت گہری معنوی حقیقتیں پنہاں ہیں ۔ خدا کو مخاطب کر کے مغفرت کی نسبت اُسکی طرف کی جارہی ہے اور صفات الٰہی میں سے ربوبیت کا ذکر کر کے اس کا رُخ اپنی طرف پھیرا جا رہا ہے مقصود یہ ہے اے رب جب میرا وجود تیری ربوبیت کی کرشمہ سازی ہے، میری زندگی تیری پرورش کی رہین منت ہے، اے مولیٰ جب تو ہی مجھے پردۂ عدم سے عالم ظہور میں لایا، مجھے زندگی بخشی، زندگی کو نمو عطا فرمایا اور اپنی عنایت و توجہ سے اس منزل تک پہنچایا تو اب آئندہ بھی دستگیری کر، اور مغفرت و نوازش سے سرفراز فرما، تیری ذات کامل ہے، تیری صفات کامل ہیں، تو غفّار ہے تیری غفاریت بھی کامل ہے

تیری ربوبیت نے اس وقت مجھ پر کرم فرمایا تھا جب میں کچھ نہ تھا، اب تیری مغفرت کا طلب گار ہوں جب میں کچھ نہ ہوں گا۔ امید ہے کہ جس طرح تیری کرم فرمائی نے ایک معدوم کو شرف وجود بخشا تھا اسی طرح جب یہ جسم خاکی خاک میں مل جائے گا اور دنیا کا مسافر آخرت کی منزل میں قدم رکھے گا تو تیری رحمت دستگیری کرے گی۔

(۲) ا۔ اُردو میں ترجمہ کیجئے۔

اَبْدِ ـ اَخْطِئُوْا ـ اَخْطَأْنَ ـ اٰمَنَّا ـ اِكْتَسِبُوْ ـ حَمِّلْ
عَفَوْا ـ عَفَوْتَ ـ لَا تَعْفُ ـ اَنْسَىٰ ـ لَا تَنْسَوْ ـ اَخْفِ

ب) اُردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے:۔

كان السيد احمد شريف السنوسى حبرا (عالم) جليلا وسيدا غطريفا واستاذا كبيرا له جلالة قدر (عظیم المرتبت) وسراوة (مروت طبع) حال ورجاحة (زیادتی) عقل وسجاحة (نرم مزاجی) خلق وسرعة فهم وسداد (صحت) راى وكان ورعا تقيا فى غير رياء ولا سمعة (شہرت پسندی) لا يرقد (سوتا) فى الليل اكثر من ثلاث ساعات ويقضى سائر ليله فى العبادة والتلاوة والتهجد تبسط بين يديه السفر (دستر خوان) الفاخرة اللائقة بالملوك فيأكل الضيوف والحاشية (خدام)

ويجتزئ هو بطعام واحد لا يصيب منه الا قليلا و
هكذا هي عادته وله مجلس كل يوم بين صلاتي
الظهر والعصر لتناول الشاي الاخضر الذي يوثره
المغاربة فيامر بحضور من هناك من الاضيات و
رجال المعية ويتناول كل منهم ثلاثة اقداح شاي
ممزوجا بالعنبر فاما هو فيتحامى شرب الشاي لعدم
ملائمته لصحته - واكثر احاديثه في قصص رجال الله
واحوالهم ورقائقهم وسير سلفه -

قد لحظت منه صبرا قل ان يوجد في غيره من
الرجال وعزما شديدا تلوح سيماءه على وجهه
فبينما هو في تقواه من الابدال اذ هو في شجاعته من
الابطال كان في حرب طرابلس يشهد كثيرا من الوقائع
بنفسه ويمتطي جواده بضع عشر ساعة على التوالي
بدون كلال وكثيرا ما كان يقتحم بنفسه مرة سرح
الطليان اليه قوة عدة آلاف وكان معه اذ ذاك
ثلاث مائة مقاتل ولكنه ما خام عن اللقاء ولم يتحرف
بنفسه الى جهة بل صدم العدو واجبرهم على الفرار -

وهذه القوة العملية لا تنشا عن مجرد التلاوة
والذكر دون العمل ضروری. ان موسسی الطريقة
السنوسية كانوا اقطابا وابطالا يجمعون بين العمل
الشرعی بحذافيره والتجرد الصوفی وينظّمون بين
الظاهر والباطن نظما لم يوفّق اليه غيرها. كان بعض
الطلبة يلتمسون من السيّد محمّد السنوسی ان يعلّمهم
الكيمياء فيقول لهم "الكيمياء تحت سكة المحراث"
واحيانا يقول لهم "الكيمياء هی كدّ اليمين وعرق الجبين"
وكان يشوّق الطلبة والمريدين الى القيام على الحِرَف
والصناعات ويقول لهم يكفيكم من الدين حسن النية
والقيام بالفرائض الشرعية يظن اهل الاور يقابت
والسُبْحات انهم يسبقوننا عند الله لا والله ماسبقونا"
وكان نهار الجمعة يوما خاصا بالتمرينات الحربية من
طراد ورماية ويوم الخميس مخصصا للشغل بالايدی
يتركون فی ذالك اليوم الدروس كلها ويشتغلون
بانواع المهن من بناء ونجارة وحدادة ونساجة
وصحافة وغيرذالك كان يعمل بالكتاب والسنة و

لا يكتفي بالاذكار والاوراد دون القيام بعزائم الاسلام كما كان عليه الصدر الاول يهدي هدي الصحابة والتابعين ولا يقتنع بالعبادة دون العمل ويعلم ان احكام القرآن محتاجة الى السلطان فكان يحث اخوانه ومريديه دائماً على الفراسة والرماية ويبث فيهم روح الانفة والنشاط ويحملهم على الطراد والجلاد ويعظم في اعينهم فضيلة الجهاد فلذلك انتشر الاسلام في قارة افريقية ووقفوا في وجه دولة عظيمة كدولة ايطالية اكثر من ثلاث عشر سنة

(من حواشی حاضر العالم الاسلامی لکاتب الشرق الاکبر والمجاهد الاعظم امیر شکیب ارسلان)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لشکر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا یا اللہ انھیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطا فرما۔ حضرت ابوامامہ غزوہ میں شریک ہوئے

اور سلامتی و مال غنیمت کے ساتھ واپس آگئے، کچھ دن کے بعد
حضرت نے پھر ایک غزوہ کے لئے تیاری کی وہ پھر آئے اور
عرض کی یارسول اللہ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے
شہادت نصیب کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ
اے اللہ انھیں سلامت رکھ اور مال غنیمت عطا فرما۔ اس
دعا کے اثر سے حضرت ابوامامہ اس مرتبہ بھی سلامتی اور مال
غنیمت کے ساتھ واپس آگئے۔ تیسری مرتبہ پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر روانہ کیا۔ اس بار بھی حضرت ابوامامہ
نے آکر درخواست کی کہ آپ ان کے لئے شہادت کی دعا کریں
لیکن حضرت نے پھر سلامتی اور مال غنیمت کے حصول کے
لئے دعا کی۔ پس وہ سلامتی اور مال غنیمت کے ساتھ واپس
آگئے۔ اس کے بعد انھوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا
کہ یارسول اللہ مجھے کسی ایسے کام کا حکم دیجئے کہ جس کے
ذریعہ اللہ تعالےٰ مجھے نفع دے۔ آپ نے فرمایا روزہ رکھا
کرو۔ حضرت ابوامامہؓ ان کی بیوی اور ان کا نوکر سب روزہ
رکھتے تھے۔ جب لوگ کسی دن ان کے گھر میں آگ یا دھواں
دیکھتے تھے تو سمجھتے تھے کہ کوئی مہمان ان کے یہاں آگیا ہے

وہ صدقہ دینا پسند کرتے تھے اور اس کے لئے دینار، درہم اور پیسے جمع کرتے تھے۔ جو شخص ان سے سوال کرتا تھا اسے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کھانے کا سامان ختم ہو گیا تھا ان کے پاس صرف تین دینار تھے اتنے میں ایک سائل آگیا، آپ نے اسے ایک دینار دے دیا۔ ذرا دیر میں ایک اور سائل آگیا اسے بھی ایک دینار دے دیا۔ گھڑی بھر میں تیسرا آگیا، آپ نے اسے بھی ایک دینار دے دیا اور روزہ کی حالت میں مسجد چلے گئے۔

الفاظ کے معانی

روانہ کرنا۔ بَعَث (ف)

مال غنیمت عطا کرنا۔ تَغْنِیْم (تفعیل)

سلامتی و غنیمت سے۔ سالمًا و غانمًا

ختم ہو جانا۔ نَفِدَ (ف)

تیاری کرنا۔ اَعَدَّ یُعِدُّ۔ اَنْشَاء مثل اخطاء (تیسری کتاب)

دھواں۔ دُخان

پیسے۔ فُلُوس واحد فَلْس

قواعد

بعض افعال کے آخری دو حرفوں (ع ل) کی جگہ ایک ہی حرف دو بار آجاتا ہے اس لئے دونوں کو ملا کر تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں مثلاً مدد (ڈھیل دینا) کے آخر میں دال

دو مرتبہ آیا ہے اس لئے ان دونوں کو ملا کر تشدید کے ساتھ
مَدَّ پڑھیں گے۔

اس قسم کے مشدّد فعل مُضَاعَفْ کہلاتے ہیں، یہ
ثلاثی مجرد (سہ حرفی) کے تین بابوں سے آتے ہیں۔

۱۔ (ن) سے جیسے مَدَّ یَمُدُّ ملاحظہ ہو پہلی کتاب ص۲۷
۲۔ (ض) سے جیسے ضَلَّ یَضِلُّ ملاحظہ ہو پہلی کتاب ص۱۰
۳۔ (س) سے جیسے مَسَّ یَمَسُّ ملاحظہ ہو پہلی کتاب ص۸۱

خاص خاص صیغوں کا ذکر قرآن مجید کی پہلی کتاب میں
گزر چکا ہے۔ آپ اوپر کے حوالوں کے ذریعہ سے ان صفحات کو
کھول کر گردانوں پر ایک نظر پھر ڈال لیجئے۔ مضارع مجہول
حسب معمول علامت مضارع (ی ا ت ن) کو پیش
دینے سے بن جاتا ہے مثلاً یَمُدُّ سے یُمَدُّ۔ ماضی مجہول
بنانے کے لئے پہلے حرف کو پیش دے دیا جاتا ہے مثلاً
مَدَّ سے مُدَّ ——— جمع مؤنث غائب (فَعَلْنَ)
سے جمع متکلم (فَعَلْنَا) تک تشدید دور کر کے دونوں
حرف استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً مَدَدْنَ۔ مَدَدْتَ
مَدَدْتُ۔ مَدَدْنَا وغیرہ ——— اسی طرح مضارع کے

دو صیغوں (یَفْعَلْنَ ۔ تَفْعَلْنَ) میں کبھی تشدید دور ہو جاتی ہے اور دونوں حرف الگ الگ ظاہر ہو کر استعمال ہوتے ہیں مثلاً یَمْدُدْنَ ۔ یَمْسَسْنَ ۔ یَضْلِلْنَ ۔ تَمْدُدْنَ تَمْسَسْنَ ۔ تَضْلِلْنَ ــــــ امر کے آخر میں تشدید اور بلا تشدید دونوں صورتیں جائز ہیں مُدَّ بھی کہہ سکتے ہیں اور اُمْدُدْ بھی ــــ مُدَّ کے آخر میں زبر، زیر، پیش تینوں اعراب لا سکتے ہیں اور مُدَّ ۔ مُدِّ ۔ مُدُّ ۔ تینوں طرح پڑھ سکتے ہیں ــــ اسم فاعل مَادٌّ اور اسم مفعول مَمْدُوْدٌ کے وزن پر آتا ہے۔

---

(۸)
آٹھواں سبق

(۱) قرآن مجید :۔ سورہ آل عمران کا پہلا رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الٓمّٓ ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ ھُدًی

لِلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۃ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ
ذُوانْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۃ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ
فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ
الْحَكِیْمُ ۝ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ
اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ
فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا
تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؕ وَ
مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ
یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ
اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ
اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ
لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۃ

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح
حسب ذیل ہے:-

لفظ	مصدر	مادّہ	باب	معنی	ماضی	مضارع	امر	نہی

يُصَوِّرُ تصویر (ص و ر) تفعیل شکل بنانا۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو تنزیل (پہلی کتاب ص۳۶)

زَیغ۔ کجی ــــــ تاوِیل ۔ مطلب معلوم کرنا

لَاتُزِغْ۔ اِزَاغَۃٌ (ز ی غ) افعال ۔ ٹیڑھا کرنا صیغوں کیلئے ملاحظہ ہو اِقَامَۃ (پہلی کتاب ص۱۵)

يُخْلِفُ۔ اِخْلَاف (خ ل ف) افعال ۔ خلاف کرنا صیغوں کیلئے ملاحظہ ہو اِنْعَام (پہلی کتاب ص۱۰)

مِيعَاد۔ (و ع د) ــ وعدہ۔

تشریح :ــــــ

سورہ فاتحہ کے آخر میں اَلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ اور اَلضَّآلِّيْنَ کی راہ سے محفوظ رہنے کی دعا مانگی گئی تھی۔ سورہ بقرہ میں بنی اسرائیل کے حالات وضاحت سے بیان کیے گئے اور یہود کے ان اعمال کا بار بار ذکر کیا گیا جن کی بنا پر انھیں غضب الٰہی میں مبتلا ہونا پڑا۔ اس کے بعد سورہ آل عمران میں نصاریٰ کے عقائد و اعمال کا ذکر کیا جا رہا ہے اور ضلالت و کج رائی کے اسباب و علل کی تفصیل کی جا رہی ہے تاکہ ان

باتوں سے مسلمان اچھی طرح واقف ہو جائیں اور گمراہی کجروی سے محفوظ رہیں۔

اس سورہ کا شان نزول مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے مختلف مسائل کے بارہ میں گفتگو کی۔ آپ نے انھیں سمجھایا آخر میں انھوں نے مباہلہ کی دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی راضی ہو گئے لیکن عین وقت پر شان نبوت سے متاثر ہو کر مباہلہ کی جراءت نہ کر سکے اور صلح کر لی۔

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور علم و اقتدار کو بہت مؤثر اور قوی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کے متعلق اس کتاب کے پہلے سبق میں وضاحت سے لکھا جا چکا ہے صرف انھیں دو لفظوں سے شرک و بت پرستی کی بنیادیں اُکھڑ جاتی ہیں جسے خود زندگی و قیام کی کامل اور دائمی صفت حاصل نہیں ہے وہ دوسروں کو زندگی بخشنے اور نظام عالم کو سنبھالنے کی طاقت کہاں سے لا سکتا ہے۔

اہل کتاب کو خاص طور سے اس جانب توجہ دلائی جا رہی ہے

کہ قرآن مجید پر غور کریں کس طرح وہ توراۃ اور انجیل کی دعوت حق کی تصدیق کرتا ہے اور حق و باطل کے درمیان فصل کر دیتا ہے

مُحکَمٰت اور مُتَشٰبِہٰت کے متعلق ائمہ تفسیر نے جو اقوال لکھے ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید میں دو طرح کی آیتیں ہیں جن آیتوں کا تعلق اصول و قوانین، احکام و ہدایات اور وعظ و پند سے ہے وہ بہت ہی واضح اور صاف ہیں ان کا مطلب سمجھنے میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے لیکن جن آیتوں پر امور غیب کا تذکرہ ہے خدا کی ذات و صفات کا بیان ہے ملائکہ کا ذکر ہے، عالم آخرت کے مناظر و حالات کے متعلق اشارات ہیں وہ انسان کی فہم سے بالاتر ہیں کیونکہ جو اس عالم مادی کا رہنے والا ہے وہ غیر مادی اشیاء کی حقیقت کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ وہ اپنے حواس (دیکھنا، سننا، چھونا، سونگھنا، چکھنا) ہی کے ذریعہ کسی چیز کو سمجھ سکتا ہے یا پھر عقل کی مدد سے ان پر قیاس کر سکتا ہے لیکن حواس کا احاطہ ہو یا عقل کا قیاس کسی حال میں بھی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے مادی تصورات سے بالکل باہر نکل سکے وہ اس

زمان ومکان کے دائرہ میں عقلی تصورات کو بھی کسی نہ کسی مادی شکل میں دیکھے گا، اس لئے غیبی حقائق کے بیان میں جو الفاظ استعمال کئے جائیں گے ان میں وہ وضاحت وصفائی نہیں ہو سکتی ہے جو مادی زندگی کے مسائل سے متعلق الفاظ میں ہوتی ہے۔ ان میں لامحالہ مختلف تعبیروں کی گنجائش ہو گی۔ اس لئے عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ان آیات پر عمل کی کوشش کی جائے۔ جن میں زندگی کو بہتر طریقے سے گزارنے کا راستہ بتایا گیا ہے اور امور متشابہ سے متعلق آیتوں پر ایمان لایا جائے اور اس ایمانی قوت سے زندگی کی کشاکش اور عمل کے میدان میں قوت حاصل کی جائے۔ متشابہ آیتوں میں اگر کبھی کوئی شبہ پیدا ہو تو محکم آیتوں کو سامنے رکھ کر اس خدشہ کو دور کر لیا جائے۔ مثلاً اگر قوت وتصرف کے ذکر میں کہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لفظ آئے یا کہیں منھ اور پیر کا ذکر ہو تو لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) سے اس غلط خیال کو درست کر لیا جائے وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ سے اگر یہ خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ فسق کا حکم دیتا ہے تو اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ پڑھ کر اس خیال کی صفائی کر لی جائے

غرضکہ ہمیشہ یہ اصول رکھنا چاہیئے کہ جب کسی متشابہ آیت سے کوئی غلط خیال پیدا ہونے لگے تو فوراً اس معاملہ کے متعلق محکم آیتوں کی طرف رجوع کر لیا جائے انشاء اللہ ذہن کی اُلجھن دور ہو جائے گی اور گمراہی وکجروی سے نجات مل جائیگی

(۲) (ا) اُردو میں ترجمہ کیجئے:۔

آزَغْتَ ۔ آخْلَفْتُمْ ۔ لَا تُخْلِفُوْا ۔ نَزِّلْ ۔ لَمْ تُغْنِ ۔ اِتَّبَعْتُمْ ۔ صَوِّرِیْ ۔ اٰمِنْ ۔ هَبْ ۔ لَا تُزِیْغُوْا

(ب) اردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے:۔

قَال علی رضی اللہ عنہ لقد تزوجت فاطمۃ ومالی ولہا فراش غیر جلد کبش (مینڈھا) ننام علیہ باللیل ونعلف (چارہ دینا) علیہ الناضح (اونٹ) بالنہار ومالیُ لہا خادم غیرہا ولمّا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بعث معہا بخمیلہ (کمبل) ووسادۃ (تکیہ) ادم حشوہا لیف (کھجور کی چھال) ورحائین (چکی) وسقاء وجرتین (گھڑے) فقال علی لفاطمہ ذات یوم واللہ لقد سنوت (پانی لانا) حتّی اِشْتَکَیْتُ صدری وجاء اللہ اباک بسبی (غلام) فاذہبی فاستخدمیہ فقالت وانا واللہ لقد طحنت حتی مجلت (چھالا پڑ جانا) یدای فاتت النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم

فقال ما جاء بك و ما حاجتك اَیْ بُنَیَّۃ قالت جئت
لاسلم علیک و استحییت ان تسأله فرجعت فقال
ما فعلتِ قالت استحییت ان اسأله فاتیاه جمیعا
فقال علی یا رسول اللہ واللہ لقد سنوت حتی
اشتکیت صدری وقالت فاطمہؓ لقد طحنت حتی
مجلت یدای وقد جاءک اللہ عز وجل بسبی وسعۃ
فاخدمنا فقال واللہ لا اعطیکما وادع اهل الصفۃ
تطوی بطونهم لا اجد ما انفق علیهم ولکن ابیعهم
وانفق علیهم اثمانهم فرجعا واتاهما النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وقد دخلا فی قطیفتهما اذا غطیا رؤسهما
تکشف اقدامها واذا غطّیا اقدامها تکشف
رؤسهما فثارا فقال مکانکما قال الا اخبرکما بخیر
مما سألتمانی قالا بلی قال کلمات علمنیهن جبرئیل
تسبحان فی دبر کل صلاۃ عشرا وتحمدان عشرا
وتکبران عشرا واذا اویتما الی فراشکما فسبحا ثلاثا
وثلاثین واحمدا ثلاثا وثلثین وکبّرا اربعًا وثلاثین
قال فواللہ ما ترکتهن منذ علمنیهن رسول اللہ صلی

الله علیہ وسلم قال فقال لہ ابن الکواء ولا لیلۃ صفین (۱)
قال قاتلکم اللہ یا اھل العراق نعم ولا لیلۃ الصفین۔

وعن ابن اعبد قال قال علی رضی اللہ عنہ یا ابن
اعبد الا اخبرک عنی وعن فاطمۃ کانت ابنۃ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واکرم اھلہ علیہ وکانت
زوجتی فجرت بالرحی حتی اثرت الرحی بیدھا واستقت
بالقربۃ حتی اثرت القربۃ بنحرھا وقمت البیت حتی اغبرت
ثیابھا واوقدت تحت القدر حتی دنست ثیابھا و
اصابھا من ضر وکانت تعجن وان قصتھا تکاد تضرب
الجفنۃ۔

وعن ھارون ابن عنترۃ عن ابیہ قال دخلت
علی علیؓ ابن ابی طالب بالخورنق وھو یرعد تحت سمل
قطیفۃ فقلت یا امیر المومنین ان اللہ قد جعل اللہ لک
ولاھل بیتک فی ھذا المال نصیبا وانت تقنع بنفسک
ما تصنع فقال واللہ ما ارزئکم من مالکم شیئا وانھا
لقطیفتی التی خرجت بھا من منزلی من المدینۃ
قال الاثمر رأیت علیا رضی اللہ عنہ وھو یبیع سیفالہ

فی السوق ویقول من یشتری منی ھذا السیف فو الذی فلق الحبة لطالما کشفت به الکرب عن وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان عندی ثمن ازار ما بعته ـــ مرة رُئِیَ علیہ ازار مرقوع فعوتب فی لبوسہ فقال یقتدی بی المومن ویخشع لہ القلب و کان موتزرا بازار مرتدیا برداء ومعہ الدرة کانہ اعرابی (صفة الصفوة لابن الجوزیؒ)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے:

۱۰۹۹ء میں سب سے پہلے بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ ہوا۔ کئی ہفتے تک وہ اس مقدس شہر میں قتل عام کرتے رہے، صرف مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار مسلمان قتل کئے گئے عیسائی زبردستی عربوں کو اونچے برجوں اور بلند مکانوں کی چھت سے گرا دیتے تھے، آگ میں زندہ جلا دیتے تھے گھروں سے نکال کر میدانوں میں جانوروں کی طرح گھسیٹتے تھے۔ مقتول مسلمانوں کی لاشوں پر لیجا کر مسلمانوں کو قتل کرتے تھے، بچوں کے ٹکڑے کرتے تھے، جوانوں اور بوڑھوں کو بے تحاشا قتل کرتے تھے۔ جلد مارنے کے لئے کئی کئی آدمیوں کو

ایک ہی رسّی میں لٹکا دیتے تھے۔ بیت المقدس کے راستوں میں ہر جگہ سروں، ہاتھوں اور پاؤں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ ہیکل سلیمانی میں اس قدر خون بہا تھا کہ اس کے صحن میں لاشیں تیرتی پھرتی تھیں، عیسائی سپاہی جب حضرت سلیمانؑ کی عبادت گاہ میں داخل ہوئے تو ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا۔ آٹھ روز تک قتل عام کا بازار گرم رہا۔ عورتیں، بچے، بوڑھے سب مارے گئے لیکن ایک شخص نے بھی عیسائی مذہب قبول نہ کیا۔

عرصہ تک بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ میں رہا آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم کیا اور سلطان صلاح الدین کی کوشش سے ۹۱ برس کے بعد یہ شہر پھر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ جنگ سے پہلے سلطان نے عیسائیوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہاری طرح میں بھی بیت المقدس کو خدا کا گھر سمجھتا ہوں اور خونریزی سے اس کے تقدس کی توہین کرنا پسند نہیں کرتا تم اس کو میرے حوالہ کردو، اس کے بدلہ میں تمہیں دوسرا علاقہ اور نقد رقم دوں گا جو لوگ جانا چاہیں گے انھیں مال ومتاع کے ساتھ کسی عیسائی ملک میں پہنچا دیا جائے گا۔ لیکن عیسائی کسی طرح راضی نہ ہوئے۔

مجبوراً سلطان کو تلوار نکالنا پڑی، کچھ عرصہ کے بعد مایوس ہو کر انھوں نے صلح کی درخواست کی۔ سلطان نے انھیں ان کی حرکتیں یاد دلائیں، پھر معمولی تاوان جنگ لے کر صلح منظور کر لی عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو ظلم کیے تھے ان کا بدلہ تو یہ تھا کہ ایک عیسائی بھی زندہ نہ چھوڑا جاتا لیکن رحمۃ للعالمین کی امت نے رحم و درگزر سے کام لیا۔ بوڑھوں کو تاوان معاف کیا گیا۔ بچوں کو ماؤں کے حوالہ کیا گیا۔ عورتیں اپنے شوہروں کے پاس پہنچائی گئیں۔ یتیموں اور بیواؤں کی دل دہی کی گئی۔

(تاریخ اسلام حصہ چہارم شاہ معین الدین ندوی)

الفاظ کے معانی

گھسیٹنا۔ جَرَّ یَجُرُّ۔ سَحَبَ یَسْحَبُ	تیرنا۔ طَفَا یَطْفُو۔
بے تحاشا۔ مِنْ غَیْرِ مُبَالَاۃٍ	خونریزی کرنا۔ سفك الدماء
انبار۔ کُوْمَۃٌ	ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ مَثَّلَ یُمَثِّلُ
صحن۔ فِنَاء	قتل کا بازار گرم کرنا۔ اَثْخَنَ فِی الْاَرْضِ
تلوار نکالنا۔ سَلَّ السَّیْفَ۔	(بالکل لفظی ترجمہ) نَفَقَتْ سُوْقُ الْقَتْلِ
صلح کی درخواست کرنا۔ سَأَلُوا الصُّلْحَ	دلدہی کرنا۔ مُوَاسَاۃ (وَاسٰی یُوَاسِیْ)
اِلقاء السلم علیٰ	حرکات۔ فِعْلَات

تاوان ۔ غَرَام	یاد دلانا ۔ تذکیر
معمولی ۔ یَسِیرُ	درگزر ۔ عفو
بیوائیں ۔ آیَامیٰ واحد آیِّمٌ	حوالہ کرنا ۔ تسلیم الی
مذہب قبول کرنا اِعتناق قبول اور اختیار	گھٹنا ۔ رُکبَۃ جمع رُکَب

سے بھی مفہوم ادا کیا جا سکتا ہے۔

قواعد :۔

مضاعف کے ثلاثی مجرد ابواب کا ذکر گزشتہ سبق میں ہو چکا اور ثلاثی مزید کے ابواب میں سے تَفعِیل اور تفعُّل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے ۔ اِفعَال ، اِستِفعَال ، اِفتِعَال مُفاعَلۃ کی گردانیں اس سے پہلے کے سبقوں میں گزر چکی ہیں ۔ ملاحظہ ہو اِضلال (افعال) پہلی کتاب ص۱۸ ، اِختصاص (اِفتِعَال) پہلی کتاب ص۱۰۱ اِستِظلال (اِستِفعَال پہلی کتاب ص۹۴ مُضَارَّۃ (مُفاعَلَۃ) دوسری کتاب ص۱۴۷ تیسری کتاب ص باب تفاعُل کی گردان مُفَاعَلَۃ کی طرح آتی ہے اور اِنفِعَال کی اِفتِعَال کی طرح صرف فرق یہ ہے کہ اِنفِعَال سے اسم مفعول نہیں آتا ہے ۔ ذیل میں دونوں گردانیں ملاحظہ ہوں :۔

تَحَابٌّ (تفاعل) آپس میں محبت کرنا۔

ماضی معروف ماضی مجہول مضارع معروف مضارع مجہول امر نہی اسم فاعل اسم مفعول

تَحَابَّ تُحُوْبِبَ يَتَحَابُّ يُتَحَابُّ تَحَابَّ لَا تَتَحَابَّ مُتَحَابٌّ مُتَحَابٌّ

اِنْشِقَاق (اِنْفِعَال) پھٹ جانا

اِنْشَقَّ × يَنْشَقُّ × اِنْشَقَّ لَا تَنْشَقَّ مُنْشَقٌّ ×

ان گردانوں کو ذہن نشین کر لیجئے اور جو گردانیں پہلے پڑھ چکے ہیں حوالہ کے صفحات دیکھ کر انھیں بھی نکال لیجئے اور ایک مرتبہ تمام گردانوں کو پھر سے حافظہ میں تازہ کر لیجئے۔

نواں سبق

(۱) قرآن مجید :۔ سورۂ آل عمران کا دوسرا رکوع

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ

ملہ امر اور نہی دونوں مضاعف کے سب ابواب تشدید کے بجائے حرف کی تکرار سے بھی آتے ہیں جیسا کہ آپ گزشتہ سبق میں مجرد ابواب کے بیان میں پڑھ چکے ہیں یہاں تَحَابَّ کو تَحَابَبْ اور اِنْشَقَّ کو اِنْشَقِقْ بھی پڑھ سکتے ہیں اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں ایک ہی طرح ان مشدد ابواب سے آتے ہیں۔

وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ
النَّارِ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ
وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ
لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ
الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ زُيِّنَ لِلنَّاسِ
حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ
الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ
وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ
مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ
وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ اَلَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ
وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ شَهِدَ اللّٰهُ
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا
بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ
عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ
يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝
فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ
وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ
فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسبِ ذیل ہے۔

لفظ	مصدر	مادّہ	باب	معنی	ماضی	مضارع	امر	نہی
تُغْنِیْ	اِغْنَاء	(غ ن ی)	افعال	بے پروا کرنا۔ کام آنا	صیغے اِعلاء کی طرح آئیں گے۔ ملاحظہ ہو تیسری کتاب ص			

دَأْب ـــــ طریقہ۔ دستور ـــــ مِہَاد۔ ٹھکانا

اِلْتَقَتْ۔ اِلْتِقَاءٌ (ل ق ی) افتعال۔ ملنا۔ صیغے اِشْتِرَاءٌ کی طرح

آئیں گے (پہلی کتاب صفحہ ۱۲۷)

مُقَنْطَرَةٌ ۔ جمع کئے ہوئے قَنْطَرَ کا اسم مفعول ہے ۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو دَحْرَجَ (پہلی کتاب ص۹۰)

مُسَوَّمَة ۔ نشان لگے ہوئے تَسْوِیْم کا اسم مفعول ہے صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو تَنْزِیل پہلی کتاب ص۳۶

اَنْعَام ۔ مویشی ——— مَآب ۔ لوٹنے کی جگہ ۔ ٹھکانا ۔

تشریح :—

جن مفسرین نے سورہ آل عمران کا سبب نزول وفد نجران کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث و گفتگو قرار دیا ہے ان کے نقطۂ نظر سے اس سورۃ بھر میں انھیں کے اوہام و خیالات اور خطرات و خدشات کی تردید ہے ۔ آغاز سورہ سے خیال کیجئے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم کہہ کر حضرت عیسیٰؑ یا کسی اور فنا ہونے والی ذات کی الوہیت باطل کر دی ، حضرت عیسیٰؑ کا ماں کے پیٹ میں رہنا ، پیدائش ، غذا اور ضروریات زندگی کی احتیاج علم الٰہی کے سامنے انسانی علم و واقفیت کی نارسائی یہ سب چیزیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ الوہیت ، شرکت ، ابنیت تمام خیالات کسی انسان کے لئے صحیح نہیں ہیں ۔

اسلام کی حقانیت اُنکے دلوں میں اُتر گئی تھی لیکن دنیاوی مفاد کے نقصان کے خیال سے قبول نہیں کرنا چاہتے تھے وفد نجران کے ایک رکن نے آپس کی گفتگو کے موقع پر اپنے ساتھی سے کہا کہ خدا کی قسم یہ وہی ہیں جن کی آمد کے ہم منتظر تھے اُس کے ساتھی نے حیران ہوکر پوچھا کہ اگر واقعی یہ تمہارا خیال ہے تو پھر تم ایمان کیوں نہیں لے آتے۔ اس نے جواب دیا کہ قوم کے ملوک وامرا ہماری عزت کرتے ہیں، ہمیں مال و دولت عطا کرتے ہیں اگر ہم ایمان لے آئیں گے تو ان فوائد سے محروم ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رکوع کی ابتدائی آیت میں کہا کہ اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جب وہی ناراض ہوا تو مال و متاع کیا کام آئے گا۔ آخر کبھی نہ کبھی اس کے حضور میں جانا ہی ہے۔ پھر یہ فرمایا کہ مسلمانوں کی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہے گی۔ عنقریب وہ وقت آرہا ہے جب کفر کی طاقتیں مغلوب ہوجائیں گی اور اسلام کے پیرؤوں کو غلبہ واقتدار حاصل ہوگا۔ خیال کرو پہلے فرعون وغیرہ کیسے کیسے سخت مخالفین حق گزرے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی انھوں نے پوری شدت سے مخالفت کی لیکن پھر کیا

رہوا بالآخر وہی ناکام ہوئے اور ایمان والوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ یہی اب بھی ہوگا۔ بدر کی جنگ نے اس کا آغاز کر دیا ہے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ بے سروسامان مٹھی بھر انسانوں نے قریش کی تجربہ کار، ماہر حرب اور آہن پوش فوجوں کو شکست فاش دی۔ یہ واقعہ آئندہ مسلمانوں کے غلبہ کا اعلان ہے لیکن کم نظروں کو اب بھی دنیاوی خواہشات ولذائذ کو چھوڑ کر حق کی راہ میں جدوجہد کی ہمت نہیں ہوتی۔ انھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے یہاں اس دنیاوی سامان سے کہیں زیادہ راحت وآرام کا سامان موجود ہے۔ اہل ایمان کی دوربین نگاہوں کو اسی پر نظر رکھنا چاہیئے اور اس کے لئے صبر واستقامت، صداقت و راست بازی، اطاعت وفرماں برداری، راہ الٰہی میں ایثار و قربانی مال ومتاع کا صرف اور اللہ تعالےٰ سے عفو ومغفرت کی طلب اور خلوت وسکون کے لمحوں میں تضرع وزاری کی عادت ڈالیں۔

يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ــــــ سے مراد یہ ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی تعداد اپنے سے دوگنی معلوم ہوتی تھی، یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی تھی کہ ایک ہزار کے قریب قریش کا

لشکر تین سو تیرہ بے سروسامان انسانوں کو اپنے سے دونا یعنی ان کی تعداد سے چھ گنا دیکھ رہا تھا۔ اس موقع پر عالم روحانیات کے حقائق آشنا تو تائید ایزدی، ربانی تصرفات، معجزانہ مناظر اور ملائکہ مؤیدین کے جلوے دیکھتے ہیں لیکن خالص مادّی ذہن و دماغ کے لوگ بھی فوجوں کی صف بندی، دستوں کی ترتیب، سپاہیوں کی نشست اور میدان جنگ کے انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی قائدانہ مہارت اور سپہ سالارانہ واقفیت کا منظر دیکھ سکتے ہیں۔ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ـــــ قَآئِمًا ـــ ھُوَ کی حالت بیان کر رہا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور اہل علم سب کی یہ شہادت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے یعنی وہ عدل اور انصاف والا ہے۔

اس منزل پر یہ بات بھی صاف کردی کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عدل وانصاف اور غلبہ وحکمت والا ہو تو پھر سارے عالم کو اسی کا مطیع اور فرمانبردار ہونا چاہیئے اور جس طرح ساری کائنات مشیت الٰہی کے تابع ہے زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، دریا، پہاڑ، سب بے چون وچرا نظم وضبط کے ساتھ اس کا حکم بجا لا رہے ہیں اسی طرح

انسان کو بھی مرضی الٰہی کے سامنے جھک جانا چاہیئے اور اپنی پوری زندگی ربانی ہدایات کے ماتحت گزارنا چاہیئے ورنہ انسان سکون واطمینان سے محروم ہو جائے گا۔ اس کی زندگی شقاوت و بدبختی کی تصویر ہوگی اور سارا عالم تباہی وبربادی اور ظلم وفساد کا شکار ہو جائے گا۔ انسان کی فلاح اسی میں ہے کہ وہ اس حقیقت کو مان لے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔

(۴) ا۔ اُردو میں ترجمہ کیجئے:۔

لَمْ تُغْنِ ۔ اَغْنَیْتُ ۔ نَبِّئْ ۔ اِسْتَغْفِرُوْا ۔ حَاجَجْنَا

حَاجَّ ۔ تَنْظُرْ ۔ سَوِّمُوْا ۔ اِلْتَقَوْا ۔ اِلْتَقَیْتَ ۔

(ب) اُردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے۔

اول من اسلم من الرجال الاحرار ابوبکر الصدیق و اسلامہ کان انفع من اسلام من تقدم اذ کان صدرا (سربرآوردہ) متظما و رئیسا فی قریش مکرما وصاحب مال وداعیۃ الی الاسلام وکان محببا (محبوب) متالفا یبذل (خرچ کرنا) المال فی طاعۃ اللہ ورسولہ انہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تقول قریش یا محمد من ترکک الھتنا وتسفیہک (نادان بنانا) عقولنا وتکفیرک اٰبائنا فقال بلی انی رسول اللہ ونبیہ

بعثنی لأبلّغ رسالته وادعوك الى الله بالحق فوالله
انه للحق ادعوك يا ابا بكر الى الله وحده لا شريك له
ولا تعبد غيره فاسلم وخلع الانداد قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ما دعوت احدا الى الاسلام الا
كانت عنده كبوة وتردد ونظر الا ابا بكر ما عكم
عنه حين ذكرته ولا تردد فيه"

انه كان صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم
قبل البعثة وكان يعلم صدقه وامانته وحسن سجيته
وكرم اخلاقه - فمن لا يكذب على الخلق فكيف يكذب
على الله ولهذا بمجرد ما ذكر له ان الله ارسله بادر الى
تصديقه ولم يتلعثم ولا عكم - فلما اسلم جعل يدعوا
الناس الى الاسلام فاسلم على يديه الزبير وعثمان و
طلحة وسعد وعبد الرحمن رضى الله عنهم ثم اظهر
اسلامه وقام فى الناس خطيبا فثار المشركون عليه وضربوه
ضربا شديدا او وطئوه ودنا منه الفاسق عتبة بن ربيعة
فجعل يضربه بنعلين مخصوفتين ويحرفهما لوجهه و
نزا على بطنه حتى ما يعرف وجهه من انفه وجاء

بنو تيم يتعادون فاجليت المشركين عن ابى بكر وحملت
بنو تيم ابا بكر فى ثوب حتى ادخلوه فى بيته ولا يشكون
فى موته فجعل ابو قحافة (ابوه) يكلمه حتى اجاب
فتكلم اخر النهار فقال ما فعل رسول الله صلى الله عليه
وسلم فمسوا منه بالسنتهم وعذلوه ثم قاموا وقالوا
لامه ام الخير انظرى ان تطعميه شيئا او تسقيه اياه
فلما خلت به الحت عليه وجعل يقول ما فعل رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقالت والله ما لى علم بصاحبك
فقال اذهبى الى ام جميل بنت الخطاب فاسئليها عنه
فخرجت حتى جاءت ام جميل فقالت ان ابا بكر يسألك
عن محمدٍ بن عبد الله فقالت ما اعرف ابا بكر ولا محمدٌ
بن عبد الله وان كنتِ تحبين ان اذهب معك الى
ابنك قالت نعم فمضت معها حتى وجدت ابا بكر صريعاً
دنفا فدنت ام جميل واعلنت بالصياح وقالت والله ان
قوما نالوا هذا منك لاهل فسق وكفر وانى لارجوا ان
ينتقم الله لك منهم ـ قال فما فعل رسول الله صلى الله
عليه وسلم قالت هذه امك تسمع قال فلا شئ عليك

منها قالت سالمصالح قال این هو قالت فی دار ابن الارقم قال فان للّٰہ علیّ ان لا اذوق طعاما ولا اشرب شرابا او آتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فامهلتا حتی اذا هدأت (ٹھہرنا، ساکن ہو جانا) الرجال وسکن الناس خرجتا به یتکئ علیهما حتی ادخلتاہ علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاکب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقبلہ واکب علیہ المسلمون ورق له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رقة شدیدة فقال ابوبکر بابی وامی یا رسول اللّٰہ هذہ امی برّة (نیک) بولدها وانت مبارک فادعها الی اللّٰہ وادع اللّٰہ لها عسی اللّٰہ ان یستنقذها من النار فدعا لها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ودعاها الی اللّٰہ فاسلمت (البدایة والنهایة)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک بڑے عالم اور متقی تھے، جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ کے خوف سے روتے یہاں تک کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔ غریبوں کی مدد کرتے، بھوکوں کو کپڑا پہناتے، مجاہدوں کے ساتھ جہاد کرتے۔ لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان

کرتے اور آپ کی سنت کی تعلیم دیتے۔ قرضداروں کا قرض ادا کرتے۔ ایک مرتبہ ان سے لوگوں نے ایک شخص کی سفارش کی اور کہا کہ اس پر سات سو درم قرض ہے۔ حضرت عبداللہ نے خط لکھا اور اس شخص سے کہا کہ میرا یہ خط لے کر میرے وکیل کے پاس جاؤ وہ تمھیں یہ رقم دے دیگا۔ جب وہ شخص وکیل کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا کہ مجھے حضرت عبداللہ نے تمھارے لئے کیا حکم دیا ہے۔ اس نے کہا سات سو درم مجھے دینے کا حکم دیا ہے لیکن وکیل نے خط پڑھا تو اس میں سات سو کے بجائے سات ہزار پائے۔ اس نے حضرت عبداللہ ابن مبارک کو لکھا کہ ایک شخص میرے پاس آپ کا خط لایا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ نے اسے سات سو درم دینے کا حکم دیا ہے لیکن آپ کے خط میں سات سو کے بجائے سات ہزار درج ہیں، مجھے لکھئے کہ میں کیا کروں۔ حضرت عبداللہ نے لکھا کہ اب جب تمھیں میرا یہ خط ملے تو اس شخص کو چودہ ہزار درم دو۔ وکیل نے پھر لکھا کہ اگر آپ کا یہی طرزِ عمل رہا تو آپ کی جائداد بہت جلد ضائع ہو جائے گی اور آپ کی آمدنی فنا ہو جائیگی۔ حضرت عبداللہ نے لکھا کہ اگر تم میرے وکیل ہو تو میں جو حکم دیتا

ہوں اس کی تعمیل کرو۔ اور اگر میں تمہارا وکیل ہوں تو تم میری
جگہ آجاؤ اور مجھے حکم دو۔ اگر مال ختم ہو جائے گا تو عمر بھی تو
فنا ہونے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو اچانک خوشی پہونچائے گا تو اللہ
تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ اس شخص کو
اچانک خوشی پر خوشی پہنچاؤں، ان کی اس اچھی سیرت کی وجہ
سے لوگ تمنا کرتے تھے کہ ان کے جیسے ہو جائیں حضرت سفیان
ثوری کہتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ ایک سال عبد اللہ ابن
مبارک کی طرح بسر کر سکوں لیکن میں تین دن بھی ان کی طرح
نہ رہ سکا۔ لوگ ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ
ہارون رشید شہر رقہ میں تھا، اتفاق سے حضرت عبد اللہ ابن
مبارک بھی اس شہر میں آگئے لوگ ان کے پیچھے تیزی سے بھاگ
رہے تھے، بھیڑ کی وجہ سے غبار آسمان تک بلند ہو گیا۔ اس منظر کو
ہارون الرشید کی کنیز نے دیکھا تو بیساختہ اس کے منھ سے نکلا کہ
خدا کی قسم بادشاہ یہ ہے نہ کہ ہارون۔

الفاظ کے معانی

تر ہو جانا۔ اِبْتَلَّ یَبْتَلُّ۔	قرضدار۔ مَدْيُوْن۔

داڑھی ۔ لِحْيَةٌ جمع لُحی
پہنانا ۔ کَسَا یَکْسُوْ
حدیث بیان کرنا ۔ تَحْدِیث
(مثل تنزیل) پہلی کتاب ص ۳۶
آمدنی ۔ غَلَّة جمع غلّات
ختم ہونا ۔ نفد (ف)
اچانک ۔ فَاجَاءَ ۔ یُفَاجِیُٔ
تیزی سے بھاگنا ۔ اِنْجِفَال

سفارش کرنا ۔ شفع (ف)
رقم ۔ مَبْلَغ
بجائے ۔ مَکَان
عمل ۔ فِعَال
جائداد ۔ ضَیْعَة
فنا ہونا ۔ فَنِیَ یفنیٰ
بھیڑ ۔ اذدحام ۔ زحام
بے ساختہ ۔ لَمْ تَتَمَالَكْ اَنْ قَالَتْ صَاحَتْ قَائِلَة

قواعد:

ہمزہ کی وجہ سے کبھی لفظ میں کسی قدر تبدیلی ہو جاتی ہے جس لفظ میں ہمزہ آتا ہے اسے مَهْمُوْز کہتے ہیں۔ اگر شروع میں (فَ کی جگہ) ہوتا ہے مثلاً اَمَرَ تو مہموز فا۔ درمیان میں (عَ کی جگہ) ہوتا ہے مثلاً سأل تو مہموز عین اور آخر میں (لَ کی جگہ) ہوتا ہے مثلاً قرأ تو مہموز لام کہلاتا ہے۔ مہموز الفاظ میں بہت ہی کم تبدیلی ہوتی ہے اگر کسی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھا ہو جاتے ہیں اور پہلے پر (زبر، زیر، پیش) کوئی حرکت ہوتی ہے اور دوسرا ساکن ہوتا ہے تو پیش کے بعد

والا ہمزہ واؤ۔ زبر کے بعد والا الف اور زیر کے بعد والا
ی سے ضرور بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً اِءْمَان سے اِیْمَان
اگر ساکن ہمزہ سے پہلے ہمزہ کے بجائے کوئی دوسرا حرف
ہوتا ہے تو پھر اس قسم کی تبدیلی ضروری نہیں بلکہ اختیاری
ہوتی ہے مثلاً ذِئْبٌ (بھیڑیا) کو ذِئْبٌ اور ذِیْبٌ
دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

مہموز کے صیغے تقریباً صحیح الفاظ کی طرح ہوتے ہیں
ثلاثی مجرد کے ابواب میں یاد رکھنا چاہیئے کہ نَصَرَ یَنْصُرُ سے
امر فُلْ کے وزن پر آتا ہے مثلاً اَمَرَ سے مُرْ - آخذ سے
خُذْ۔ مہموز عین (فتح) کا امر اِفْعَلْ اور فَلْ دونوں
وزنوں پر آتا ہے۔ مثلاً سَأَلَ سے اِسْئَلْ اور سَلْ
دونوں امر آسکتے ہیں ــــ مزید کے ابواب میں آخَذَ
باب اِفْتِعَال میں اِتَّخَاذ ہوتا ہے اور امر اِیْتَمَار۔



(۱۰)
دسواں سبق

(۱) قرآن مجید :۔ سورہ آل عمران کا تیسرا رکوع۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ
بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ
النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ
مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا
مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی كِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ
ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ
وَّغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَیْفَ
اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ۣ وَوُفِّیَتْ كُلُّ
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ
مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ
بِیَدِكَ الْخَیْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ تُوْلِجُ

الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ
مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ
تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ
تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝
قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ
اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ
بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ
وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے
حَبِطَتْ - حَبْط (س) بیکار جانا ــــ غَرَّ - غُرُوْر (ن) دھوکہ
میں ڈالنا ــــ تُوْلِجُ - ایلاج (د ل ج) داخل کرنا - اَوْلَجَ
یُوْلِجُ اَوْلِجْ لَا تُوْلِجْ ــــ تُقَاۃ (و ق ی) بچاؤ - ڈر - جمع
تُقًی ــــ یُحَذِّرُ - تَحْذِیْر ــــ ڈرانا ــــ مُحْضَرًا - اِحْضَار

(ح ض ر) حاضر کرنا۔ مُحْضَرٌ اسم مفعول ہے حاضر کی ہوئی۔
آمَدٌ فاصلہ۔

تشریح :-

اوپر اہل کتاب کی ذہنیت اور ان کے طرز عمل کی جانب
اشارے کیۓ جا چکے ہیں اور بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ حسد و
عناد کی وجہ سے دعوت حق قبول نہیں کر رہے ہیں اب
اس رکوع میں یہ حقیقت منکشف کی جا رہی ہو کہ ان کی
یہ حالت آج ہی نہیں ہے بلکہ مدتوں سے یہی روش ہے
اس وقت تو ایک نئی شریعت اور نئے نبی کا نام ہے
لیکن اپنی شریعت، اپنی کتاب اور اپنے انبیاء علیہم السلام
کے ساتھ بھی ان کا یہی معاملہ رہ چکا ہے۔ اس موقع پر
اللہ تعالیٰ ان کی تین بنیادی خرابیاں بیان کر رہا ہے
(۱) آیات الٰہی سے انکار (۲) انبیاء علیہم السلام کا قتل
(۳) عدل و انصاف کا حکم دینے والوں کا قتل۔

جس قوم کی یہ حالت ہو جائے۔ اس کی تباہی و بربادی
میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ آیات الٰہی کے انکار کا مطلب
یہ ہے کہ ان کے پاس زندگی بسر کرنے کا نہ کوئی اصول ہے

اور نہ انفرادی واجتماعی نظام کا کوئی ضابطہ۔ انبیاء علیہم السلام
کے قتل سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے پاس ایمان و عمل کا
کوئی نمونہ ہے نہ قیادت و رہنمائی کی کوئی مثال، پھر حق و
صداقت اور عدل و انصاف کے داعیوں اور علمبرداروں
کے قتل کا نتیجہ یہ ہے کہ آئندہ صحیح اور صالح بنیادوں پر کسی
نظام کے قائم ہونے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔ جو لوگ
اس درجہ حق و صداقت، ایمان و دیانت اور عدل و انصاف
سے دور ہو چکے ہوں ان کے لئے ذلت و خواری اور ناکامی
و نامرادی کے سوا دنیا و آخرت میں کیا رکھا ہے۔ وہ ہمیشہ
رنج و الم اور عذاب و تکلیف میں مبتلا رہیں گے۔ ان کی
سعی و کوشش رائگاں جائے گی اور کبھی بھی تائید و نصرت
کی صورت نظر نہ آئے گی۔ پھر ستم یہ ہے کہ یہ لوگ دعوت
حق سے ہنوز رو گرداں ہیں۔ حد یہ ہے کہ جس کتاب پر
ایمان کے مدعی ہیں اسے بھی اپنے آپ پر نافذ کرنے
کے لئے تیار نہیں ہیں۔ زندگی کو قانون الٰہی کی رہنمائی سے
آزاد رکھنا چاہتے ہیں۔ دین کا حقیقی تصور ذہن سے
فراموش ہو چکا ہے، اوہام و خرافات پر مذہب کی بنیاد ہے

غلط خیالات اور خود ساختہ عقائد کو ایمان و یقین کا درجہ حاصل ہے اور جزا و سزا کے خیال سے اتنے غافل ہیں کہ بڑے سے بڑا گناہ کر کے بھی دوزخ کا کھٹکا محسوس نہیں کرتے ہیں ——— ان حالات میں اصلاح حال کی کوئی امید نہیں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ امامت و سیادت اور قیادت و رہنمائی ان کے ہاتھ سے لے کر کسی دوسری قوم کے حوالہ کی جائے تاکہ وہ خرابی و بربادی کے اس کھنڈر پر پھر ایک نئی عمارت کی بنیاد رکھے اور ظلم و فساد اور طغیان و سرکشی کو مٹا کر دنیا میں عدل و انصاف اور حق و صداقت کو رواج دے

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہو رہا ہے کہ امت مسلمہ کی طرف سے اس نئی ذمہ داری کو قبول کرنے کی درخواست کریں اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ ——— بِغَیْرِ حِسَاب تک بہت ہی مؤدب طریقہ سے یہ درخواست پیش کی گئی ہے اس کے آگے لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ سے رکوع کے آخر تک مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ امامت و سیادت کے منصب پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہے کہ

ان کا تعلق اللہ سے برابر قائم رہے۔ آپس میں ربط و اتحاد ہو، اہل ایمان کو چھوڑ کر منکرین حق سے تعلق نہ قائم کیا جائے۔ انتہائی مجبوری کی حالت میں بھی دل میں ایمان کا چراغ نہ بجھنے پائے۔ ظاہری مغلوبیت اور بے کسی کے عالم میں بھی ضمیر حق کے نور سے منور ہو اور ہر حال میں اللہ کا خوف سب کے خوف پر بالا رہے۔

(۲) أ۔ اردو میں ترجمہ کیجئے:۔

مُرُوْا ۔ اِتَّخِذْنَ ۔ خُذِيْ ۔ مُوْلِجٌ ۔ حَذَّرْنَا ۔ غُرِرْتَ ۔ لَمْ تَغْرُرْ ۔ لَنْ يُّذِلَّ ۔ أَعْزَزْتَ ۔ لَمْ تَأْمُرِيْ ۔

(ب) اُردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے:۔

ارشدنا سبحانه في محكم آياته الى ان الامم ما سقطت من عرش عزها ولا بادت (فنا ہونا) ومحي (مٹا دینا) اسمها من لوح الوجود الا بعد نكوبها (ہٹ جانا) عن تلك السنن التي سنها الله على اساس الحكمة البالغة ان الله لا يغير ما بقوم من عزة وسلطان ورفاهة (تمول) وخفض عيش وامن وراحة حتى يغير اولئك القوم

ما بانفسهم من نور العقل وصحة الفكر واشراق
البصيرة والاعتبار بافعال الله فى الامم السابقة
والتدبر فى احوال الذين جاروا عن صراط الله
فهلكوا وحل بهم الدمار ثم لعدولهم عن سنة
العدل وخروجهم عن طريق البصيرة والحكمة، حادوا
عن الاستقامة فى الراى والصدق فى القول والسلامة
فى الصدر والعفة عن الشهوات والحمية على الحق و
القيام بنصره والتعاون على حمايته، خذلوا العدل
ولم يجمعوا هممهم على اعلاء كلمته واتبعوا الاهواء
الباطلة وانكبوا على الشهوات الفانية واتوا على
عظائم المنكرات، حادت عن اممهم فشحوا ببذل
مهجهم فى حفظ السنن العادلة واختاروا الحياة
فى الباطل على الموت فى نصرة الحق فاخذهم الله
بذنوبهم وجعلهم عبرة للمعتبرين۔

علينا ان نرجع الى قلوبنا هل نحن على سيرة
الذين سبقونا بالايمان ايحسب اللابسون لباس
المومنين ان الله يرضى منهم بما يظهر على الالسنة

ولا يمس سواد القلوب هل نسوا انّ الله اشترى
من المؤمنين انفسهم واموالهم للقيام بنصرة
واعلاء كلمته فهل لمومن بعد هذا ان يزعم
نفسه مومنا وهو لم يخط خطوطة
فى سبيل الله كيف يخشى الموت مؤمنٌ وهو يعلم
ان المقتول فى سبيل الله حىّ يرزق عند ربه كيف
يخاف مؤمن من غير الله والله يقول فَلَا تَخَافُوهُمْ
وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اَلَا يا اهل القراٰن
لستم عَلٰى شئ حتى تقيموا القراٰن وتتخذون اماما
لكم فى جميع اعمالكم ــــ اقول ولا اخشى نكيرا لا
يمس الايمان قلب شخص الا ويكون اول اعماله
تقديم ماله وروحه فى سبيل الايمان لا يراعى
فى ذالك عذرا ولا تعلة وكل اعتذار فى القعود
عن نصرة الله فهو اٰية النفاق وعلامة البعد
عن الله ــــ ولو قام العلماء الاتقياء واحيوا
روح القراٰن لرايت الحق يسموا والباطل يسفل
ولرايت نورا يبهر الابصار واعما الاتحار فيها

خیرہ کرنا　حیرت زدہ ہونا

الافکار واللہ ذو فضل علی المومنین

(العروۃ الوثقیٰ سید جمال الدین افغانی)

(۳۳) عنوان ذیل پر عربی میں ایک مضمون لکھئے :-

المسلمون والسیاسۃُ العالمیّۃ

امدادی الفاظ

نقشہ ۔ خَرِیطۃ ۔	ملک ۔ قُطر جمع اَقطار
برّ اعظم ۔ اَلقَارۃ ۔	ترکی ۔ تُرکیا ۔
بحر اعظم ۔ اَلمُحِیط ۔	ایشیا ۔ اٰسیا ۔
جرمنی ۔ اَلمَانیا ۔	افریقہ ۔ اِفریقیۃ ۔
انگلستان ۔ اِنکلترا ۔	جاپان ۔ اَلیَابان ۔
پارلیمنٹ ۔ بَرلَمان ۔	روس ۔ رُوسیا ۔
ادارہ اقوام متحدہ :۔ ھیئۃ الامم المتحدۃ ۔	فرانس ۔ فَرَنسا ۔
	اسمبلی ۔ مجلس التَّشریع ۔
تحریک سیاسی ۔ الحرکۃ السّیاسیہ ۔	تجویز کرنا ۔ اِقترَاح ۔
ووٹ ۔ رائی ۔	آزادی ۔ استقلال ۔ حُرِّیّۃ ۔
مدافعت ۔ دفاع ۔ ذَود ۔	واقعات ۔ حَوادِث ۔ کَوائن ۔

یورپ - اَوْرُبَّا۔
پیش قدمی - اِقْدَام -
صوبہ - ولایۃ - ایالۃ
ضلع { عَامِلِیَّۃٌ جمع اَعْمَال۔ / مُدِیْرِیَّۃٌ }
انجمن - جَمْعِیَّۃ۔
ممبر - عَضْو - جمع اَعْضَاء
بغاوت - اَلثَّوْرَۃ۔
جلسہ - حَفْلَۃ
گفتگو (سیاسی، دینی) مُذَاکَرَات۔
گروہ - طائفۃ جمع طوائف۔
کانفرنس، کانگرس - مُؤْتَمَر۔
سرکاری - رَسْمِی۔
نمائندہ - نائب جمع نُوَّاب۔
غیرملکی - اجنبی جمع اَجَانِب

تجویزی خاکہ - مَشْرُوْع۔
پیرس - بَارِیس۔
لندن - لُونْدرا۔
اٹلی - اِیطَالیہ۔
اسپین - اَسْبَانیا۔
وائسرائے - نَائِبُ الْمَلِك۔
سلطنت - دَوْلَۃ جمع دُوَل۔
صدر - رَئِیْس -
بےچینی - اِضْطِراب - قَلَق۔
گڑبڑ - فوضیٰ -
بیداری - نَہْضَۃ۔
روشن خیال - مُسْتَنِیْر۔
چارٹر - مَنْشُوْر -
مداخلت - تَدَاخُل -
شرکت - اِشْتِرَاك -

قواعد :-

عربی میں اسم کو جن صورتوں میں زبر ہوتا ہے ان میں سے

(۱) مفعول بہ (۲) مفعول فیہ (۳) حال کا ذکر آپ پچھلی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ مفعول بہ وہی ہو جسے مفعول سمجھتے ہیں۔ اس کا ذکر عربی زبان کے دس سبق کے چوتھے سبق میں ہو چکا ہے۔ مفعول فیہ (ظرف) کا ذکر قرآن مجید کی دوسری کتاب ص۹۷ میں ہوا ہے۔ حال کا ذکر قرآن مجید کی پہلی کتاب (سبق ۴) اور قرآن مجید کی دوسری کتاب ص۱۸ میں ہوا ہے مفعول مطلق اس مصدر کو کہتے ہیں جو فعل کے بعد اکثر زور دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔ نَصَرْتُ نَصْرًا۔ مفعول لہٗ فعل کا سبب بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے مفعول سببی بھی کہتے ہیں مثلاً ضَرَبْتُ الْخَادِمَ تَادِیْبًا میں نے نوکر کو ادب دینے کے لئے مارا ــــ کبھی واو اور کے بجائے ساتھ کے معنی میں آتا ہے ایسی صورت میں اس کے بعد والے اسم کو زبر ہوتا ہے اور مفعول معہ کہلاتا ہے مثلاً اِذْهَبْ وَ زَیْدًا تم زید کے ساتھ جاؤ دَخَلْتُ الدَّارَ وَ مَحْمُوْدًا میں محمود کے ساتھ گھر میں داخل ہوا۔ کبھی کسی غیر واضح

شے کی وضاحت کے لئے زبر کے ساتھ کوئی اسم لایا جاتا ہے اُس اسم کو تمییز کہتے ہیں مثلاً اَلْخَمْرُ اَكْثَرُ ضَرَرًا وَاَكْبَرُ اِثْمًا۔ شراب نقصان کے اعتبار سے بہت زیادہ اور گناہ کے لحاظ سے بہت بڑی ہے۔ اَللّٰهُ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر علم کے لحاظ سے وسیع ہے۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا۔ تمہارا رب اس کو خوب جانتا ہے جو راہ کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔

تمییز عدد اور وزن کی صورت میں بھی استعمال ہوتی ہے مثلاً جَاءَ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا میں رَجُل۔ عِنْدِيْ صَاعٌ شَعِيْرًا میں شَعِيْرٌ (جو) ذِرَاعٌ ثَوْبًا میں ثَوْب۔ مِثْقَالٌ ذَهَبًا میں ذَهَب تمییز ہے۔ کیونکہ اس سے عدد، وزن اور پیمانہ کا ابہام (گول مول پن) دور ہوتا ہے اور صاف طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ گیارہ آدمی ہیں، ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین سیر) بجو ہے، ایک گز کپڑا ہے، ایک مثقال سونا ہے۔ عدد کا بیان دوسری کتاب میں گزر چکا ہے اس لئے یہاں بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

گیارہواں سبق (۱۱)

(۱) **قرآن مجید** :۔ سورۂ آل عمران کا چوتھا رکوع۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا
وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةً
بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِذْ قَالَتِ
امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ
مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝
فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّیْ
سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ
الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ
اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا
زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ

أَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ
يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا
زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ
ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ فَنَادَتْهُ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ أَنَّ
اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ أَنّٰى
يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِيْ عَاقِرٌ ۚ
قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ
لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ
إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ
وَالْإِبْكَارِ ۝

الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے :۔

يُحْبِبْكُمُ ۔ اِحْبَاب (ح ب ب) اِفعال ۔ محبت کرنا ــــ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اِضْلَال (پہلی کتاب ص۱۲۱) نیز بیان مضاعف (تیسری کتاب ص ــ) چونکہ یہاں یہ مضارع امر (فَاتَّبِعُوْا) کے جواب میں ہے اس لئے آخری حرف ساکن ہو گیا ہے اور

یُحِبُّ کے بجائے یُحْبِبْ ہو گیا ہے۔ اس قاعدہ کا بیان پہلے
گزر چکا ہے ملاحظہ ہو (تیسری کتاب بیان شرط ص)

عِمْرَان ۔ حضرت مریم کے باپ کا نام ہے ۔۔۔ مُحَرَّر۔ آزاد کیا ہوا
وَضَعَتْ ۔ وَضْع (و ض ع) ف ۔ جننا۔ بچہ دینا۔ گردان
کے لئے ملاحظہ ہو لفظ وَھَبَ (بیان مثال تیسری کتاب ص)
ذَکَر ۔ مذکر ۔۔۔ اُنْثیٰ ۔ مؤنث ۔۔۔ نبات ۔ بڑھنا
سَمَّیْتُ ۔ تَسْمِیَۃٌ (س م ی) تفعیل ۔ نام رکھنا۔ صیغوں کے
لئے ملاحظہ ہو نَجّٰی یُنَجِّیْ (پہلی کتاب ص۵۸) نیز بیان ناقص
(تیسری کتاب ص)

اُعِیْذُ ۔۔۔ اِعَاذَۃٌ (ع و ذ) افعال ۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ
ہو اِقَامَۃ (پہلی کتاب ص۱۵)

کَفَّلَ ۔ تَکْفِیْلٌ (ک ف ل) تفعیل۔ کفالت میں لینا۔ صیغوں کے لئے
ملاحظہ ہو تَنْزِیْل (پہلی کتاب ص۳۶)

مِحْرَاب ۔ حجرہ ۔۔۔ هُنَالِكَ ۔ اس موقع پر
کَلِمَۃٌ مِنَ اللهِ ۔ بعض مفسرین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مراد لیتے ہیں لیکن
بعض مفسرین اس سے کتاب مراد لیتے ہیں یعنی حضرت یحییٰ سابق کتاب کے مصدق تھے
حَصُوْر ۔ معصوم۔ پارسا ۔۔۔ کِبَر ۔ بڑھاپا ۔۔۔ عَاقِر ۔ بانجھ۔

غلام ۔ لڑکا ــــــ رَمْزً ۔ اشارہ ــــــ اٰیَۃً ۔ نشانی
عَشِیّ ۔ شام ــــــ اِبْکَار ۔ صبح ۔

تشریح :۔

اوپر کے رکوع میں سیادت و فرماں روائی قائم رکھنے کے لئے بعض منفی صفات بیان کئے گئے تھے۔ اس سلسلہ میں اب اثباتی اوصاف بھی بیان کئے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت، اہل ایمان کی زندگی کا مرکزی نقطہ ہے جس کے گرد ان کی ساری جد وجہد گردش کرتی ہے۔ لیکن حُبِ الٰہی محض ایک ذہن وخیال کی بات ہوتی۔ اگر کوئی عملی معیار سامنے نہ ہوتا اس لئے فرمایا کہ محبت الٰہی کے دعوے کا ثبوت اتباع رسول ہے جو اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعویدار ہے اسے اس کے رسول (علیہ السلام) کی اتباع کرنا چاہیئے۔ جب یہ شرط پوری ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایتؔ محبت اور مغفرتؔ رحمت کا اظہار ہوگا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو منافقوں کے بڑے سردار عبد اللہ ابن اُبَی نے اعتراض کیا کہ محمدؐ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم ان کی اطاعت اللہ کی طرح کریں اور ان سے

اسی طرح محبت کریں جس طرح نصاریٰ عیسیٰؑ سے محبت کرتے ہیں۔ اس خیال کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ نازل فرمائی اور یہ بات واضح کردی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم ان کی ذات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ صرف اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں (مفاتیح الغیب امام رازی و تفسیر ابی السعود) ان چند لفظوں میں شخصیت پرستی کا شبہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔

اس آیت میں اہل کتاب کی بھی تنبیہ کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعویدار تھے، ان سے کہا جا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر تمہارا یہ دعوےٰ قابل تسلیم نہیں ہے۔ رسولؐ کی اتباع سے روگردانی دراصل کفر کی نشانی ہے۔ اس آیت میں صراحت ہے کہ اتباع رسول کا صلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت مغفرت اور رحمت ہے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سے اعراض اللہ کی ناراضگی کا باعث اور کفر کی راہ ہے۔

اِتَّبِعُوْا اور تَوَلَّوْا ۔ یُحِبُّ اور لَا یُحِبُّ ۔ کُمْ اور

کا فِرِین کے تقابل سے دل لرز اٹھتا ہے۔ تاریخ کے اوراق اس اعلان کا مظہر ہیں۔ راہ نبوت کی پیروی سے ہمیشہ فلاح و کامیابی اور عروج و سربلندی نصیب ہوئی ہے اور اس سے انحراف کا نتیجہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی اور ذلت و رسوائی کی شکل میں نظر آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ .... اس آیت میں انبیاء علیہم السلام کی پوری تاریخ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے انسانیت کا آغاز ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے پھر نیا دور شروع ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک طویل سلسلۂ نبوت کا مرکز ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین کا پیش خیمہ ہیں، یہ سب انسانیت کا خلاصہ اور کائنات کا شرف ہیں۔ سب ایک ہی سلسلہ کی کڑی، ایک ہی حقیقت کے نقیب، اور ایک ہی دعوت کے علمبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ دعاؤں کا سننے والا اور حقیقتوں کا جاننے والا ہے۔ نبوت و رسالت کی ذمہ داریاں اس کے سامنے ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ کون اس منصب کا اہل ہے اس نے ہر زمانہ میں اس فرض کی انجام دہی کے لئے بہترین

اشخاص منتخب کئے اور آپ آخری نبی بھی اسی کو منتخب کیا ہے
جو اس کی نظر میں سب سے بہتر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اسی کے لئے دعا مانگی تھی اور حضرت مسیحؑ نے اسی کی
بشارت سنائی تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت مریم اور حضرت
عیسیٰ علیہما السلام کا ذکر ذرا تفصیل سے کیا گیا تاکہ ان غلط فہمیوں کا
پردہ چاک ہو جو عیسائیوں اور یہودیوں نے ان بزرگوں کے
متعلق پھیلا رکھی ہیں۔

(۲) ا :۔ اردو میں ترجمہ کیجئے :۔

صَلَّيْتَ ۔ اَعِيْدُوْا ۔ اَعَدْنَ ۔ نَادِ ۔ اَنْبَتَّ ۔
سَمَّ ۔ سَمُّوْا ۔ اَحِبُّوْا ۔ اَطِعْ ۔ اِصْطَفَيْتَ ۔ سَمَّوْا ۔ اِصْطَفَوْا

(ب) اردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے :۔

استشار النبی صلے اللہ علیہ وسلم خرجہ الیٰ بدر فاشار
(مشورہ کرنا)
علیہ ابوبکرؓ ثم استشارھم فاشار علیہ عمر ثم قام
المقداد بن عمرو فقال یا رسول اللہ امض لما اراک اللہ
فنحن معک واللہ لا نقول لک کما قال بنوا اسرائیل
لموسیٰ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔
ولکن نقول اذھب وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون

فوالذی بعثك بالحق لو سرت بنا الی برك الغماد لجالدنا
جھگڑنا
معك من دونه حتی تبلغه" فقال له رسول اللّٰه
صلی اللّٰه علیه وسلم خیرا ودعا له ثم قال اشیروا
علیّ ایها الناس وانما یرید الانصار وذٰلك لانهم
كانوا عدد الناس وانهم حین بایعوه بالعقبه قالوا
یارسول اللّٰه انا براء من ذمامك حتی تصل الی
ذمہ داری
دیارنا فاذا وصلت الینا فانت فی ذمّتنا نمنعك
مما نمنع منه ابناءنا ونساءنا" فكان رسول اللّٰه
صلی اللّٰه علیه وسلم یتخوف ان لا تكون الانصار
تری علیها نصره الا ممّن دهمه بالمدینه من
حملہ کرنا
عدوه وان لیس علیهم ان یسیر بهم الی عدو
من بلادهم فلما قال ذلك رسول اللّٰه صلی اللّٰه
علیه وسلم قال له سعد بن معاذ واللّٰه لكأنّك تریدنا
یارسول اللّٰه؟ قال" اجل" قال فقد اٰمنا بك و
صدقناك وشهدنا ان ماجئت به هو الحق و
اعطیناك علی ذالك عهودنا ومواثیقنا علی السمع
والطاعة لك فامض یارسول اللّٰه لِمَا اردت فنحن

معك فوالذى بعثك بالحق لو استعرضت بنا البحر
فخضته لخضنا معك ما تخلّف منا رجل واحد
وما نكره ان تلقى بنا عدونا غدا انالصبر فى الحرب
صدق عند اللقاء لعلّ الله يريك منا ما تقرّ به
عينك فسِرْ على بركة الله"۔

فسرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم بقول سعد و
نشط ثم قال سيروا وابشروا فان الله قد وعدنى
إحدى الطائفتين والله لكأنى انظر الى مصارع القوم
فانطلقوا حتى نزلوا بدرا ومضت قريش حتى
نزلوا بالعدوة القصوى من الوادى وبعث
الله السماء فاصاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
واصحابه منها ماء لبد لهم الارض ولم يمنعهم من
السير واصاب قريشا منها ماء لم يقدروا على ان
يرتحلوا معه - وفى الليلة التى كانت فى صبيحتها وقعة
بدر كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى ويبكى
ويكثر الابتهال والتضرع والدعاء ويقول اللهم ان
تهلك هذه العصابة لا تعبد بعدها فى الارض فاخذ

بیدہ وقال حسبك یارسول اللہ الحت علی ربك
فخرج وھو یثب فی الدرع وھو یقول سَیُھزَمُ الجمع
ویولون الدّبر وقال کانی انظر مصارع القوم عشیّہ
وقال ھذا مصرع فلان یضع یدہ علی الارض ھٰھنا وھٰھنا
فما اماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ
ہٹنا
علیہ وسلم ۔ ولمّا حضر القتال رفع یدیہ یسئل اللہ النصر
وما وعدہ فانزل اللہ الفا من الملئکۃ مردفین فھزم
آگے پیچھے
اللہ المشرکین وجعل المسلمون یقتلون ویاسرون
گرفتار ہونا
فقتل من قتل من صنادید قریش واسر من اسر من
بڑے بڑے
اشرافھم ۔ (البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے :۔

ایک مرتبہ حضرت علی لوگوں کے سامنے تقریر کر رہے تھے
اثنار کلام میں انھوں نے لوگوں سے پوچھا اے لوگو بتاؤ
سب سے زیادہ بہادر کون ہے ۔ لوگوں نے کہا اے
امیر المومنین آپ ۔ فرمایا مجھے جس نے دعوت مقابلہ دی ۔
میں نے اس سے برابر کا مقابلہ کیا لیکن سب سے بہادر
میں نہیں ہوں سب سے بہادر حضرت ابوبکر تھے ۔ جنگ

بدر میں ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
ایک چھپّر بنا دیا تھا (تاکہ آپ اس کے نیچے تشریف رکھیں
اور دھوپ، شبنم اور بارش سے محفوظ رہیں) اس کے بعد
آپ کی حفاظت کا سوال پیدا ہوا۔ ہم لوگوں نے کہا حضرت
کے ساتھ کون رہے گا۔ آپ کا چھپّر مشرکین کی توجہ کا مرکز
اور ان کے حملوں کا نشانہ تھا، وہ اس کی طرف ٹوٹے پڑتے
تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کردیں۔ اس حالت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت بہت دشوار کام تھا،
اس لئے کوئی اس کی جرات نہ کرتا تھا آخر حضرت ابوبکرؓ
آگے بڑھے اور تلوار کھینچ کر سائبان کے قریب پہونچ گئے
اور دشمنوں سے آپ کی حفاظت کرنے لگے۔ جو شخص نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی طرف رُخ کرتا تھا۔ آپ اس کی طرف
جھپٹتے تھے۔ پس سب سے بہادر وہ تھے، خدا کی قسم میں نے
دیکھا ہے کہ کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے
تھے اور کہتے تھے کیا تو ہی ہے جس نے تمام معبودوں کو
ایک معبود بنا دیا ہے۔ پس خدا کی قسم ابوبکرؓ کے سوا ہم میں سے
کسی نے جرات نہ کی کہ آپ سے قریب ہو۔ ابوبکرؓ آپ کے

قریب کھڑے تھے کسی سے لڑتے تھے کسی کو پچھاڑتے تھے کسی کو مارتے تھے، کسی کو بھگاتے تھے اور کہتے تھے تمہیں خدا غارت کرے، کیا تم ایک شخص کو اس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے اپنی چادر ہٹادی اور رونے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا خدا کی قسم ابوبکر کی زندگی کی ایک ساعت دنیا بھر سے بہتر ہے۔

الفاظ کے معانی

دعوت مقابلہ دینا۔ مُبَارَزَۃ (مثل مُخَادَعَۃ پہلی کتاب ص۲۳)
برابر کا بدلہ لینا۔ اِنْتِصَاد (مثل اِنْتِخَاب قرآن مجید کی پہلی کتاب ص۱۶) صلہ مِنْ ہوگا۔
دشوار۔ عَسِیْر۔ صَعْب۔
آگے بڑھنا۔ تقدّم
تلوار کھینچنا۔ شَہَر بالسیف۔ سَلّ

چھپّر۔ عَرِیْش۔ خُصّ۔
سوال۔ مَسْئَلَۃ۔
توجہ کا مرکز۔ وِجْھَۃُ نَظَر۔
ٹوٹ پڑنا۔ یَمِیْلُ الی
جھپٹنا۔ ھَوٰی یَھْوِی الیٰ
قریب ہونا۔ دَنَا یَدْنُوْا
پچھاڑنا۔ تلتل (مثل زَحْزَحَ پہلی کتاب ص۹۰) مُصَادَعَۃ

خدا تم کو غارت کرے۔ ویلکم۔ قاتلکم اللہ۔ نشانہ۔ غَرَض۔ ھَدَف۔

چادر۔ بُرْدَۃٌ۔ جمع بُرُود۔ جرات کرنا۔ اِجْتَرَأَ یَجْتَرِئُ

بھگانا۔ تَھْرِیب۔

قواعد:۔

عدد کا بیان قرآن مجید کی دوسری کتاب (صفحہ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲) میں ہوچکا ہے۔ اب اس سلسلہ میں چند مزید باتیں قابل ذکر ہیں:۔

گنتی سب بیان ہوچکی ہیں اب ترتیبی گنتی بھی ملاحظہ ہو

عدد	مذکر	مؤنث
پہلا	اَلْاَوَّلُ	اَلْاُوْلٰی
دوسرا	اَلثَّانِیُ	اَلثَّانِیَۃُ
تیسرا	اَلثَّالِثُ	اَلثَّالِثَۃُ
چوتھا	اَلرَّابِعُ	اَلرَّابِعَۃُ
پانچواں	اَلْخَامِسُ	اَلْخَامِسَۃُ
چھٹا	اَلسَّادِسُ	اَلسَّادِسَۃُ
ساتواں	اَلسَّابِعُ	اَلسَّابِعَۃُ
آٹھواں	اَلثَّامِنُ	اَلثَّامِنَۃُ

عدد	مذکر	مؤنث
نواں	اَلتَّاسِعُ	اَلتَّاسِعَةُ
دسواں	اَلْعَاشِرُ	اَلْعَاشِرَةُ
گیارہواں	اَلْحَادِی عَشَرَ	اَلْحَادِیَةَ عَشَرَةَ
بارہواں	اَلثَّانِی عَشَرَ	اَلثَّانِیَةَ عَشَرَةَ
تیرہواں	اَلثَّالِثَ عَشَرَ	اَلثَّالِثَةَ عَشَرَةَ
چودہواں	اَلرَّابِعَ عَشَرَ	اَلرَّابِعَةَ عَشَرَةَ
پندرہواں	اَلْخَامِسَ عَشَرَ	اَلْخَامِسَةَ عَشَرَةَ
سولہواں	اَلسَّادِسَ عَشَرَ	اَلسَّادِسَةَ عَشَرَةَ
سترھواں	اَلسَّابِعَ عَشَرَ	اَلسَّابِعَةَ عَشَرَةَ
اٹھارہواں	اَلثَّامِنَ عَشَرَ	اَلثَّامِنَةَ عَشَرَةَ
انیسواں	اَلتَّاسِعَ عَشَرَ	اَلتَّاسِعَةَ عَشَرَةَ
بیسواں	اَلْعِشْرُوْنَ	اَلْعِشْرُوْنَ

آگے کے عدد بھی اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ دہائی، سیکڑہ اور ہزار میں اصلی عدد اور ترتیبی عدد میں کوئی فرق نہیں ہوتا، مذکر مؤنث میں بھی یکساں استعمال ہوتا ہے، چالیس کہنا ہو تب بھی آرْبَعُوْنَ کہیں گے۔ چالیسواں کہنا ہو تب بھی

آربعون کہیں گے۔ مذکر کے لئے بھی آربعون مؤنث کے لئے بھی آربعون کسی صورت میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ پچاسواں، ساٹھواں، سواں، ہزارواں وغیرہ سب اسی طرح ہر حال میں استعمال ہوں گے۔ اکیسویں کے لئے مذکر کی صورت میں اَلْحَادِیْ وَالْعِشْرُوْنَ مؤنث کی صورت میں اَلْحَادِیَۃُ وَالْعِشْرُوْنَ تیسویں کے لئے (مذکر) اَلثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ (مؤنث) اَلثَّالِثَۃُ وَالْعِشْرُوْنَ آگے کے عددوں کو اسی پر قیاس کر لیجئے دہائی، سیکڑہ اور ہزار میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ اکائیوں میں مذکر و مؤنث کے لئے فرق ہوگا۔

ان کا استعمال اکثر صفت کے طور پر ہوتا ہے۔ مثلاً اَلْیَوْمُ الْاَوَّلُ۔ اَلصَّفُّ الْخَامِسُ۔ اَللَّیْلَۃُ الثَّالِثَۃُ۔ اَلْقَلَمُ الْحَادِیْ عَشَرَ۔ اَلسَّیَّارَۃُ الْحَادِیَۃَ عَشَرَۃَ۔ اَلدَّرَّاجَۃُ الثَّانِیَۃَ عَشَرَۃَ۔ اَلْمَحَطَّۃُ الْحَادِیَۃُ وَالْعِشْرُوْنَ اَلْقِطَارُ الْحَادِیْ وَالْعِشْرُوْنَ۔ اَلدَّرْسُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُوْنَ۔ اَلْبَابُ الْاَرْبَعُوْنَ، اَلسَّبُّوْرَۃُ الْخَمْسُوْنَ۔

تختۂ سیاہ

لیکن کبھی مضاف کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً اَلْمَلِكُ الثَّالِثُ کے بجائے ثَالِثُ الْمُلُوْكِ ۔ اَلسَّابِعُ مِنْهُمْ کے بجائے سَابِعُهُمْ ۔

(۱۲) بارھواں سبق

(۱) قرآن مجید :۔ سورۂ آل عمران کا پانچواں رکوع

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ٥ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ٥ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ٥ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖق اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ٥ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ
بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا
قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا
اِلٰى بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اَنِّىْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ
فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ
الْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ
بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ
الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ قف
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ
عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ
وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنْزَلْتَ

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا
وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے:۔

لَدَی ۔ نزدیک ——— مَھْد ۔ گہوارہ

وجِیْہ ۔ ذی عزت ——— کَھْل ۔ بڑی عمر کا

اُبْرِئُ ۔ (ب ر ء) افعال ۔ اچھا کرنا ۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اِخْطَاء (تیسری کتاب ص)

اَکْمَہْ ۔ مادرزاد اندھا ——— حَوَارِیْ ۔ ساتھی ۔ مددگار

تَدَّخِرُوْنَ ۔ اِدِّخَار (ذ خ ر) اِفتعال ۔ جمع کرنا ۔ اِدَّخَرَ یَدَّخِرُ اِدَّخِرْ لَا تَدَّخِرْ ۔

اِدِّخَار اصل میں اِذْتِخَار تھا تَ اور ذَ دونوں کو دال سے بدل دیا اور دونوں کو ملا (ادغام) کر کے ایک کر دیا اِدَّخَار ہو گیا ۔ جس طرح اِذْتَکَرَ سے اِدَّکَرَ ہو جاتا ہے ۔

تشریح:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں حضرت مریم کے متعلق موافقین اور مخالفین دونوں غلط فہمیوں میں مبتلا تھے

ایک طرف یہود حضرت مریم پر تہمت لگاتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت و عظمت کے منکر تھے دوسری طرف نصاریٰ انھیں خدا کا بیٹا اور حضرت مریم کو خدا کی بیوی قرار دیتے تھے، ان لوگوں کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے تھے۔ توحید کو چھوڑ کر تثلیث کے عقیدہ میں مبتلا تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ذرا وضاحت سے ان کی پیدائش، دعوت اور وفات کے واقعات بیان کئے تاکہ ان اوہام کی تردید ہو جائے۔ اس سے پہلے حضرت مریم کے خاندان کی نیک روی، ان کی پیدائش اور انکی ابتدائی زندگی کے پاک اور مقدس حالات کا مختصر تذکرہ ہو چکا ہے۔ اب یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ذکر سے پہلے ایک بار پھر اس کا تذکرہ کیا جا رہا ہے تاکہ حضرت مریم کی عفت و پاکیزگی کا تصور ذہن میں جم جائے۔ اس سلسلہ میں ان کی خاندانی عظمت اور ذاتی صفات کو ذہن نشین کرنے کرنے کے لئے اس قرعہ اندازی کا ذکر کیا گیا جو حضرت مریم کی کفالت کے سلسلہ میں بیت المقدس کے مقدس بزرگوں کے درمیان ہوئی تھی۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ ان کی تربیت کی سعادت

اس کے حصہ میں آئے جب باہمی گفتگو سے کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو آخر میں قرعہ اندازی ہوئی، طے پایا کہ یہ سب لوگ اپنے قلم دریا میں ڈال دیں جس کا قلم ٹھہرا رہے وہی حضرت مریم کی تربیت کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ حضرت زکریا کا قلم ٹھہر گیا اور حضرت مریم ان کی نگرانی میں پرورش پانے لگیں۔ اس مقابلے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مریم کی اہمیت ان مقدس بزرگوں کی نظر میں کس قدر تھی۔

خاندانی عظمت اور ذاتی صلاحیت کی ایسی اہمیت ذہن نشین ہونے کے بعد حضرت مریم کے متعلق کوئی برا خیال دل میں نہیں آسکتا، پھر اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی کی پیدائش کا ذکر کیا اور دنیا و آخرت میں ان کی عزت و جلالت کا ذکر کیا۔ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ کہہ کر یہ حقیقت واضح کر دی کہ نہ وہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ اس کے حکم کا ظہور تھے۔ اس موقع پر حضرت مریم کی زبان سے تعجب آمیز کلمات ادا کرا کے ہمیشہ کے لئے جواب دے دیا کہ اللہ تعالٰی سلسلۂ اسباب کا محتاج نہیں ہے۔ وجود اشیاء کے لئے صرف اس کا حکم کافی ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسٰی کی رسالت، ان کی معجزانہ قوت

اور مؤحدانہ دعوت کا ذکر ہے۔ جن لوگوں کو بغیر باپ کے پیدائش کا یقین نہ آتا تھا ان کے سامنے اللہ کے حکم سے اس سے بھی حیرت انگیز واقعات ظاہر کر رہے تھے انھیں نظر آرہا تھا کہ ان کا علم بے پایاں، ان کی نظر دور رس، انکا دست شفا بخش، ان کا نفس حیات آفریں، ان کی زندگی ہدایات ربانی کا نمونہ، ان کا عمل انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا آئینہ ہے، انکی دعوت عبدیت کا اعلان، ربوبیت کا اقرار اور رحمت کا اعلان ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی مخالفین کی آنکھیں نہیں کھلیں اور انوار ہدایت کی ضیا باری کے باوجود نہ انھیں جمال نبوت نظر آیا نہ راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ کفر و انکار کے اس عالم میں چند مخلص بندوں کے دل میں ایمان کا نور چمکا اور وہ حق کی اعانت اور نبی کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

(۲) ا ۔ اردو میں ترجمہ کیجئے۔

اَبْرِئُ ۔ اِدَّخَرْتُمْ ۔ جَاءُوْا ۔ اِخْتَصَمُوْا ۔ اَحْسَسْنَا ۔
مَسَّنْ ۔ نَبِّئْ ۔ صَدَّقُوْا ۔ اَحْلَلْتُ ۔ اَلْقُوْا

(ب) ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے۔

اِعلم ان العجم والرّوم لمّا توارثوا الخلافۃ قرونا

كثيرة خاضوا في لذة الدنيا ونسوا الدار الآخرة و
پڑ جانا
استحوذ عليهم الشيطان تعمّقوا في مرافق المعيشة
غالب ہونا بالغور کرنا سامان
وتباهوا بها وورد عليهم حكماء الآفاق يستنبطون لهم
فخر کرنا آنا نکالنا
دقائق المعاش ومرافقه فما زالوا يعملون بها ويزيد
بعضهم على بعض ويتباهون بها حتى قيل انهم كانوا
فخر کرنا
يعيّرون من كان يلبس من صناديدهم منطقة أوْ
عار دلانا پٹکا
تاجا قيمتها دون مأة الف درهم اولا يكون له قصر
شامخ وابزن وحمّام وبساتين ولا يكون له دواب
بلند غسل گاہ فوارہ
فارهة وغلمان حِسان ولا يكون له توسّع في المطاعم.
عمدہ خوبصورت
وتجمّل في الملابس وذكر ذالك يطول وماترا ه من
لباس
ملوك بلادك يغنيك عن حكاياتهم. فدخل كل ذالك
في اصول معاشهم وصار لا يخرج من قلوبهم الا ان
تمزع وتولد من ذالك داء عُضال دخل في جميع
پھٹ جانا بیماری لاعلاج
أعضاء المدنيّة وآفة عظيمة لم يبق منهم احد من
تمدن
اسواقهم ورستاقهم وغنيهم وفقيرهم الا قد
بازاری دیہاتی
استولت عليه واخذت بتلابيبه واعجزته في نفسه
واهاجت عليه غموما وهموما لا ارجاء لها وذالك
دور کرنا فکر

لأنّ تلك الاشياء لم تكن لتحصل الا ببذل اموال خطيرة ولا تحصل تلك الاموال الا بتضعيف الضرائب على الفلاحين والتجّار واشباههم والتضييق عليهم فان امتنعوا قاتلوهم وعذبوهم وان اطاعوا جعلوهم بمنزلة الحمير والبقر يستعمل فى النضح والدياس والحصاد لا تقتنى الا ليُستعان بها فى الحاجات ثم لا تترك ساعة من العناء حتى صاروا لا يرفعون رؤسهم الى السعادة الاخروية اصلا وربما كان اقليم واسع ليس فيهم احد يهمه دينه۔

فلما عظمت هذه المصيبة واشتد هذ المرض بعث نبيًّا اميًّا صلى الله عليه وسلم لم يخالط العجم والروم ولم يترسم برسومهم وجعله ميزانا يعرف به الهدى الصالح المرضى عند الله وانطقه بذم عادات الاعاجم وقبح الاستغراق فى الحيوة الدنيا والاطمئنان بها ونفث فى قلبه ان يحرم عليهم رؤس ما اعتاده الاعاجم كلبس الحرير والقسى والارجوان واستعمال اوانى الذهب والفضة وحلى الذهب والثياب

المصنوعة فيها الصور وتنق (نقش و نگار بنانا) البيوت وغير ذالك (تصویر)

وقضى بزوال دولتهم بدولته وبرياستهم برياسته

وبانه اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا قيصر

فلا قيصر بعده (حجة الله البالغه شاه ولى الله رحمة الله عليه)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے:۔

ایک زمانہ تھا جب مسلمان دنیا کی بہت طاقتور قوم تھے بڑی بڑی حکومتیں ان سے ڈرتی تھیں اور ان سے تقرب میں اپنی بقا سمجھتی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی تھی اور ان کو قلت کے باوجود عالم میں غالب کر دیا تھا۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیاں ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے تھیں۔ جنگل انکے سپاہیوں کے قدموں سے پامال تھے اور سمندر ان کی فوجوں کے لئے پایاب تھے، دل ان کے رعب سے پگھلتے تھے اور کلیجے ان کی ہیبت سے پھٹتے تھے ان کے پاس ذخائر حرب مفقود تھے اور اسلحہ جنگ نایاب۔ وہ تعداد میں بھی کم تھے لیکن اللہ ان کے ساتھ تھا کیونکہ وہ اللہ کے ساتھ تھے، وہ اللہ سے راضی تھے اللہ ان سے راضی تھا، اللہ نے ان کی مدد کی، انھوں نے قوموں کی

صفیں چیر ڈالیں اور ان کے ملکوں میں گھس گئے، نہ انھیں مجوسیوں کے برج اور ان کی خندقیں روک سکیں اور نہ رومیوں کے قلعے سدِ راہ ہو سکے، نہ بادشاہوں کی جلالت انھیں مرعوب کر سکی نہ سپہ سالاروں کی عظمت انھیں ہیبت زدہ کر سکی، ان کی فوجیں خشکی میں چلتی تھیں اور ان کے بیڑے سمندر میں تیرتے تھے کسی کو ہمت نہ تھی کہ ان سے مقابلہ کرے۔ ان کے اقتدار کے سامنے بڑے بڑے جباروں کی گردنیں جھکی ہوتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ دنیا کی زندگی کو حقیر سمجھتے تھے اور اس کے فضول شان و شوکت کی پروا نہیں کرتے تھے لیکن آج وہ ضعیف ہو گئے ہیں۔ ان کے ممالک روز بروز کم ہوتے جاتے ہیں، انھوں نے اللہ کو بھلا دیا، اللہ تعالے نے انھیں بھلا دیا۔ کلام اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے، اللہ نے جو فرض کیا تھا اسے چھوڑ دیا ہے اب اگر وہ پھر اپنی پہلی حالت واپس لانا چاہتے ہیں تو انھیں چاہیئے کہ کلمۂ الٰہی کی سربلندی کے لئے کھڑے ہو جائیں اللہ کی رحمت کے دروازے اپنے لئے کھلے پائیں گے۔

الفاظ کے معانی

تقرب۔ تزلُّف
بلند۔ شامخ
چوٹی۔ قُلّۃ جمع قُلَل
ناپ۔ حافر
پھٹنا۔ تصدّع۔ تشقّق
نایاب۔ مُعْوَز۔ معدوم
تعداد۔ عَدَد
چیر ڈالنا۔ خرق
اقتدار۔ سُلطان۔
گردن۔ رقبۃ جمع رقاب
فضول شان۔ الزخارف الباطلہ
پس پشت۔ وراء ظهور
واپس لانا چاہنا۔ اِسترجاع

پامال۔ موطوءۃ
پایاب۔ رھو
پگھلنا۔ ذَوْب (مثل عَوْد
پہلی کتاب ص۹)
کلیجہ۔ کَبِدٌ جمع اَکْبَاد
سدّراہ ہونا۔ صدَّ (ن)
مرعوب کرنا۔ رَوْع (مثل عود
پہلی کتاب ص۹)
ہیبت زدہ کرنا۔ هَيَّبَ۔ يُهَيِّبُ
مقابلہ کرنا۔ بادیٰ یُبادیٰ
جھکنا۔ ذَلَّ (ض)
حقیر سمجھنا۔ اِزدریٰ یزدری
پروا کرنا۔ بالیٰ یُبالِیٰ۔

قواعد:۔

اعداد کا بیان پچھلے سبق میں ہو چکا ہے بعض ضروری باتیں اور قابل ذکر ہیں:۔

		واحد	جمع
$\frac{1}{2}$	آدھا	نِصْف	اَنْصَافٌ
$\frac{1}{3}$	تہائی	ثُلْثٌ یا ثُلُثٌ	اَثْلَاثٌ
$\frac{1}{4}$	چوتھائی	رُبْعٌ یا رُبُعٌ	اَرْبَاعٌ
$\frac{1}{5}$	پانچواں حصہ	خُمْسٌ یا خُمُسٌ	اَخْمَاسٌ
$\frac{1}{6}$	چھٹا حصہ	سُدْسٌ یا سُدُسٌ	اَسْدَاسٌ
$\frac{1}{7}$	ساتواں حصہ	سُبْعٌ یا سُبُعٌ	اَسْبَاعٌ
$\frac{1}{8}$	آٹھواں حصہ	ثُمْنٌ یا ثُمُنٌ	اَثْمَانٌ
$\frac{1}{9}$	نواں حصہ	تُسْعٌ یا تُسُعٌ	اَتْسَاعٌ
$\frac{1}{10}$	دسواں حصہ	عُشْرٌ یا عُشُرٌ	اَعْشَارٌ
$\frac{1}{11}$	گیارہواں حصہ	وَاحِدٌ مِنْ (یا علیٰ) اَحَدَ عَشَرَ	
$\frac{1}{12}$	بارہواں حصہ	وَاحِدٌ مِنْ (علیٰ) اِثْنَیْ عَشَرَ	
$\frac{1}{13}$	تیرہواں حصہ	وَاحِدٌ مِنْ (علیٰ) ثَلَاثَةَ عَشَرَ	

اسی طرح آگے کہتے چلے جائیے۔ شمار کنندہ (اوپر کا عدد) پہلے لایا جائے گا۔ نسب نما (نیچے کا عدد) آخر میں ہوگا اور ان دونوں کے درمیان مِنْ یا علیٰ ہوگا مثلاً $\frac{5}{11}$ کہنا ہو تو کہیں گے خَمْسَةٌ مِنْ (عَلیٰ) اَحَدَ عَشَرَ۔ $\frac{8}{28}$ کو کہیں گے ثَمَانِيَةٌ مِنْ ثَمَانِيَةٍ وَّعِشْرِيْنَ۔ $\frac{21}{99}$ کو کہیں گے

اَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ من (علی) تِسْعَةٍ وَّ تِسْعِیْنَ۔ وغیرہ وغیرہ

$\frac{1}{20}$ کو نصف عُشْر $\frac{1}{40}$ کو رُبُع عُشْر بھی کہتے ہیں۔

اگر شمار کنندہ (اوپر کا عدد) اور نسب نما (نیچے کا عدد)

دونوں دس تک ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شمار کنندہ کا

اصلی عدد اور نسب نما کا کسری جمع عدد کہا جاتا ہے اور ترکیب

مضاف مضاف الیہ کی طرح ہوتی ہے مثلاً $\frac{3}{4}$ کو ثَلٰثَةُ اَرْبَاعٍ

$\frac{4}{5}$ کو اَرْبَعَةُ اَخْمَاسٍ $\frac{5}{6}$ کو خَمْسَةُ اَسْدَاسٍ

$\frac{7}{10}$ کو سَبْعَةُ اَعْشَارٍ۔ البتہ $\frac{2}{3}$ کو ثُلُثَانِ کہتے ہیں۔

$\frac{3}{4}$ ۳ کہنا ہو تو کہیں گے۔ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثَةُ اَرْبَاعٍ

$\frac{7}{10}$ ۵ کہنا ہو تو کہیں گے۔ خَمْسٌ وَّ سَبْعَةُ اَعْشَارٍ۔

$\frac{15}{28}$ ۷ کہنا ہو تو کہیں گے سَبْعٌ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ علی ثَمَانِیَةٍ وَّعِشْرِیْنَ

اسی طرح تمام اعداد کو سمجھ لیجئے۔

(۱۳)
تیرہواں سبق

(۱) **قرآن مجید** :- سورہ آل عمران کا چھٹا رکوع

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ

إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ
اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ
إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ
تَخْتَلِفُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ مِنْ
نَاصِرِينَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝
ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝
إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ
مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ الْحَقُّ
مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ
حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ
وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ
عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۝ وَمَا
مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔
مُتَوَفِّیْ۔ تَوَفِّیْ (و ف ی) تفعّل۔ اس کی گردان قرآن مجید کی دوسری کتاب (صفحہ ۱۴۷) میں لکھی جا چکی ہے۔ تیسری کتاب میں بھی ناقص (مزید) کے بیان میں اس کا ذکر آچکا ہے۔
اس کے مجرد وفا ء سے آپ خوب واقف ہیں یہ لفظ اردو میں بھی بکثرت رائج ہے۔ وفاء پورا کرنے کو کہتے ہیں فلاں شخص نے اپنا عہد وفا کر دیا یعنی پورا کر دیا۔ وفادار بھی اسی سے بنا ہے۔ باب افعال میں یہی ایفاء بن جاتا ہے ایفا بھی اردو میں کافی مستعمل ہے۔ اس میں بھی پورا کرنے کے معنی ہیں۔ تَوَفّٰی باب تَفَعُّل سے ہے اس کے اندر بھی وہی مفہوم ہے۔ کہتے ہیں تَوَفّٰی حَقَّهٗ۔ اس نے اپنا حق پورا پورا لے لیا۔ تَوَفَّیْتُ الشَّیْئَ (میں نے اس چیز کو پورا کیا)
وفات کے معنی میں بھی یہ لفظ اسی لئے استعمال ہوتا ہے کہ اس سے زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے۔
نَبْتَهِلْ۔ اِبْتِهَال (ب ہ ل) افتعال۔ توجہ سے دعا مانگنا۔
قَصَص۔ بیان۔ اس لفظ کو خاص طور سے یاد رکھئے۔ عام طور سے لوگ اسے قصہ کی جمع سمجھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ

قَصَّ یَقُصُّ (بیان کرنا) کا مصدر ہے قِصَّۃٌ کی جمع قِصَصٌ ہے۔

تشریح

اوپر کے رکوع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالفین کی چالبازیوں اور معاندانہ تدبیروں کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کے مخالفوں نے ان کی نقصان رسانی کی پوری تدبیر کی لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلہ میں ان کی ایک نہ چلی اور سب ریشہ دوانیاں اور تہمت تراشیاں ناکام رہیں۔ حضرت عیسیٰ ان کے شر سے بالکل محفوظ رہے۔ آپ کو رفعت و بلندی کا اعلےٰ مقام نصیب اور آپ کی دعوت نے قبول عام حاصل کیا۔ آپ کا کام پورا ہوا۔ آپ کے مخالفین مغلوب ہوئے اور آپ کے ماننے والوں کو دائمی غلبہ و سربلندی حاصل ہوئی۔

آخر میں آپ کے معتقدین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی کے غیر معمولی واقعات اور تعجب انگیز حالات سے تمھیں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے۔ یہ جو کچھ ہوا محض قدرت الٰہی کی کارفرمائی تھی ورنہ حضرت مسیح نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے تھے

نہ خدا کے شریک تھے نہ خدا نے ان کی شکل میں حلول کیا تھا، وہ صرف خدا کے بندے تھے، ان کی زندگی میں قدم قدم پر احتیاج نظر آتی ہے، ان کا آغاز و انجام خواہ کتنا ہی محیر العقول ہو لیکن غور کیجئے تو مجبوری اور احتیاج مندی کی کتنی نمایاں تصویر ہے رہی بغیر باپ کی پیدائش تو حضرت آدمؑ کا واقعہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ وہ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے پھر جب وہ خدا نہ ہو سکے تو حضرت عیسیٰؑ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔

آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ اگر ان صاف اور واضح دلائل کے بعد بھی نصاریٰ قائل نہ ہوں اور محض ہٹ دھرمی سے بحث وجدل کرتے رہیں تو پھر یہی شکل اختیار کی جا سکتی ہے کہ وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو کر خدا کے حضور میں دعا کریں کہ وہ جھوٹے پر لعنت کرے اور اسے تباہ و خوار کر دے۔ اس حکم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجرانی عیسائیوں سے مباہلہ کرنے کے لئے نکلے لیکن وہ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر لرز گئے اور انھیں مباہلہ کی ہمت نہیں ہوئی بلکہ جزیہ کا اقرار کر کے صلح کر لی۔

(۳) أ - اردو میں ترجمہ کیجئے :-

طَهِّرْ - اِتَّبِعْنَا - اِخْتَلَفُوْا - لَا تُعَذِّبْ - وَقِ - لَمْ تَتْلُ - اِبْتَهِلْ - لَمْ يَدَعْ - لَنْ تَدْعُوَ - اِبْتَهَلْنَا.

(ب) اردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے :-

اللغة (زبان) العربية مفتاح لكنوز (خزانے) الكتاب والسنة وباب تلك المكتبة (کتب خانہ) العامرة (آباد) الزاخرة (بھرپور - پُرجوش) التي تحتوي (شامل ہونا) على انفس (بہترین) ما انتجته (پیدا کرنا) القرائح (طبائع) البشرية وابدعته (ایجاد کرنا) العقول السليمة وفاضت (جاری کرنا) به خواطر (دل) وسالت به محابر (دوات)، من ادب وشعر وتاريخ وفن وحكمة في مساحة (پیمائش) زمانية واسعة كمساحة التاريخ الاسلامي وفي مساحة مكانية شاسعة (بعید) كمساحة العالم الاسلامي -

سبق (پہلے گزرنا) للغة العربية في الهند عهد زاهر (شاندار) وسوق نافقة (رائج) فنبغ (نمایاں ہونا) فيها كبار المؤلفين في العربية واللغويين (اہل لغت) والشعراء كالامام الصغاني اللاهوري والقاضي عبد المقتدر الدهلوي والشيخ احمد التهانيسري والعلامة محمود الجونبوري وشيخ الاسلام ولي الله الدهلوي، والشاعر المؤرخ السيد غلام علي آزاد البلكرامي واللغوي

الشهير السيد مرتضى البلكرامي۔

ثم اضمحلت هذه اللغة وادبها في العهد الاخير على ملك التيموريين والانكليز لاسباب ترجع الى التاريخ ومنهاج الدراسة في هذه الديار واعتل الذوق الادبي۔ يتجلى هذا فيما قالوا من شعر وفيما القوا من كتب بالعربية وما انشاءوا من رسائل وما علقوا من شروح وحواشي وما اختاروا من كتب للدرس وقلما تجد شيئا تقربه عين العربية ويسيغه الذوق العربي ولعلك تعذر القوم او تسامحهم في عيهم وانحراف ذوقهم اذا عرفت ان قصارى نظرهم ومادتهم الوحيدة في اللغة هي السبع المعلقات وديوان الحماسة والمتنبي في الشعر ونفحة اليمن والمقامات للحريري في النثر ولما كان قسط الشعر عندهم اوفر من النثر وامثلته اجمل من امثلة النثر كانوا اسعد واكثر توفيقا في الشعر منهم في النثر ولولا اتصالهم بالقران ودراستهم كتب الحديث لكانوا اعجز بيانا وافسد ذوقا۔ لان الذي يبعث ملكة اللغة والتعبير ويساعد على الكتابة والخطابة

هو النثر لا شعر، فالشعر دائما مقيد مغلول (بندھا ہوا) والنثر عندنا ايضا اشبه بالشعر له قوافٍ (قافیے) وسجع فاصبح الادب عندنا تدرس ولا تستعمل ان اللغة ليست ادبا وشعرا و استعارة وتشبيها فقط كما ترى فى المقامات بل هى لغة بيت وأسرة (خاندان) ايضاً كما تقرأ فى كتب الجاحظ وابى الفرج الاصبهانى وغيرها۔

تدريس نفحة اليمن للاحداث (نوعمر) موضع نقد شديد من الوجهة الخلقية (اخلاقی نقطۂ نظر) ان حكاياتها ونوادرها لا تترك فى ذهن الناشئة (نوعمر نسل) اثرا صالحا وكذالك كتاب المقامات لا يحسن تصويرا المجتمع (سوسائٹی) الاسلامى ولا يمثل (پیش کرنا) المدنية الاسلاميه تمثيلا جميلا بل بالعكس من ذالك يصور (تصویر) ذالك التدهور (پستی) الخلقى وتلك الفوضى (بدنظمی) الاجتماعية التى ابتلى بها العالم الاسلامى فى اواسط العصر العباسى وفيها من الحكايات والنكت (چٹکلے) ما يحمر لها (سرخ ہوجانا۔ شرمندہ) وجه الادب ويتندّى (عرق آلود ہونا) لها جبين الحياء۔

(مختارات من ادب العرب لابى الحسن على الندوى)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا پیغام لے کر دنیا میں تشریف

لائے تھے۔ آپ لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے تھے اور انھیں صداقت و پرہیزگاری کا حکم دیتے تھے، آپ تمام عالم کے لئے رحمت تھے اور چاہتے تھے کہ لوگ امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کریں، نہ کوئی کسی کو قتل کرے، نہ کوئی کسی پر ظلم کرے نہ کوئی کسی کا مال چھینے، نہ کوئی کسی کی آبرو لے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی اچھی شکل میں بنایا ہے، اسے اپنا خلیفہ بنایا۔ فرشتوں نے اسے سجدہ کیا، اس کے لئے لائق نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کے سامنے سر جھکائے، وہ ساری مخلوق سے افضل ہے درخت، دریا، پہاڑ، جانور، چاند، سورج، ستارے سب اس کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

عرب کے لوگوں نے اس بہترین پیغام کی مخالفت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ستایا، مارا اور مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا۔ مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں ان کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ یہودیوں اور منافقوں کو مخالفت اور دشمنی پر آمادہ کیا، پھر جنگ کی تیاری کی اور بڑی بڑی فوجیں لے کر مدینہ پر حملہ کیا، وہ چاہتے تھے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی

مدد کی اور اپنے بندوں کو ان کے دشمنوں پر غالب کیا۔
ہجرت کے آٹھویں سال مکہ معظمہ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد لوگ
گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوئے۔ سارا عرب
اسلام کے جھنڈے کے نیچے آگیا اور پورا جزیرہ نما کلمہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے گونج اٹھا
اور ایسے لوگوں کی جماعت پیدا ہوگئی جو اخلاق حسنہ سے متصف
تھے، وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے، برائی سے روکتے تھے
اور اللہ کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کرتے تھے اور چاہتے
تھے کہ ساری دنیا حق کے نور سے روشن ہوجائے۔ اب نہ
عربی کو عجمی پر فضیلت تھی نہ عجمی کو عربی پر فضیلت تھی، کالے
اور گورے، امیر و غریب سب خدا کے بندے تھے اور
آدمؑ کی اولاد تھے، آپس میں بھائی بھائی تھے۔ ایک
دوسرے سے محبت کرتے تھے، ایک دوسرے کی مدد کرتے
تھے، بیماروں کا علاج کرتے، غریبوں کی اعانت کرتے،
محتاجوں کو مدد دیتے، یتیموں سے ہمدردی کرتے، مریضوں
کی عیادت کرتے اور دنیا میں خیر و برکت کے پھیلانے کی
ہر وقت جدوجہد کرتے تھے۔

الفاظ کے معانی

چھیننا ۔ سَلب (ض)	آبرو برباد کرنا ۔ هتك (ض)
آبرو ۔ عِرْض ۔	لائق نہیں ۔ لا یلیق به ۔ لا ینبغی
مجبور کرنا ۔ اِلْجاء ۔ اضطرار ۔ اِجْبار	ستانا ۔ اٰذٰی یُؤْذِی ۔
اُبھارنا، آمادہ کرنا ۔ تَحْرِیض ۔	بُجھانا ۔ اَطْفَأَ یُطْفِئُ ۔
جزیرہ نما ۔ شِبْهُ جَزِیرۃ ۔	جھنڈا ۔ رایة ۔
علاج کرنا ۔ دَاوٰی یُدَاوِی ۔	گونج اُٹھنا ۔ اِرْتَجَّ یَرْتَجُّ ۔
عیادت کرنا ۔ عَادَ ۔ یَعُوْدُ ۔	ہمدردی کرنا ۔ وَاسٰی یُوَاسِی ۔

قواعد

اعداد کے متعلق تھوڑا سا قاعدہ اور بیان کرنا ہے۔ علیحدہ علیحدہ عددوں کا استعمال تو آپ جان چکے ہیں، اگر اصل عددوں کو اکٹھا استعمال کرنا ہوتا ہے تو پہلے سب سے بڑا عدد، پھر اس کے بعد اس سے چھوٹا، پھر اس سے چھوٹا لایا جاتا ہے، اکائی دہائی سے پہلے آتی ہے۔ یعنی پہلے ہزار، پھر سیکڑہ، پھر اکائی، پھر دہائی لائی جاتی ہے مثلاً اگر کہنا ہو کہ پانچ ہزار سات سو چھیالیس تو اس طرح کہیں گے خمسةُ آلافٍ وَّ سبعُ مائةٍ وستّةٌ وَّ اربعون

کتابًا۔ اگر کہنا ہو بارہ ہزار پانچ سو گیارہ مرد تو یوں کہیں گے اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا وَخَمْسُ مِائَةٍ وَاَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً۔ اگر کہنا ہو $\frac{17}{25}$ ۵۳۴۵ تو کہیں گے خَمْسَۃُ اٰلافٍ وثَلاثُ مِائَةٍ وخمسٌ واَرْبَعُوْنَ وسَبْعَۃَ عَشَرَ عَلٰی خَمْسٍ وعِشْرِیْنَ

عدد ترتیبی میں بالکل اس کے خلاف ہوتا ہے۔ اس میں پہلے سب سے چھوٹا عدد، اس کے بعد اس سے بڑا، اس کے بعد اس سے بڑا، یعنی پہلے اکائی، پھر دہائی، پھر سیکڑہ، پھر ہزار۔ آخری عدد سیکڑہ ہزار وغیرہ جو ہو اس سے پہلے بَعْدَ لے آتے ہیں مثلاً اگر کہنا ہو کہ ایک ہزار آٹھ سو ستائیسویں حدیث، تو کہیں گے الحدیثُ السّابِعُ والعِشْرُوْنَ وثمانُ مِائَةٍ بَعْدَ الاَلْفِ۔ مثلاً اگر کہنا ہو کہ تین سو تیرھواں گھر تو کہیں گے اَلدَّارُ الثَّالِثَۃَ عَشَرَۃَ بَعْدَ ثَلاثِ مِائَةٍ۔

کسی عدد کی ترکیب بتانی ہو یعنی یہ کہنا ہو کہ وہ کتنے اجزا والا ہے تو اس طرح کہتے ہیں :۔

	مذکر	مؤنث
دو جز والا	ثُنَائِیٌّ	ثُنَائِیَّۃٌ
تین جز والا	ثُلاثِیٌّ	ثُلاثِیَّۃٌ
چار جز والا	رُبَاعِیٌّ	رُبَاعِیَّۃٌ

	مذکر	مؤنث
پانچ جز والا	خُمَاسِيٌّ	خُمَاسِيَّةٌ
چھ جز والا	سُدَاسِيٌّ	سُدَاسِيَّةٌ
سات جز والا	سُبَاعِيٌّ	سُبَاعِيَّةٌ
آٹھ جز والا	ثُمَانِيٌّ	ثُمَانِيَّةٌ
نو جز والا	تُسَاعِيٌّ	تُسَاعِيَّةٌ
دس جز والا	عُشَارِيٌّ	عُشَارِيَّةٌ

اس کے آگے کہنا ہو تو مذکر کے لئے عدد سے پہلے ذُوْ اور مؤنث کیلئے عدد سے پہلے ذَاتُ لاتے ہیں اور آخر میں لفظ جُزْءٌ زبر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کہنا ہو پندرہ جز والا تو کہیں گے ذُوْخَمْسَةَ عَشَرَ جُزْءً۔ بارہ جز والی ذَاتُ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ جُزْءً تیس جز والا ذُوْ ثَلَاثِيْنَ جُزْءً۔ سو جز والا ذُوْ مِائَةِ جُزْءٍ دو ہزار جز والی۔ ذَاتُ اَلْفَيْ جُزْءٍ۔ پندرہ ہزار جز والی۔ ذُوْخَمْسَةَ عَشَرَ جُزْءً۔

نوٹ :۔ عدد کا استعمال روزمرہ کثرت سے ہوتا ہے اسلئے ہم نے تفصیل سے تمام ضروری باتیں بیان کردی ہیں یہ قاعدے بہت طویل اور خاصے پیچیدہ ہیں آپ دوسری کتاب اور اس کتاب کے یہ تمام سبق بہت غور سے پڑھئے اور ان قاعدوں کی خوب مشق کیجئے تاکہ استعمال میں غلطی نہ ہو۔

(۱۴) چودھواں سبق

(۱) **قرآن مجید**:۔ سورۂ آلِ عمران کا ساتواں رکوع۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا
وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ
الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ
التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝
هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ
تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا
وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔

تَعَالَوْ۔ تَعَالِیْ (ع ل و) تفاعل) لفظی معنی بلند ہونے کے ہیں لیکن تَعَال اور تَعَالَوْ امر کے صیغے آؤ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں یہاں بھی یہی مطلب ہے۔ تمام صیغوں کے لئے ناقص مزید کا بیان ملاحظہ ہو تیسری کتاب ص—)

اَرْبَاب — رب کی جمع ہے۔

ھَا ۔ حرف تنبیہ ہے، ذہن کو متوجہ کرنے کے لئے آتا ہے۔ اردو میں خبردار۔ سنو تو۔ خیال تو کرو وغیرہ الفاظ سے ترجمہ کرتے ہیں۔

تشریح

اہل کتاب کو یہ دعویٰ تھا کہ وہ اپنی شریعت کے پیرو ہیں اور اپنی شریعت ہی کی محبت کی بنا پر وہ کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو رہے ہیں لیکن قرآن مجید میں بار بار اس دعویٰ کی تردید کی گئی ہے۔ سورہ بقرہ میں آپ اس قسم کی

الزامی تقریریں کافی پڑھ چکے ہیں جن میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہل کتاب نہ اپنی شریعت پر عامل ہیں نہ اپنے انبیاء (علیہم السلام) سے محبت رکھتے ہیں بلکہ محض خواہشات نفسانی کے بندے ہیں اور اس نفس پرستی ہی کی وجہ سے ایمان نہیں لا رہے ہیں۔ اب اس رکوع میں بھی ساری بحث و گفتگو کے بعد یہی حقیقت واضح کی جا رہی ہے۔ ان سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اگر تم راہ حق میں آگے قدم نہیں بڑھا سکتے تو کم از کم ان اصولی حقیقتوں کو تو تسلیم کر لو جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلم ہیں۔ ایک خدا کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اس کے سوا کسی کو رب نہ بناؤ ملوک و سلاطین ہوں یا احبار (علماء) و رہبان (فقراء) کسی کو خدائی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ اہل کتاب کی عجیب حالت تھی انھوں نے دین و دنیا کو تقسیم کر دیا تھا، دنیاوی اقتدار بادشاہوں کے سپرد کر دیا تھا اور دین احبار و رہبان کے حوالہ کر دیا تھا۔[1]

---

[1] حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ پہلے عیسائی تھے پھر مسلمان ہو گئے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم تو احبار و رہبان کی پرستش نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ تمہارے لیے حلال و حرام کے اختیار نہیں رکھتے تھے۔ حضرت عدی نے فرمایا ہاں آپ نے فرمایا بس وہ (رب بنانا) یہی ہے (تفسیر ابو سعود)

اہل کتاب دلائل کے سامنے لاجواب تھے لیکن ہٹ دھرمی سے بحث کرتے رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں انھیں غلط و صحیح کسی بات کا خیال نہ تھا جو جی میں آتا کہہ دیتے۔ اسی قسم کی باتوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کا بیان تھا۔ یہود انھیں یہودی کہتے تھے اور نصاریٰ انھیں نصرانی، حالانکہ یہ بات بالکل ظاہر تھی کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہزاروں برس بعد پیدا ہوئے تھے، پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ ہزاروں برس بعد کی آئی ہوئی شریعت کے پیرو ہوتے لیکن اتنی واضح تاریخی حقیقت کے باوجود اہل کتاب اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم تھے، درحقیقت یہی ان کی وہ کمزوریاں تھیں جن کی بنا پر انکی اخلاقی سطح (MORALITY) قائم نہ رہ سکی اور لوگوں کی نظروں میں ان کا وقار جاتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لاعلمی اور جہالت کی فضول باتوں سے کیا فائدہ، حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی نہ انھیں شرک سے کوئی واسطہ تھا، وہ تو محض اللہ کے مخلص و فرمانبردار بندے تھے۔ اسکی خاطر انھوں نے سب کو چھوڑ دیا تھا، ان سے

تعلق رکھنے والے درحقیقت وہی ہیں جنھوں نے پہلے ان کی پیروی کی تھی یا اب یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے متبعین ہیں، اللہ اہل ایمان ہی کے ساتھ ہے اور اسکی تائید وسرپرستی انھیں کو حاصل ہے۔ اہل کتاب مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے بڑے آرزومند ہیں، رات دن وہ اسی میں سرگرداں ہیں لیکن انھیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اب حقائق بے نقاب ہو چکے ہیں اس لئے ان کی کوششیں رائگاں جائیں گی۔ اس موقع پر بڑے درد کے ساتھ ان سے کہا جا رہا ہے کہ اے اہل کتاب حق تمہارے سامنے واضح ہو چکا ہے تم اسے خوب جانتے اور سمجھتے ہو پھر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ خود اسے قبول کرتے ہو نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے ہو بلکہ ستم یہ ہے کہ خود حق کو دبانے اور اس پر باطل کا رنگ چڑھانے کی کوشش کرتے ہو۔

(۴) (ا) اردو میں ترجمہ کیجئے:۔

وَدَّتْ ۔ حَاجَّ ۔ تَالِیْنَ ۔ اِتَّخِذُوْا ۔ تعالَ ۔ لَمْ یُضِلّ

اَضَلَّتُمْ ۔ کُتِمْتُ ۔ وَدَّ اُضِلَّ۔

(ب) اردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے ____

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت خرجنا مع رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ حتی اذا کنّا
بالبیداء او بذات الجیش انقطع عِقد لی (وکان من
جزع ظفار) فاقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی التماسۃ واقام الناس معہ (حتی اضاء الفجر و
ادرکتہم الصّلوٰۃ) ولیسوا علی ماء ولیس معہم
ماء فاتی الناس الی ابی بکر فقالوا الا تری ماصنعت
عائشۃ رض برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وبالناس
ولیسوا علی ماء ولیس معہم ماء فجاء ابوبکر رض ورسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واضع راسہ علی فخذی قد
نام فقال حبست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والناس
ولیسوا علی ماء ولیس معہم ماء قالت عائشۃ رض فعاتبنی
ابوبکر وقال ماشاء اللہ ان یقول وجعل یطعن بیدہ
علی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرک الا مکان راس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی فخذی فقام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم علی غیر ماء حین اصبح فانزل اٰیۃ
التیمّم فتیمّموا فقال اُسید بن الحضیر ماھی باوّل

برکتکم یا آل ابوبکرؓ فقالت فبعثنا البعیر الذی کنت
اٹھانا
علیه فوجدنا العقد تحته ۔

وکانت من احب النساء الی رسول الله صلی الله
علیه وسلم تزوجها بوحی من الله تعالیٰ اُرِیَتهٗ فی
المنام مرتین قال رجل هذه امرأتك وکان جبرئیل
یقرأ علیها السلام ورآته مرارا قالت وثب رسول
پکڑ لیا مجھ کو زور سے
الله صلی الله علیه وسلم وثبة شدیدة فنظرت
فاذا رجل معه واقف علی برذون وعلیه عمامة
ترکی گھوڑا
بیضاء طرفها بین کتفیه ورسول الله صلی الله علیه
کنارہ ریشم
واضع یده علی معرفة برذونه فقلت یا رسول الله
ایال
لقد راعنی وثبتك من هذا قال ارایته قلت نعم
قال ذاك جبرئیل وهو یقرئك السلام قالت وعلیه
السلام جزاه الله من صاحب ودخیل خیرا فنعم
مہمان
الصاحب ونعم الدخیل وراته فی صورة دحیة
رضی الله عنه ۔

وسأل عمرو بن العاص رضی الله ای الناس احب
الیك یا رسول الله قال عائشةؓ قال من الرجال قال

ابوها قال ثم من قال ثم عمر (الجامع الصحیح للامام
محمد ابن اسمٰعیل البخاری ومسلم ابن حجاج القشیری)۔

كانت رضی الله عنها غزیرة العلم كثیرة الاجتهاد كریمة
عابدة اخشی لله۔ قال عروة (وهو من اجل فقهاء
المدینة) ما رأیت احدا من الناس اعلم بالقرآن و
لا بفریضة ولا بحلال ولا حرام ولا بشعر ولا بحدیث
العرب ولا بنسب من عائشة رضی الله عنها۔ قال
(عروة) لعائشة یا امتاه لا اعجب من فقهك اقول
زوجة رسول الله صلے الله علیه وسلم ولا اعجب من
علمك بالشعر وایام الناس اقول ابنة ابی بكرؓ وكان
اعلم الناس ولكن اعجب من علمك بالطب قالت كان
رسول الله صلے الله علیه وسلم یسقم عند اخر عمره
وكانت تقدم وفود العرب من كل جهه فتنعت له
الانعات فكنت اعالجها قال ابو موسیٰ ما اشكل علی
اصحاب رسول الله حدیث قط فسالنا عائشة الا وجدنا
عندها منه علما۔ كانت تصوم الیوم وتقوم اللیل
قال عروة رأیتها تصلی وتبكی۔ لا تحب الدنیا وزینتها

بعث معاوية رضی اللہ عنہ الیہا بطوق من ذھب فیہ جوھر قوّم مائۃ الف فقسمتہ بین ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیہا ابن الزبیر بمال (ثمانین ومائۃ الف) فی غرارتین فدعت بطبق نجلست تقسمہ بین الناس فامست وما عندھا من ذالک درھم۔ (صفۃ الصفوۃ)

(۳) عربی میں ترجمہ کیجئے۔

حضرت بہلول ایک بزرگ شخص تھے لوگ انھیں مجنوں سمجھتے تھے لیکن وہ مجنون نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت ان پر چھا گئی تھی، دنیا اور اس کی زینت ان کی نظر میں حقیر تھی وہ اس کی نمائش کی طرف نہیں دیکھتے تھے، اکثر قبرستان میں رہتے تھے تاکہ موت ان کے سامنے رہے۔ اور خدا کا خوف انھیں گناہ سے محفوظ رکھے۔ ایک دن حضرت سری سقطی نے انھیں دیکھا کہ اپنے دونوں پیر قبر میں لٹکائے ہیں اور مٹی سے کھیل رہے ہیں انھوں نے کہا تم یہاں کیا کرتے ہو۔ حضرت بہلولؒ نے جواب دیا میں ایک ایسی قوم کے پاس ہوں جو مجھے ستاتے نہیں اور جب میں

ان کے پاس نہیں ہوتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید نے حج کیا۔ جب کوفہ سے گزرا تو بہلول شاہی ہودج کے سامنے آئے اور ہارون کو مخاطب کرکے کہا مجھ سے ایمن بن نابل نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ ہمیں قدامہ بن عبداللہ عامری نے خبر دی کہ انھوں نے کہا کہ میں نے منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حالت یہ تھی کہ آپ ایک اونٹ پر سوار تھے، آپ کے نیچے ایک پرانی کاٹھی تھی، وہاں نہ مار تھی نہ دھتکار نہ دور باش اے امیر المومنین آج آپ ساری زمین کے مالک ہیں ملک آپ کے سامنے جھک گئے ہیں لیکن کل آپ مٹی کے پیٹ میں ہوں گے اور یہ اور وہ مٹی ڈال رہے ہونگے۔ پھر اس کے بعد کہا۔ اے امیر المومنین اللہ نے جسے مال اور جمال عطا فرمایا پھر اس نے اپنے جمال میں پارسائی اور اپنے مال میں پرہیزگاری اختیار کی تو نیکوں کے دفتر میں اس کا نام لکھ لیا جاتا ہے۔ ہارون بہت متاثر ہوا اور انھیں کچھ مال دینا چاہا لیکن انھوں نے انکار کیا اور فرمایا مجھے آپ کے روزینہ (وظیفہ) کی ضرورت نہیں جس نے آپ کو دیا ہے وہ مجھے

فراموش نہ کرے گا۔

ایک دن ان سے کسی نے کہا منتے ہو روٹی مہنگی ہوگئی ہے انھوں نے کہا مجھے پرواہ نہیں اگرچہ ایک دانہ ایک اشرفی کے برابر ہو جائے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ جس طرح اس نے ہمیں حکم دیا ہے ہم اس کی عبادت کریں اور اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ہمیں رزق دے جیسا کہ اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔

الفاظ کے معانی

نمائش ۔ زُخْرُفٌ جمع زَخَارِفُ ۔
لٹکانا ۔ دَلّٰی یُدَلِّیْ
کھیل کرنا ۔ عبث (ن)
دُھتکار ۔ طَرْدٌ
ساری ۔ طُرًّا
پیٹ ۔ بَطْن ۔ جَوْف
دفتر ۔ دِیْوَان
مہنگا ہونا ۔ غَلَا یَغْلُوْ ۔ صَارَ غَالِیًا
اشرفی ۔ دِیْنَار

غیبت کرنا ۔ اِغْتَاب یَغْتَابُ
کاٹھی ۔ رَحْلٌ
پرانی ۔ رَثٌّ
دور باش ۔ اِلَیْكَ اِلَیْكَ
جھک جانا ۔ دَنَا یَدْنُوْا
مٹھی سے مٹی ڈالنا ۔ حَثَا یَحْثُوْا (التراب)
روزینہ ۔ جِرَایَة
اگرچہ ۔ وَلَوْ
دانہ ۔ حَبَّةٌ

قواعد :

بعض الفاظ پر اپنے سے پہلے والے لفظ کے مطابق اعراب (زبر، زیر، پیش) آتا ہے بعد والا لفظ نحو کی اصطلاح میں تابع کہلاتا ہے۔ توابع میں سے عطف سے تو آپ واقف ہی ہیں کہ وَ فَ ثُمَّ وغیرہ کے بعد جو لفظ آتا ہے اس کا اعراب پہلے لفظ کی طرح ہوتا ہے صفت کا بیان بھی ہو چکا ہے (عربی زبان کے دس سبق ص۳۵ قرآن مجید کی دوسری کتاب) توابع کی ایک قسم بدل (CASE IN APPOSITION) بھی کہلاتی ہے۔ پہلے ایک لفظ تمہید یا تعارف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ پھر دوسرا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو اصل مقصود ہوتا ہے مثلاً جَاءَ خَالِدٌ صَدِیقُہٗ اس کا دوست خالد آیا۔ اس جملہ میں کہنے والے کا مقصد یہ ہے کہ اسکا دوست آگیا ہے۔ خالد کا ذکر شروع میں صرف تمہید اور تعارف کے لئے ہے۔

کبھی بعد والا لفظ پہلے لفظ کا پورا پورا بدل ہوتا ہے جیسے اوپر کی مثال میں صَدِیقُہٗ بالکل وہی ہے جو زید ہے یا جیسے فَتَحَ الْمَلِكُ مَحْمُوْدٌ مَدِیْنَةً عَظِیْمَةً میں محمود

اور اَلْمَلِكُ دونوں ایک ہی ہیں قَالَتْ ہی کے بدلہ میں مقصود استعمال ہوا ہے۔ ایسے بدل کو بدل الکل کہتے ہیں (۲) کبھی بعد والا لفظ یعنی بدل پہلے والے لفظ یعنی مُبْدَلْ منہ کا کوئی جز یا حصہ ہوتا ہے اسے بَدَلُ البَعْض کہتے ہیں جیسے دَخَلْتُ الدَّارَ حُجْرَتَهَا اس میں حجرہ گھر کا ایک جزو ہے (۳) کبھی بعد والا لفظ (بدل) پہلے والے لفظ (مُبْدَلْ مِنْہُ) کا نہ تو کُل ہوتا ہے نہ اس کا کوئی حصہ بلکہ اس سے تعلق رکھتا ہے مثلاً أُحِبُّ زَيْدًا عِلْمَهُ اب اس میں علم نہ زید کا جزو ہے نہ کل، بلکہ صرف اس سے تعلق رکھتا ہے ایسے بدل کو بَدَلُ الاِشْتِمَال کہتے ہیں۔ (۴) کبھی ایک لفظ غلطی سے نکل جاتا ہے تو اس کے بعد دوسرا اصلی لفظ استعمال کیا جاتا ہے ایسے بدل کو بَدَلُ الْغَلَط کہتے ہیں جیسے جَاءَ حَامِدٌ خَلِدٌ یہاں کہنا تھا خالد لیکن غلطی سے حامد نکل گیا تھا۔

(۱۵) پندرہواں سبق

(۱) قرآن مجید :- سورۂ آل عمران کا آٹھواں رکوع

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ
عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ
قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ
مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ
بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ
يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝
وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ
اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ
اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَيَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى
بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

قَلِيلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا
يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْهُمْ
لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ
الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ
لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ
ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ
الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ
اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۗ اَيَاْمُرُكُمْ
بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔

وَجْهَ النَّهَارِ ۔ دن کا پہلا حصہ۔

مَادُمْتَ ۔ مَادَامَ سے مخاطب واحد کا صیغہ ہے۔ برابر رہنا

اَيْمَان ۔ یمین کی جمع ۔ قسم ——— خَلَاق ۔ حصہ ۔

يَلْوُوْنَ ـ لَيٌّ (ل وی) حض ـ موڑنا ـ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو
دَمِیْ یَرْجِعُ (دوسری کتاب، صلا۱۱۸)

تشریح :

اہل کتاب نے صرف یہی نہیں کہ حق کو قبول نہیں کیا تھا بلکہ جان بوجھ کر اس کی مخالفت کرتے تھے اور اس کے لئے کوشاں رہتے تھے کہ کوئی اسلام کی دعوت قبول نہ کرے بلکہ ان کی کوشش تھی کہ جو لوگ اسلام کی دعوت حق قبول کر چکے ہیں وہ بھی اس سے منحرف ہو جائیں، اس مقصد کے پیش نظر ایک طرف وہ آپس میں ایک دوسرے کو تعصب اور جامدانہ تقلید کا مشورہ دیتے تھے تاکہ کوئی داعی حق کی آواز کو سُنے ہی نہیں۔

دوسری وہ اہل ایمان کو ورغلانے اور راہ سے بے راہ کرنے کی تدبیروں میں مصروف رہتے تھے۔ منجملہ اُس کے ایک تدبیر یہ بھی تھی کہ ایمان کا اعلان کر کے منحرف ہو جائیں، شاید اس طرح کچھ لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہو اور وہ مرتد ہو جائیں لیکن اللہ تعالٰے نے ان کی تمام کوششیں ناکام کیں۔ مسلمانوں کی تعداد

میں برابر اضافہ ہی ہوتا رہا۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ کا تعلق اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ...... سے ہے۔ درمیان میں قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ جملہ معترضہ ( ) کے طور پر آیا ہے تاکہ یہود کی بات ذہن میں تھمنے نہ پائے۔ یہ طرز ایسا ہی ہے جیسے آج کل دوران تقریر میں لوگ جوابی نقرے کہہ دیتے ہیں تاکہ مقرر کی تقریر کا تسلسل سامعین کو متاثر نہ کر سکے۔[۱]

---

[۱] مذکورہ بالا تشریح سے ظاہر ہے کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ .... اور اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ .... اہل کتاب کا قول ہے اور قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ ہمارے نزدیک اس آیت کی یہی ترکیب مناسب ہے لیکن مفسرین کی ایک جماعت ان دونوں ٹکڑوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا کلام تسلیم کرتی ہے ان کے نزدیک قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ سے متعلق ہے وہ اَنْ يُّؤْتٰٓى سے پہلے لَا تُنْكِرُوْا مخذوف (UNDERSTOOD) مانتے ہیں یا هُدَى اللّٰهِ کو اِنَّ الْهُدٰى سے بدل مانتے ہیں اور اَنْ يُّؤْتٰٓى..... کو اس کی خبر مانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ہدایت یہی ہے کہ تمہارا جیسا کسی اور کو بھی دیا جائے (تفسیر کبیر امام رازی)

اس کے بعد فرمایا کہ یہ ضد وحسد بیکار ہے، اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے جب تک اُسے تم میں صلاحیت نظر آئی تمھیں یہ بلند منصب عطا فرمایا لیکن جب نہ تمھارا ایمان صحیح رہا نہ عمل درست رہا نہ اخلاق بہتر رہے تو اس شرف کے مستحق نہ رہے کیونکہ ہدایت ورہنمائی کی ذمہ داری بڑی اہلیت کی طالب ہے۔ اب اللہ تعالیٰ جس قوم میں اس فریضہ کی ادائگی کی طاقت دیکھتا ہے اسے امامت کا منصب عطا کرتا ہے

اس سلسلہ میں اہل کتاب کے بعض موٹے موٹے اخلاقی عیوب کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس سے ان کی دناءت، پستی، خیانت اور تنگ نظری بہت نمایاں طور پر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اور معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ جاتا ہے کہ ان حالات میں امامت و سیادت کے فرائض کی انجام دہی ناممکن ہے کیونکہ جہاں بانی کے لئے جہاں بینی اور جہاں نگری ضروری ہے۔

آخر میں تو اذن الٰہی سے ان کی روگردانی کا خاص طور

سے ذکر فرمایا، وہ اپنی خواہش نفسانی کے سامنے کسی قانون کو
قائم نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ جہاں تک ہو سکتا تاویلیں
کرتے، غلط مطلب بیان کرتے، الفاظ کو سیاق وسباق سے
الگ کرتے، جا بجا انھیں تبدیل کرتے لیکن جب اس سے
بھی کام نہ چلتا تو مستقل عبارتیں بنا لیتے اور کتاب الٰہی
کے انداز میں لوگوں کو سناتے۔ اس طرح ساری ربانی
ہدایات ان کی نفس پرستی کی راہ میں قربان ہو گئی تھیں
عوام الناس کے لئے حق ۔۔۔ طل میں امتیاز سخت دشوار
بلکہ ناممکن تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی اصولی
بات بیان کر دی جس کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر کوئی
عامی آدمی بھی گمراہ نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا کہ یہ یقین
رکھو کہ کوئی شخص جسے اللہ تعالیٰ نے کتاب ونبوت سے
سرفراز فرمایا ہو وہ ہرگز اپنی یا کسی دوسرے کی بندگی
کی دعوت نہیں دے سکتا وہ تو اللہ ہی کی طرف لوگوں کو
بلائے گا۔ ان چند لفظوں میں نوع انسانی کو ایسا واضح
اصول بتا دیا گیا جس سے وہ ہر پیغام کو جانچ سکتے ہیں۔

(۲) ا۔ اردو میں ترجمہ کیجئے:۔

يَلْوِيْ - مَادَامَتْ - أُؤْتِيَ - اِلْوِ - لَوَوْا - نُؤْتِيْ
أُخْتُصَّ - لَوَيْتَ - اٰمَنْتُ - دَرَسْتُنَّ

(ب) اردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے۔

قال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ دخلت المدینۃ فی الیوم الثامن بعد صلوۃ العصر فاتیت مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودنوت من القبر فسلمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولذت بقبرہ فرأیت مالک بن انس موتزرا ببردۃ متشحیا ببخری وھو یقول حدثنی نافع عن ابن عمر عن صاحب ھذا القبر ویشیر بیدہ علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رایت ذالک ھبتہ الھیبۃ العظیمۃ وجلست حیث انتھی بی المجلس فاخذت عودا من الارض فجعلت کلما املی مالک حدیثا کتبتہ بریقی علی یدی ومالک ینظر الی من حیث لا اعلم حتی انقضی المجلس وجلس مالک ینتظر العشاء المغرب ولم یرا فی انصرفت فیمن انصرف فاشار الی بیدہ فدنوت منہ فنظر الی ساعۃ

ثم قال لی احرمی قلت وقرشی فقال کملت صفاتك فلم رأیتك سئی الادب فقلت وما الذی رأیت من سوء ادبی فقال رأیتك وانا املی الالفاظ لرسول الله صلے الله علیه وسلم وانت تلعب بریقك علے یدك فقلت عدم الورق وکنت اکتب ما تقول فجذب مالك یدی فقال مالی اری علیها شیئا فقلت ان الریق لا یثبت علی الید ولکن قد وعیت جمیع ما حدثت به منه وقت جلست الی حین قطعت فعجب مالك من ذالك فقال اعد علی ولو حدیثا واحدا فقلت حدثنا مالك عن نافع عن ابن عمر واشرت بیدی الی القبر کاشارته عن النبی صلی الله علیه وسلم حتی اعدت علیه خمسة عشر حدیثا حدث بها من وقت جلس الی وقت قطع المجلس سقط القرص وصلی مالك المغرب ثم اقبل علی عبده فقال خذ بید سیدك الیك وسالنی النهوض معه فقمت غیر ممتنع ماد عا من کرامة فلما اتیت الدار

ادخلنی الغلام الی مخدع وقال لی - القبلة مسن البیت هکذا ، هذا اناء فیه ماء ، وهذا الخلاء من الدار -

قال الشافعی رحمه الله ورضی عنه فما لبث مالك غیر بعید حتی اقبل والغلام حامل طبقا فوضعه من یده وسلم علی مالك ثم قال للعبد اغسل علینا فوثب الغلام الی الاناء واراد ان یغسل علیّ اولا فصاح علیه مالك وقال فی اول الطعام لرب البیت وفی اٰخر الطعام للضیف فاستحسنت ذالك و سألته عن ذالك فقال انه یدعو الناس الی طعامه فحکمه ان یبتدئ بالغسل واٰخر الطعام ینتظر من یدخل فیاکل معه ثم کشف مالك الطبق وکان فیه صحفتان فی احداهما لبن وفی الاخری تمر فسمیت وسمیت فاتیت وانا ومالك علی جمیع الطعام وعلم مالك انا لم ناخذ من الطعام الکفایة فقال لی یا ابا عبدالله هذا اجهد من مقل الی فقیر معدم فقلت لاعذر و علی من احسن انما العذر

علی من اساء فاقبل مالک یسألنی عن اھل مکّة
حتی دنا العشاء الاخرة ثم قال حکم المسافر ان
ان یحمل نفسه بالاضطجاع فنمت لیلتی فلما کان
فی الثلث الاخیر من اللیل عند انفجار الصبح قرع (کھٹکھٹانا)
مالک علی الباب وقال الصلوة یرحمک الله فرایته
حاملا اناء فیه ماء لیسبغ علی ذالک فقال لی
لا یروعک ما رأیت منی فخدمة الضیف فرض
فتجهزت للصلوة وصلّیت الفجر مع مالک بن انس
فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم والناس
لا یعرف بعضهم بعضا من الغلس وجلس کل واحد (صبح کی تاریکی)
منا فی مصلاہ نسبّح الله الی ان طلعت الشمس علی رؤس
الجبال کالعمائم علی رؤس الرجال فصلی کل امرئ (عمامے)
منا ما تیسر له ثم جلس فی مجلسه بالامس وناولنی
الموطا امامیه واقرأه علی الناس وهم یکتبون فاتیت
علی حفظه من اوّله الی اخره من القراءة واقمتُ
ضیف مالک ثمانیة اشهر ثم ازمعت السفر
فزودنی مالک وسار معی الی البقیع فاکتری باربعة

دينار دفع الى باقى إلا: نا نير وسته واربعين) و
ودّعنى وانصرف -(رحلة الشافعى)

(۳) مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مضمون لکھئے :-

التّعليم وطرقه فى عصرنا

ضروری الفاظ

درجہ ـ صفّ ـ	جدید علوم ـ العلوم الجديدة ـ
یونیورسٹی ـ جامعہ	تختۂ سیاہ ـ السُّبُّورة
کالج ـ كلّيّة	چاک ـ طَبَاشير ـ
لکچر ـ مُحاضَرة	سلیٹ ـ لوح الحجر ـ
اسٹک ـ صَوْلجان	فیلڈ ـ ساحة ـ مِضْمار اللعب
سائنس ـ طبيعة جمع ـ طبيعات	میچ ـ مقابلہ ـ مُبارَاة
حکمت ـ الطّبّ ـ	معاشیات ـ الاقتصاد السياسى
پرنسپل ـ عميد	بورڈنگ ـ دار الاقامة
آرٹ ـ ادب ـ	ہیڈ ماسٹر ـ ناظر المدرسة
سائنس ـ فن	نگراں ـ مُراقِب

نمائش ۔ معرض	مقالہ (THESIS) اُطْرُوحَۃٌ
دوربین ۔ مِرْقب ۔ تلسکوب	ڈاکٹر ۔ دُکْتُور
گھنٹہ ۔ جَرَس	خوردبین

قواعد :۔

پکارنے کو عربی میں ندا کہتے ہیں اور جسے آواز دی جاتی ہے وہ منادیٰ کہلاتا ہے۔ منادیٰ مفرد[1] ہوتا ہے تو ایک پیش ہوتا ہے مثلاً یَا زَیْدُ ۔ یَا وَلَدُ ۔ یَاخَادِمَانِ ۔ یَامُسْلِمُوْنَ[2] ــــ منادیٰ پر ال لانا ہوتا ہے تو مذکر کے شروع میں اَیُّھَا اور مونث کے شروع میں اَیَّتُھَا بڑھا دیتے ہیں مثلاً یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ یَا اَیَّتُھَا الْمَرْءَۃُ ۔ اس صورت میں حرف ندا لانا ضروری نہیں ہوتا بغیر یا وغیرہ کے بھی کہہ سکتے ہیں مثلاً اَیُّھَا النَّاسُ ۔

---

[1] مفرد سے مراد یہ ہے کہ مضاف نہ ہو ۔ اس اعتبار سے تثنیہ، جمع مفرد کہلائیں گے

[2] تثنیہ اور جمع کو بھی حرف ندا کے بعد پیش ہوتا ہے ۔ تثنیہ کا پیش ان اور جمع کا پیش و ن سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ آپ عربی زبان کے دس سبق کے آخری سبق میں پڑھ چکے ہیں ۔

اگر منادیٰ مضاف ہوتا ہے تو اس پر زبر آتا ہے۔ جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ ۔ یَا خَادِمَ مَحْمُوْدٍ ۔ اگر منادیٰ نام ہو اور اس کے بعد ابن ہو اور وہ کسی دوسرے نام سے متعلق ہو تو اس صورت میں بھی منادیٰ پر زبر ہوتا ہے۔ مثلاً یَا طَارِقَ ابْنَ زِیَادٍ ۔ جو منادیٰ مضاف تو نہ ہو لیکن اس کے مشابہ ہو یعنی اس کی ترکیب ایسی ہو کہ اس میں اس طرح کے معنی ہوں جو مضاف کی حالت میں ہوتے ہیں تو اس صورت میں اس (منادیٰ) پر دو زبر ہوتے ہیں جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا (اے پہاڑ کے چڑھنے والے) اس میں طالع اگرچہ مضاف نہیں ہے لیکن معنی کے اعتبار سے یَا طَالِعَ الْجَبَلِ کی طرح ہے۔ صفت موصوف کو بھی زبر ہوتا ہے مثلاً یَا رَجُلًا عَابِدًا ۔ اسی طرح اگر کسی خاص شخص کا خیال کیے بغیر یوں ہی غیر معین طور پر کسی کو پکارا جائے تو ایسی صورت میں بھی منادیٰ پر دو زبر آتے ہیں جیسے کوئی اندھا پکارے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ (اے کوئی میرا ہاتھ پکڑ لے) یؔ کی طرف اضافت ہوتی ہے تو اس صورت میں پانچ طرح سے پڑھ سکتے ہیں مثلاً (۱) یَا عَمِّیْ

(۲) یَاعَمِّیَ (۳) یَاعَمِّ (۴) یَاعَمَّا (۵) یَاعَمَّاہُ
باپ اور ماں کو پکارتے وقت آخر میں ت بھی بڑھا سکتے
ہیں اُمَّ اور عَمَّ سے پہلے اِبْن ہو تو اِبْنَ اور عَمَّ
و اُمَّ دونوں کے آخر میں زبر ہو جاتا ہے۔ مثلاً یَا ابْنَ
اُمَّ - یَا ابْنَ عَمَّ

سولھواں سبق (۱۶)

(۱) **قرآن مجید** :۔ تیسرے پارہ کا آخری رکوع

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ
مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ
وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ
فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَیْرَ دِیْنِ
اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ

أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ أُنْزِلَ عَلٰٓى إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ
وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوْتِيَ مُوْسٰى
وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّبْتَغِ
غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي
الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا
كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ
وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا
كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ
إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ
أَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ أُولٰٓئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

نئے الفاظ کے معانی اور ضروری تشریح حسب ذیل ہے۔

اِصْر ـــــ عہد۔

اَقْرَرْنَا۔ اِقْرَار (ق ر ر) اِفعال۔ اقرار کرنا۔ صیغے اَضَلَّ کی طرح آتے ہیں ملاحظہ ہو (پہلی کتاب صـ۱۴۱)

یَبْغُوْنَ۔ بَغْیٌ (ب غ ی) ض۔ چاہنا۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو دَعَا (دوسری کتاب صـ۱۱۸)

طَوْع۔ خوشی ـــــ کَرْہ۔ ناخوشی

اِزْدَادُوْا۔ اِزْدِیَاد (ز ی د) اِفتِعال۔ بڑھنا۔ اِزْدَادَ، یَزْدَادُ، اِزْدَدْ، لَا تَزْدَدْ[1]

یُنْظَرُوْنَ۔ اِنْظَار کا مجہول ہے۔ مہلت دیا جانا ترجمہ ہوتا ہے دوسری کتاب صـ۲۹ میں گزر چکا ہے۔

اِفْتَدٰی۔ اِفْتِدَاءٌ (ف د ی) فدیہ دینا۔ صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو اِشْتِرَاء (پہلی کتاب صـ۲۷)

تشریح ـــــ

سلسلۂ کلام کے لئے اوپر کے رکوع کا مضمون ذہن میں رکھئے۔ پھر اس رکوع کو پڑھئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت سے تمھیں اس قدر انکار

[1] اِزْدِیَاد اصل میں اِفْتِعَال کے وزن پر اِزْتِیَاد ہے لیکن ز کی مناسبت سے ت کو د سے بدل دیا اِزْدِیَاد ہو گیا

کیوں ہے، یہ تو تمہاری جانی پہچانی بات ہے۔ ہر نبی سے اس کا اقرار لیا گیا ہے اور ہر اُمت کو ہدایت ہوئی ہے کہ جب اس رسول کا ظہور ہو تو وہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں اب اس عہد و پیمان کے بعد جو اس سے روگردانی کرتا ہے وہ پکا نافرمان (فاسق) ہے۔

نزول قرآن کے زمانہ میں یہ حقیقت سب پر آشکار اتھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اگر آج موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری ہی پیروی کرنی پڑتی (ابن کثیر) مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت میں تصریح ہے کہ اگر آج تمہارے درمیان موسیٰ (علیہ السلام) موجود ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھ کو چھوڑ دیتے تو تم بلا شبہ گمراہ ہوتے۔ اس آیت کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے پختہ عہد لیا تھا کہ اگر تمہاری موجودگی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوں تو تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ خود اہل کتاب بھی اس عہد سے اچھی طرح واقف تھے اور ان کی کتابوں میں اتنی وضاحت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علامتیں درج

تھیں اور ان کے انبیا علیہم السلام نے اس تفصیل کے ساتھ آپ کی نشانیاں بیان کردی تھیں کہ وہ دیکھتے ہی پہچان جاتے تھے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ (وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ ان میں جو لوگ حق پسند تھے وہ دیکھتے ہی آپ کو پہچان گئے۔ ہجرت کے موقع پر مشہور یہودی عالم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی نظر جیسے ہی آپ کے چہرہ پر پڑی ایمان لے آئے اور پکار اُٹھے یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ حضرت ورقہ بن نوفل نے پہلی وحی کا حال سنتے ہی کہہ دیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کے اہل کتاب منتظر ہیں اور جن کا ذکر ان کے پاس توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا موجود ہے۔ عتبہ کے رومی غلام عداس نے حضرت خدیجہ کی زبان سے پہلی وحی کا ذکر سن کر آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔ آپ کی نبوت سے پہلے عموریہ کے اسقف اعظم نے آپ کی ایسی نشانیاں بتائیں کہ وطن تک کا ایسا نقشہ نگاہوں کے سامنے آگیا کہ اس کے مطابق حضرت سلمان مدینہ پہونچ گئے اور جب

جمال مبارک پر نظر پڑی تو دل وجان سے فرمانبردار بن گئے
شاہ حبش نے عرب سے ہزاروں میل دور حضرت آپ کا
ذکر سُن کر آپ کو پہچان لیا اور صدق دل سے ایمان لے آیا۔
قیصر روم ہرقل آپ کے دشمن کے منہ سے آپ کی صفات
سُن کر آپ کو پہچان گیا اور آپ کے پیر دھونے کی آرزو
کی۔ نجران کے عیسائی جلال نبوت دیکھ کر سرافگندہ ہو گئے۔
اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے کہتا ہے کہ جب تمہاری کتابوں
میں نبی آخرالزماں کا ذکر موجود ہے تمہارے انبیاء علیہم السلام
نے اس کی پیشین گوئی کی ہے اور تم خوب پہچان چکے ہو تو کس قدر
افسوس کی بات ہے کہ محض حسد وعناد کے جذبہ سے اور حقیر
دنیاوی فوائد کے خیال سے تم ان پر ایمان نہیں لا رہے
ہو اس ذہنیت کا انجام آخرت میں عذاب الیم ہوگا اور
دنیا میں ذلت ورسوائی اور ناکامی ونامرادی کے سوا کچھ
حاصل نہ ہوگا۔

محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وہی دعوت دے رہے
ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام دیتے رہے ہیں ساری کائنات
جس طرح امر تکوینی کے تحت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکی

ہوتی ہے اسی طرح انسان امر تشریعی میں بھی خدا کے سامنے جھک جائے اور اپنے آپ کو حکم الٰہی کے ماتحت کر دے یہی دعوت تمام نبی دیتے رہے ہیں یہی اسلام کی دعوت ہے۔ اسی میں نوع انسانی کی خیر ہے۔ مسلمان بے کم و کاست اس دعوت خیر کو قبول کرتے ہیں، بلا تفریق اس پیغام حق کے لانے والوں کو نوع انسانی کا محسن سمجھتے ہیں، اور بلا استثناء سب پر ایمان لاتے ہیں باقی جو لوگ جان بوجھ کر حق سے روگردانی کر رہے ہیں، دلائل و براہین کے بعد بھی صراط مستقیم سے گریزاں ہیں اور ایمان کے بعد کفر کا راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ ان پر رحمت الٰہی کے دروازے بند ہیں اور نصرت و کرم فرمائی کی راہیں مسدود ہیں سوائے اس کے کہ اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں، کفر و طغیان کے بجائے ایمان و اسلام کا طریقہ اختیار کریں اور خلوص نیت سے مغفرت الٰہی کے طلب گار ہوں۔

(۲) ا۔ اردو میں ترجمہ کیجیے:۔

اِبْغِ۔ اِبْتَغَیْتَ۔ اِزْدَدْتُمْ۔ اَنْظِرْ۔ اِقْتَدَیْنَا۔ لَمْ تَقْتَدِ۔
لَنْ تَبْتَغِیَ۔ لَمْ تَبْغِ۔ اَقِرُّوْا۔ خَفِّفُوْا۔

(ب) اُردو میں ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے :-

بعث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عمیر بن سعد
بن عبید رضی اللہ عنہ عاملاً علی حمص فمکث
حولاً لا یاتیہ خبرہ فقال عمر لکاتبہ اکتب الی عُمیر
اذا جاءك کتابی ھذا اقبل بما جبیت من فیٔ
المسلمین فاخذ عمیر جرابہ فوضع فیہ زادہ
وقصعتہ وعلق اداوتہ واخذ عنزتہ ثم
اقبل یمشی من حمص حتی قدم المدینۃ وقد
شحب لونہ واغبر وجھہ وطالت شعرتہ فقال
عمرؓ شأنك قال ما تری من شأنی الست ترانی
صحیح البدن ظاھر الدم معی الدنیا اجرھا
بقرونھا قال عمرؓ وما معك قال معی جرابی
اجعل فیہ زادی وقصعتی اکل فیھا واغسل فیھا
رأسی وثیابی، واداوتی احمل فیھا وضوئی و
شرابی، وعنزتی اتوکاء علیھا واجاھد بھا عدوا
ان عرض لی فواللہ ما الدنیا الا تبع لمتاعی قال
عمرؓ فجئت تمشی قال نعم قال اما کان لك احدا

يتبرع لك بدابة تركبها قال ما فعلوا وما سألتهم
ذالك فقال عمرؓ بئس المساء ون خرجت عندهم
فقال عمير اتق الله يا عمرؓ قد نهاك الله عن
الغيبة وقد رأيتهم يصلون صلوة الغداة
قال فاين بعثتك واى شئ صنعت قال بعثتنى
حتى اتيت البلد فجمعت صلحاء اهلها فوليتهم
جباية فيئهم حتى اذا جمعوه وضعته مواضعه
ولو نالك منه شئ لاتيتك به قال جددوا لعمير
قال ان ذالك شئ لا اعمل لك ولا لاحد بعدك
والله ما سلمت لقد قلت لنصرانى اخزاك الله ـ
ثم استاذنه فاذن له فرجع الى منزله و
بينه وبين المدينة اميال فبعث عمر اليه رجلا
واعطاه مائة دينار وقال ان رأيت اثر شئ
فاقبل وان رأيت حالا شديدا فادفع اليه
هذه المائة فانطلق الحارث فاذا هو بعمير جالسا
يفلى قميصه الى جنب الحائط فقال له عمير انزل
رحمك الله من اين جئت فقال من المدينه

فقال كيف تركت امير المومنين فقال صالحا يقيم الحد ود ضرب ابناله على فاحشة فمات من ضربة فقال عمير اللهم اعن عمرؓ فانى لا اعلمه الا شديدا حبه لك قال فنزل به ثلاثة ايام و ليس لهم الا قرصة من شعير كانوا يخصونه بها و يطوون حتى اتاهم الجهد فاخرج الدنانير ودفعها اليه وقال بعث بها امير المومنين فصاح وقال لا حاجة لى فيها و تقسمها بين ابناء الشهداء والفقراء و ثم رجع الرسول وقال يا امير المؤمنين رأيت حالا شديدا فدعاه عمرؓ وامر له بوسق من طعام وثوبين فقال اما الطعام فلا حاجة لى فيه تركت فى المنزل صاعين من شعير واما الثوبان فان ام فلان عارية فاخذهما ورجع الى منزله فلم يلبث ان هلك فبلغ ذالك عمرؓ فشق عليه وترحم عليه وخرج يمشى الى بقيع الغرقد فقال وددت ان لى رجالا مثل عمير استعين به فى اعمال المسلمين رحمه الله

ورضی اللہ عنہ (صفة الصفوة)

(۴) عربی میں ترجمہ کیجئے :۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشہور صحابی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں انھیں ایران کے پایہ تخت مدائن کا حاکم مقرر کیا۔ ان کی روانگی سے پہلے اہل مدائن کو اطلاع دے دی کہ میں تمھارے پاس حضرت حذیفہ کو بھیج رہا ہوں۔ ان لوگوں کو جب امیر المومنین کا خط ملا تو انھوں نے خیال کیا کہ یہ کوئی بہت ہی اہم آدمی ہیں اس لئے سوار ہو کر شہر سے باہر استقبال کے لئے آئے انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص خچر پر سوار ہے۔ نیچے ایک بوسیدہ چارجامہ ہے۔ دونوں پیر ایک ہی جانب ہیں۔ اس حالت میں انھوں نے ان کو نہیں پہچانا سمجھے کہ یہ کوئی راہ گیر ہے گزر جانے دیا۔ ذرا دیر بعد کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی، ان سے پوچھا، آپ نے ہمارے امیر کو دیکھا ہے؟ ان لوگوں نے کہا وہی ہیں جو پہلے گزرے ہیں۔ یہ سُن کر ان لوگوں نے فوراً ان کے

پیچھے گھوڑے بڑھائے۔ جب ان کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک ہاتھ میں روٹی ہے اور دوسرے میں گوشت کی ایک ہڈی ہے اور کھا رہے ہیں۔ لوگوں نے سلام کیا حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا اور وہ روٹی اور ہڈی ان کے سردار کی طرف بڑھا دی۔ ایرانی سردار بھلا ایسی معمولی چیز کس طرح کھا سکتا تھا۔ اس نے نظر بچا کر اپنے خادم کے حوالہ کی۔ ان لوگوں نے کہا آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو ہم سے طلب کر لیجئے۔ فرمایا مجھے پیٹ بھرنے کے لئے کھانے اور خچر کے لئے چارہ کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک عرصہ کے بعد حضرت عمرؓ نے انھیں مدینہ منورہ بلایا، ان کے آنے کے وقت شہر سے باہر راستہ میں چھپ رہے جب انکے پاس سے حضرت حذیفہؓ گزرے اور انھوں نے دیکھا کہ ابھی تک اسی حال میں ہیں جس حال میں مدینہ سے مدائن گئے تھے تو نکل آئے اور انھیں لپٹا لیا اور فرمایا تم میرے بھائی ہو میں تمھارا بھائی ہوں۔

الفاظ کے معانی

پایۂ تخت۔ عَاصِمَۃ۔
روانگی۔ ذہاب۔ خُرُوج
شہر سے باہر۔ خارج المدینۃ۔
راہ گیر۔ مسافر۔
گزرنے دینا۔ اَجَازَ یُجِیْزُ
گھوڑا بڑھانا۔ ایڑ لگانا۔ رَکَضَ (ن)
گوشت کی بوٹی۔ عِرْق۔
چارہ۔ عَلَف۔
لپٹانا۔ اِلْتَزَمَ یَلْتَزِمُ۔

حاکم۔ اَمِیْر
بھیجنا۔ بعث۔
استقبال۔ حفاوۃ (مصدر احتفیٰ یَحْتَفِیْ بہ)
پارجامہ۔ (کپڑے کی زین)
اُکاف۔ بَرْذَعَۃ۔
پہلے۔ اٰنِفًا۔
حوالہ کرنا۔ دینا۔ نَاوَلَ یُنَاوِلُ۔
چھپنا۔ کمن (ن۔ ف۔ س)
سردار۔ سَرِیّ۔

قواعد:۔

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اَنْ اور لَنْ کے آنے سے مضارع کے آخر میں زبر ہو جاتا ہے اسی طرح سے کَیْ۔ اِذًا اور حَتّٰی کے بعد بھی مضارع کے آخری حرف کو زبر ہو جاتا ہے جیسے ذَہَبْتُ اِلَی الْمَدْرَسَۃِ لِاَتَعَلَّمَ۔ تَوَضَّأْتُ لِاُصَلِّیَ۔
فَ کے بعد بھی مضارع کو زبر ہوتا ہے اگر

(۱) امر کے بعد ہو جیسے افتح الباب فَتَدْخُلَ الْبَيْتَ

(۲) نہی کے بعد ہو جیسے لا تَعْجَلْ فَتَنْدَمَ

(۳) استفہام (سوال) کے بعد ہو مثلاً أَيْنَ كِتَابُكَ فَاقْرَءَهُ

(۴) تمنا کے بعد ہو مثلاً لَيْتَ لِي بَيْتٌ فَأَسْكُنَهُ

(۵) نفی کے بعد ہو مثلاً مَا تَشْتَرِي الْعِنَبَ فَتَأْكُلَ

(۶) عرض (درخواست) کے بعد ہو مثلاً أَلَا تَذْهَبُ إِلَى بَيْتِي فَأُكْرِمَكَ۔

نوٹ :۔

صرف ونحو کے ضروری قواعد جن سے ہر وقت سابقہ رہتا ہے۔ دس سبق سے اس کتاب تک بیان ہو چکے ہیں اس طرح عربی اور اردو ترجمے بھی اچھے خاصے معیار تک پہنچ چکے ہیں، اس کتاب میں مضمون نویسی کا بھی آغاز ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دو ایک مزید کتابوں کے بعد آپ اچھی طرح عربی سمجھنے، لکھنے اور بولنے لگیں گے۔ اگلی کتاب شروع کرنے سے پہلے اس کتاب اور اس سے پہلے کی کتابوں پر پھر ایک نظر ڈال لیجئے، قواعد کو خاص طور سے ذہن نشین کر لیجئے اور قرآن مجید اور دوسری عربی

عبارتیں پڑھتے وقت ان کے استعمال پر غور کرتے رہیے فرصت کے اوقات میں مطالعہ روداں کا بھی خاص طور سے التزام رکھئے۔ چھوٹی چھوٹی آسان عربی کتابیں پڑھنے سے روز مرہ کی زبان پر خاصی قدرت حاصل ہوجاتی ہے۔ مصر سے بچوں کے لئے اس طرح کی بہت سی کہانیاں شائع ہوئی ہیں۔ ہندوستان میں بھی مولانا ابوالحسن علی نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے جو کتاب بھی آپ کو مل سکے اسے ملاحظہ کیجئے۔ ہم خود بھی کوشش کررہے ہیں کہ آپ کے معیار کے مطابق صحابۂ کرام، بزرگان دین ائمۂ اسلام اور سلف صالحین کے مؤثر واقعات آسان عربی میں شائع کریں تاکہ زبان کی ترقی کے ساتھ معلومات میں بھی اضافہ ہو اور صحیح اسلامی زندگی سے واقفیت ہو۔ کتابوں کی تیاری شروع ہوگئی ہے۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ تین چار مہینے میں کم از کم دس آسان عربی کتابوں کا ایک سیٹ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاسکے گا۔

216Z